

بِعَوْنِهِمْ وَكَرَمِهِ تَعَالَى جَلَّ سَمِيًّا

دین و ایمان کو مستور اور محبت و ایقان کو افزوں کرنے والے

نادر و اہم

24

رسائل سنیہ ضروریہ

حضرت مجدد مائتہ حاضرہ مولانا الشاہ مفتی احمد رضا خاں صاحب سترہ

- صلاة الصفا فی نور المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- نطق الہلال فی ولاد الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم والوصال
- الہدایۃ المبارکہ فی خلق الملئکۃ علیہم السلام
- الصمصام علی مشکک فی الارحام
- حمل النور فی ہنی المنسار عن زیارت القبور
- غایبۃ التحقیق فی امامتہ العلی و الصدیق (رضی اللہ عنہما)

یکے از مطبوعات

ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم لال کھوہ موجی گریٹ لاہور

مطبوعہ تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور

قیمت - ایک روپیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
صلاة الصفا فی نور المصطفی

مسئلہ از شکر گو ایار محکمہ ڈاک دربار مرشد مولوی نور الدین احمد صاحب

دہریقعدہ سالہ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ مضمون کہ حضور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے۔ ادران کے نور سے باقی مخلوق
کس حدیث سے ثابت ہے اور وہ حدیث کس قسم کی ہے؟ بَلِّغُوا
توجروا۔

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَحْمَدُ يَا نُورُ يَا نُورَ النُّوْرِ يَا نُورَ قَبْلِ كُلِّ نُورٍ وَ
نُورٍ بَعْدَ كُلِّ نُورٍ يَا مَنْ لَهُ النُّورُ وَ بِهٖ النُّورُ وَ مِنْهُ النُّورُ
وَ اِلَيْهِ النُّورُ وَ هُوَ النُّورُ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰی نُورِكَ
الْمُنِيْرِ الَّذِي خَلَقْتَهُ مِنْ نُورِكَ وَ خَلَقْتَ مِنْ نُورِهِ الْخَلْقَ
وَ عَلٰی اَشْعَاعِ اَنْوَارِهِ وَ اَصْحَابِهِ وَ اَقْمَارِهِ اَجْمَعِيْنَ۔ اٰمِيْنَ

امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور امام اہل بیت
امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ۔ اور امام بخاری و امام مسلم کے
استاذ الامتاز حافظ الحدیث احمد الاعلام عبدالرزاق ابو بکر بن ہمام نے اپنی

مُصَنَّفٌ مِنْ حَضْرَتِ سَيِّدِنَا وَابْنِ سَيِّدِنَا جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الصَّارِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
 عَنْهُمَا سَعَى رَوَايَتِ كِي - قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا أَبِي أَنْتَ وَابْنِي
 أَخْبَرْتَنِي عَنْ أَوَّلِ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَبْلَ الْأَشْيَاءِ قَالَ يَا
 جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُورَ نَبِيِّكَ مِنْ نُورِهِ
 فَجَعَلَ ذَلِكَ النُّورَ يَدًا وَرُبَّ الْقُدْرَةِ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى
 وَلَمْ يَكُنْ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَلَا قَلَمٌ وَلَا جَنَّةٌ وَلَا نَارٌ وَلَا
 مَلَكٌ وَلَا سَمَاءٌ وَلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جَبَلٌ وَلَا نَبِيٌّ قَلَمًا أَوْ يَدًا
 اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ فَسَمَّى ذَلِكَ النُّورَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ
 فَخَلَقَ مِنْ الْجُزْءِ الْأَوَّلِ الْقَلَمَ وَمِنَ الثَّانِي اللَّوْحَ وَمِنَ الثَّلَاثِ
 الْعَرْشَ ثُمَّ قَسَمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْأَوَّلِ
 حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَمِنَ الثَّانِي الْكُرْسِيَّ وَمِنَ الثَّلَاثِ بَاقِيَ الْمَلَائِكَةِ
 ثُمَّ قَسَمَ الرَّابِعَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْأَوَّلِ السَّمَوَاتِ وَمِنَ
 الثَّانِي الْأَرْضِ صِبْغًا وَمِنَ الثَّلَاثِ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ ثُمَّ قَسَمَ الرَّابِعَ
 أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ الْحَدِيثُ بِطَوِيلٍ - يَعْنِي وَهُوَ فَرَمَاتِي هِيَ كَمَا فِي نَوْعِي كِي
 يَا رَسُولَ اللَّهِ! مِيرے ماں باپ آپ پر قربان - مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے
 اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی - فرمایا اے جابر! شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے
 تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا
 فرمایا - وہ نور قدرت الہی سے جہاں خدا تعالیٰ نے چاہا - دورہ کرتا رہا - اسوقت
 لوح و قلم - جنت و دوزخ - فرشتگان - آسمان - زمین - سورج - چاند

جن آدمی کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا۔ تو اس نور کے چار حصے فرمائے۔ پہلے سے قلم۔ دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے۔ پہلے سے فرشتگانِ عاقل عرش۔ دوسرے سے کرسی تیسرے سے باقی بلائکہ پیدا کئے۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے۔ پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمینیں تیسرے سے بہشت دوزخ بنائے۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے۔ اہی آخر الحدیث۔

یہ حدیث امام بیہقی نے بھی دلائل النبوة میں بخوہ روایت کی۔ اجلہ ائمہ دین مثل امام قسطلانی، مواہب لدنیہ۔ اور امام حجر کی افضل القرے۔ اور علامہ فاسی مطالع المسرات۔ اور علامہ زرقانی شرح مواہب۔ اور علامہ یار بکری تمبیس۔ اور شیخ محقق دہلوی مدارج وغیرہا میں اس حدیث سے استناد اور اس پر تعویل و اعتماد فرماتے ہیں۔ باجملہ وہ تلقی امت بالقبول کا منصب جلیل پائی ہوئی ہے۔ تو بلاشبہ حدیث حسن۔ صلح مقبول معتمد ہے۔ تلقی علماء بالقبول وہ شے عظیم ہے۔ جس کے بعد کسی سند کی حاجت نہیں رہتی۔ بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو بھی حرج نہیں کرتی۔ کَمَا بَيَّنَّا فِي مُنِيرِ الْعَيْنِ فِي حُكْمِ تَقْدِيرِ الْاَكْبَرِ هَامِكِينَ

لاجرم علامہ محقق عارت بالتدسیری عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرماتے ہیں۔ قَدْ خُلِقَ كَمَا خُلِقَ مِنْ نُوْرٍ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ الْصَّحِيحِ۔ یعنی بیشک ہر چیز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے بنائی گئی۔ جیسا کہ حدیث صحیح اس معنی میں وارد ہوئی۔ ذِکْرُهُ فِي الْمُبْحَثِ الثَّانِي بَعْدَ التَّوْحِيدِ مِنْ اَفَاتِ اللِّسَانِ فِي مَنْسَلَةِ ذِمِّ الطَّعَامِ

مطالع المسرات شرح دلائل ہجرات میں ہے۔ قَدْ قَالَ الْأَشْعَرِيُّ
 إِنَّهُ تَعَالَى نُورٌ كَلَيْسَ كَالْأَنْوَارِ وَالرُّوحُ الدِّيُونِيَّةُ الْقُدْسِيَّةُ
 مَلْعَةٌ مِنْ نُورِهِ وَالْمَلَكُ ثَمَرٌ تِلْكَ الْأَنْوَارِ وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ
 تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي وَمِنْ نُورِي خَلَقَ كُلَّ
 شَيْءٍ وَكَبِيرُهُمَا فِي مَعْنَاهُ يَعْنِي إِمَامَ أَهْلِ سُنَّتِ سَيِّدَنَا الْبَوَّاحِ
 اشعری قدس سرہ رحمن کی طرف نسبت کر کے اہل سنت کو اثناعشرہ کہا جاتا ہے
 ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ اللہ عزوجل نور ہے۔ تہ اور نوروں کی مانند۔ اور نبی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک اسی نور کی تابش ہے اور ملائکہ ان نوروں کے
 ایک پھول ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے
 اللہ تعالیٰ نے میرا نور بنایا۔ اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔ اور اس کے
 سوا اور بھی حدیثیں ہیں۔ جو اسی مضمون میں وارد ہیں۔

وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ

مسئلہ از ٹائڈہ ضلع مراد آباد۔ مرسلہ مولوی الطاف الرحمن صاحب پیلناڑ

۱۴ شعبان ۱۳۱۳ھ ہجری

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بعض مولود بشارت میں جو نور محمد
 کو نور خدا سے پیدا ہوا لکھا ہے۔ اس میں زید کہتا ہے بشرط صحت یہ منشا بہ کے
 حکم میں ہے اور عمر کہتا ہے یہ انفکاک ذات سے ہوا ہے اور خالد کہتا ہے
 منشا بہات میں مذہب اسلام رکھتا ہوں اور سالم کو برا نہیں جانتا۔ اور
 اس میں چون و چرا لے جاتا ہے۔ بیٹو!۔ تو جردا۔

الجواب

عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہما سے روایت کیا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔
 يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ قَبْلَ الْإِنْسِيَاءِ نُوْرًا مِنْ نَبِيِّكَ
 مِنْ نُورِهِ اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام عالم سے پہلے تیرے نبی کا نور
 اپنے نور سے پیدا کیا۔ ذِکْرُهُ إِلَّا مَا الْقَسْطَلَانِي فِي الْمَوَاطِنِ وَ
 خَيْرُهُ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْكِرَامِ

عمر و کمال و سحت باطل و شیع و کفر اہی و قطع بلکہ سحت تراہم کی طرف منجر ہے
 اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ کوئی چیز اس کی ذات سے جدا ہو کر مخلوق بنے۔
 اور قول زید میں لفظ بشر صحت یوں لکار کر دیتا ہے۔ یہ جہالت ہے باجماع
 علماء دربارہ فضائل صحت مصطلح حدیث کی حاجت نہیں۔ معہذا عارف بشر
 سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے اس حدیث کی تصحیح کی تصریح فرمائی
 علاوہ بریں یہ معنی قدیمًا و حدیثًا تصانیف و کلمات اکملہ و علماء و اولیاء و عرفا میں
 مذکور و مشہور و متلقی بالقبول رہے۔ یہ خود صحت حدیث کی دلیل کافی ہے
 قَالَ الْحَدِيثُ يَتَقَوَّى بِتَلَقُّي الْأَكْمَرِ بِالْقَبُولِ كَمَا أَشَارَ
 إِلَيْهِ الْإِمَامُ التِّرْمِذِيُّ فِي جَامِعِهِ وَصَدَّحَ بِهِ عُلَمَاءُ وَنَافِلُ الْأَصُولِ
 ہاں اسے باعتبار کہ کیفیت منشا بہات سے کہتا و جبہ صحت رکھتا ہے
 واقعی نہ رب العزت جل و علا نہ اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 ہمیں بتایا۔ کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنے نور سے نور مطہر سید نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 کیونکر بنایا۔ نہ بے بتائے اس کی پوری حقیقت ہمیں خود معلوم ہو سکتی ہے اور
 یہی معنی منشا بہات ہیں۔

بکرنے جو کہا۔ وہ دفع خیال ضلال و کفر کیلئے کافی ہے۔ شمع سے شمع روشن
 ہو جاتی ہے۔ بے اس کے کہ اس شمع سے کوئی حصہ جدا ہو کر یہ شمع بنے۔ اس سے

بہتر آفتاب اور دھوپ کی مثال ہے کہ نور شمس نے جس پر تجلی کی وہ روشن ہو گیا اور ذات شمس سے کچھ جدا نہ ہوا۔ مگر ٹھیک مثال کی وہاں مجال نہیں جو کہا جائیگا۔ ہزاراں ہزار وجوہ پر ناقص و نامتام ہوگا۔ بلاشبہ طریق اسلم قول خالد ہے۔ اور وہی مذہب ائمہ سلف رضی اللہ عنہم اجمعین ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ پیش نظر ہے یہ بات کہ میں کوئی عالم و فاضل نہیں ہوں کہ بحث و مباحثہ کا خیال درمیان میں آئے۔ فقط دریافت کرنے کی نیت سے فرمایا نہ لکھتا ہوں۔ تاکہ میرے عقیدے میں جو کچھ غلطی ہو۔ وہ صحیح ہو جائے مجھ کو ایسا معلوم ہے کہ تمام مخلوقات انسان کا یہ حال ہے کہ غلاظت آلودہ پیدا ہوتے ہیں مگر قرآن تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان سب باتوں سے محفوظ رکھا ہے اور تمام مخلوقات پر بزرگی عطا فرمائی ہے۔ اگر یہ بات سچی ہے تو حدیث شریف کے معنی مجھ کو یوں معلوم ہوتے ہیں ملاحظہ فرمائیگا۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ نُورَ نَبِيِّكَ مِنْ نُورِ سِرِّي ۝ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے جابر! تحقیق اللہ نے بزرگ پیدا کیا ذات نبی تیرے کو۔

مثال چراغ کی جو جناب نے فرمائی ہے اس میں مجھ کو شک ہے۔ چاہتا ہوں کہ شک دور ہو جائے۔ مثال۔ ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن کیا۔ اور دوسرے چراغ سے اور بہت سے چراغ روشن کئے گئے۔ پہلے اور دوسرے میں کچھ کمی نہیں آئی۔ یہ آپ کا فرمانا صحیح اور سچا ہے۔ لیکن یہ سب چراغ نام اور ذاتِ رسول میں ہم جنس ہیں یا نہیں۔ اور یہ سب مرتبہ برابر ہونے کا رکھتے ہیں یا نہیں۔

الجواب

نحاست سے آلودہ پیدا ہونے میں سب مخلوق شریک نہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام پاک و منزه پیدا ہوئے۔ بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرات حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی صاف ستھرے پیدا ہوئے۔ نور کے معنی فضل کے نہیں۔ مثال سمجھانے کو ہوتی ہے نہ ہر طرح برابر ہی بتانے کو قرآن عظیم میں نور الہی کی مثال دی۔ کمشکوٰۃ فیہا مصباح۔ کہاں چراغ اور قندیل اور کہاں نور رب جلیل۔ یہ مثال وہاں کے اس اعتراض کے دفع کو تھی کہ نور الہی سے نور نبوی پیدا ہوا۔ تو نور الہی کا ٹکڑا جدا ہونا لازم آیا۔ اسے بتایا گیا کہ چراغ روشن ہوتے ہیں اس کا ٹکڑا کٹ کر اس میں نہیں آجاتا جب یہ فانی مجازی نور اپنے نور سے دوسرا نور روشن کر دیتا ہے تو اس نور کا کیا کہنا نور سے نور پیدا ہونے کو نام و روشنی میں مساوات بھی ضرور نہیں۔ چاند کا نور آفتاب کی ضیاء سے ہے۔ پھر کہاں وہ۔ اور کہاں یہ۔ علم ہیات میں بتایا گیا ہے۔ کہ اگر چودھویں رات کے کامل چاند کے برابر تیسے ہزار چاند ہوں۔ تو روشنی آفتاب تک پہنچیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ عملہ از کلکتہ ۱۹ گونڈ چند دھرن لیں مسئلہ حکیم محمد ابراہیم صاحب

بنارسی۔ ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ رسول مقبول اللہ کے نور سے پیدا ہیں

یہ حسنی پر لیں کی اشاعت سابقہ میں غلطی سے یہاں صراط اگر درود شریف بتامہ لکھ دیا۔ جو اصل عبارت سائل کے خلات ہے اصل سوال میں یہاں صفت صحت بنا ہے۔ اور اسی پر حضور اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ نے اصل مسئلہ

کے جواب سے تہنیت فرمائی ہے ۱۲

یا نہیں۔ اگر اللہ کے نور سے پیدا ہیں نور ذاتی سے یا نور صفاتی سے۔ یا دونوں سے۔ اور لوز کیا چیز ہے؟

الجواب

جواب مسئلہ سے پہلے ایک اور مسئلہ گزارش کر لوں لِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُتَكَرِّرًا فليغيره بغيره فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فليسنأ به الحديث حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کریم کے ساتھ جس طرح زبان سے درود شریف پڑھنے کا حکم ہے اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أجمعين اور دو سلام کی جگہ فقط صا د یا عم یا صلعم یا صلعم کہنا ہرگز کافی نہیں بلکہ وہ الفاظ بے معنی ہیں۔ اور قَبَدَالِ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ میں داخل کہ ظالموں نے وہ بات جس کا انہیں حکم تھا ایک اور لفظ سے بدل ڈالی فَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ تو ہم نے انار آسمان سے ان پر عذاب بدلہ ان کی بے حکمی کا۔ یونہی تحریر میں بھی کہ الْقَلَمُ أَحَدَى السَّانِيْنِ۔ بلکہ قناری تانار خاتیبہ سے منقول کہ اس میں اس پر نہایت سخت حکم فرمایا۔ اور اسے معاذ اللہ تخفیف شان نبوت بتایا۔ طحاوی علی الدر المختار میں ہے يَحْفَظُ عَلَى كِتَابَةِ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَسْأَلُ مِنْ تَكَرُّرِهِ وَإِنْ كُنْ فِي الْأَصْلِ وَبُصِّلِي بِلِسَانِهِ الْيُسْرًا وَيَكْرَهُ الرَّمْزَ بِالصَّلَاةِ وَالرَّضَى بِالْكِتَابَةِ بَلْ يَكْتُبُ ذَلِكَ كُلَّهُ بِكَمَالِهِ وَفِي بَعْضِ الْمَوَاضِعِ عَنِ الثَّانِي خَانِيَةٍ مَنْ كَتَبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْهَمْزَةِ وَالْمِيمُ يَكْفُرُ لَنَا تَخْفِيفٌ وَتَخْفِيفًا لَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمْ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كُفْرًا بِالشَّكِّ وَلَعَلَّهُ اِنْ صَحَّ النَّقْلُ مُقَيَّدٌ بِقَصْدِهِ
وَالْاَفَالِظُ الظَّاهِرُ اِنَّهُ لَيْسَ بِكُفْرٍ نَعْمًا اِلْحْتِيَاظًا فِي الْاِحْتِزَاةِ عَنِ
الْاِيْهَامِ وَالتَّشْبِيْهِتِ اِهْتِصَارًا

اس کے بعد اصل مسئلہ کا جواب بعون الملک الوہاب لیجئے۔ نور عرف عامہ
میں ایک کیفیت ہے کہ نگاہ پہلے اسے ادراک کرتی ہے۔ اور اس کے واسطے
دوسری اشیاے دیدنی کو۔ قَالَ السَّيِّدُ فِي تَعْرِيفَاتِهِ النُّورُ كَيْفِيَّةٌ
تُدْرِكُهَا الْبَاصِرَةُ اَوْ لَا وَبِوَاسِطَتِهَا الْمُبْصِرَاتُ اور حق یہ کہ نور
اس سے اجلی ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔ یہ جو بیان ہوا تعریف اجلی یا مخفی
ہے۔ كَمَا نَبَّأَ عَلَيْهِ فِي الْمَوَاقِفِ وَشَرَحَهَا۔ نور باین معنی ایک عرض
و حادث ہے۔ اور رب عزوجل اس سے منزہ۔ محققین کے نزدیک نور وہ کہ
خود ظاہر ہو۔ اور دوسروں کا مظہر کہما ذکرہ الْاِقَامُ حُجَّةُ الْاِسْلَامِ
الْعَزَالِي ثُمَّ الْعَلَامَةُ الزُّرْقَانِي فِي شَرْحِ الْمَوَاقِفِ التَّعْرِيفَةُ
باین معنی الشَّرْعُ وَجَلَّ نُوْرٌ حَقِيْقِيٌّ هُوَ بَلْكَ حَقِيْقَةُ وَهِيَ نُوْرٌ هُوَ اَوْرُ كَرَمِيَّةِ اللّٰهِ
نُوْرُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ بِلَا تَكْلِفٍ وَبِلَا تَاْوِيْلٍ اِنِّهٖ مَعْنٰ حَقِيْقِيٌّ بِرَبِّ
فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ الظَّاهِرُ بِنَفْسِهِ الْمَظْهَرُ لِغَيْرِهِ مَنْ
فِي السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَسَائِرُ الْمَخْلُوْقَاتِ حَضُوْرًا
پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاشبہ الشَّرْعُ وَجَلَّ کے نور ذاتی سے
پیدا ہیں۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا۔ يَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ
خَلَقَ قَبْلَ الْاَنْبِيَاءِ نُوْرًا نَبِيْكَ مِنْ نُوْرِهِ۔ اے جابر اے شک
اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاے سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا
رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَنَحْوُهُ عِنْدَ الْبَيْهَقِيِّ۔

حدیث میں نور کا فرمایا جس کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ کہ اسم ذات ہے۔ مِنْ نُورٍ جَمَالِہَا یَا نُورِ عَلَیْہَا یَا نُورِ رَحْمَتِہَا وَغَیْرَہَا فرمایا کہ نور صفات سے تخلیق ہو۔

علامہ زرقاتی رحمہ اللہ تعالیٰ اسی حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں
 (مِنْ نُورِہَا) اسی مِنْ نُورِ ہُوَ ذَاتُہَا۔ یعنی اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُس نور سے پیدا کیا۔ جو عین ذات الہی ہے۔ یعنی اپنی ذات سے بلا واسطہ پیدا کیا۔ کَمَا سَبَّأَتْہَا تَقْرِیْرُہَا۔
 نام احمد قسطلانی مواہب شریف میں فرماتے ہیں۔ لَمَّا تَعَلَّقَتْ اِرَادَۃَ الْحَقِّ تَعَالٰی بِاِیْجَادِ خَلْقِہٖ اَبْرَزَ الْحَقِیْقَۃَ الْمُحَمَّدِیَّۃَ مِنْ اَلْاَنْوَارِ الصَّمَدِیَّۃِ فِی الْخَضِرَۃِ الْاَحَدِیَّۃِ ثُمَّ سَلَخَ مِنْہَا الْعَوَالِمَ کُلَّہَا عَلُوْہَا وَسِفْلَہَا۔ یعنی جب اللہ عزوجل نے مخلوقات کا پیدا کرنا چاہا صمدی نوروں سے مرتبہ ذات صرت میں حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظاہر فرمایا۔ پھر اُس سے تمام عالم علوی و سفلی نکلے۔

اور شرح علامہ میں ہے۔ وَالْخَضِرَۃُ الْاَحَدِیَّۃُ هِيَ اَوَّلُ تَعِیْنَاتِ الذَّاتِ وَاَوَّلُ رَتْبِہَا الَّذِیْ لَا اِعْتِبَارَ فِیْہِ لِغَیْرِ الذَّاتِ کَمَا هُوَ الْمُبْشَرُ الْبِیْرِ بِقَوْلِہَا صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اللہُ وَلَا شَیْءٌ مَعَهُ۔ ذکرہا الْکَاثِمِۃُ یعنی مرتبہ احدیہ ذات کا پہلا تعین اور پہلا مرتبہ ہے۔ جس میں غیر ذات کا اصلا لحاظ نہیں

جس کی طرف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تھا۔ اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا۔ اسے سیدی کاشی قدس سرہ نے ذکر فرمایا۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدراج النبوة میں فرماتے ہیں: "انبیاء مخلوق اندر اسمائے ذاتیہ حق۔ و اولیاء از اسمائے صفاتیہ و لقبیہ کائنات از صفات فعلیہ۔ و سیدرُسل مخلوق امت از حق و ظہور حق و روئے بالذات است۔"

ہاں عین ذات الہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ ذات الہی ذات رسالت کے لئے مادہ ہے۔ جیسے انسان مٹی سے پیدا ہوا۔ یا عیاذ باللہ ذات الہی کا کوئی حصہ یا کل ذات نبی ہو گیا۔ اللہ عزوجل حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی شے میں حلول فرمانے سے پاک و منزہ ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی شے کو جزو ذات الہی۔ خواہ کسی مخلوق کو عین و نفس ذات الہی ماننا کفر ہے اس تخلیق کے اصل معنی تو اللہ در رسول جا نہیں جلت و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ عالم میں ذات رسول کو تو کوئی پہچانتا نہیں۔ حدیث میں ہے: يَا أَيُّهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْرِفُوا رَبَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ يَا أَيُّهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْرِفُوا رَبَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔ اے ابو بکر! مجھے جیسا میں حقیقت میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ جانا۔ ذات الہی سے اس کے پیدا ہونے کی حقیقت کسے مفہوم ہو۔ مگر اس میں فہم ظاہر میں کا جتنا حصہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت حق عزوجل نے تمام جہان کو حضور پر نور محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے پیدا فرمایا۔ حضور نہ ہونے تو کچھ نہ ہوتا۔ لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام

سے ارشاد ہوا۔ **كُوِّنَ الْاِحْمَدُ مَا خَلَقْتِكْ وَلَا اَرْضًا وَلَا سَمَاءً اَكْرَحْمَد**
 نہ ہوتے۔ تو میں نہ بہتیں بناتا۔ نہ زمین کو نہ آسمان کو۔ تو سارا جہان ذات الہی
 سے بواسطہ حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوا۔ یعنی حضور
 کے واسطے حضور کے صدقے حضور کے طفیل میں۔ **لَا اَنْتَ صَلَّى اللّٰهُ**
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَفَاضَ الْوَجُودَ مِنْ حَضْرَةِ الْعِزَّةِ ثُمَّ
هُوَ اَفَاضَ الْوَجُودَ عَلَى سَائِرِ الْبَرِيَّةِ كَمَا تَزْعُمُ كَفَرَةُ الْفَلَاسِيفَةِ
مِنْ تَوْسِيطِ الْعُقُولِ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يَقُولُ الظَّالِمُونَ عُلُوًّا
كَبِيرًا۔ هَلْ مِنْ خَالِقِ غَيْرِ اللَّهِ۔ بخلاف ہمارے حضور عین النور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کے۔ کہ وہ کسی کے طفیل میں نہیں اپنے رب کے سوا کسی کے
 واسطے نہیں۔ تو وہ ذات الہی سے بلا واسطہ پیدا ہیں۔

ذرقانی شریف میں ہے:- **اَيُّ مِنْ تُوِّرَ هُوَ ذَاتُهُ لَا بِمَعْنَى اَنْهَا**
كَادَّةٌ خَلَقَ تُوْرَهُ مِنْهَا بَلْ بِمَعْنَى تَعَلَّقَ الْاِرَادَةَ بِهَا بِلَا سَطْمَا
نَبِيٍّ فِي وُجُوْدِهِ۔ یا زیادہ سے زیادہ بترص تو صیح ایک کمال ناقص مثال
 یوں خیال کیجئے۔ کہ آفتاب نے ایک عظیم و جمیل و جلیل آئینہ پر شجلی کی۔ آئینہ
 چمک اٹھا۔ اور اس کے نور سے اور آئینے اور پانی کے چشمے اور ہوائیں اور
 سائے روشن ہوئے۔ آئینوں اور چشموں میں صرف ظہور نہیں بلکہ اپنی اپنی
 استعداد کے لائق شعاع بھی پیدا ہوئی کہ اور چیز کو روشن کر سکے۔ کچھ دیوار و
 پردھوپ پڑی۔ یہ کیفیت نور سے متکلیف ہیں اگرچہ اور کو روشن نہ کریں
 جن تک دھوپ بھی نہ پہنچی۔ وہ ہوائے متوسطا ظاہر کریں۔ جیسے دن میں

مستقف والان کی اندرونی دیوار میں ان کا حصہ صرف اسی قدر ہوا کہ کیفیت
 نور سے بہرہ نہ پایا۔ پہلا آئینہ خود ذات آفتاب سے بلا واسطہ روشن
 ہے۔ اور باقی آئینے چشمے اس کے واسطے سے اور دیوار میں وغیرہ واسطہ
 در واسطہ۔ پھر جس طرح وہ نور کہ آئینہ اول پر پڑا۔ بعینہ آفتاب کا نور
 ہے۔ بغیر اس کے کہ آفتاب خود یا اس کا کوئی حصہ آئینہ ہو گیا ہو یوں
 ہی باقی آئینے اور چشمے کہ اس آئینے سے روشن ہوئے۔ اور دیوار وغیرہ
 اشیاء جن پر ان کی دھوپ پڑی۔ یا صرف ظاہر ہوئیں۔ ان سب پر
 بھی یقیناً آفتاب ہی کا نور اور اسی سے ظہور ہے۔ آئینے اور چشمے فقط واسطہ
 وصول ہیں۔ ان کی حد ذات میں دیکھو۔ تو یہ خود نور تو نور ظہور سے بھی
 حصہ نہیں رکھتے۔

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پر تو آں
 ہر کجائے تگری آئینے ساختہ اند

یہ نظیر محض ایک طرح کی تقریب ہم کے لئے ہے جس طرح ارشاد ہوا
 مَثَلُ نُورٍ كَمَا كَمَشْكُوتَةٌ فِيهَا مَصْبَاحٌ وَرَنَّهُ كَمَا چَراغٌ اَدْرَجَا وَه لُورٌ
 حَقِيقِي۔ وَ لِلّٰہِ اَمَثَلُ الْاَكْغَلَا۔ توضیح صرف ان دو باتوں کی منتظر ہے
 ایک یہ کہ دیکھو۔ آفتاب سے تمام اشیاء منور ہوئیں۔ بے اس کے کہ
 آفتاب خود آئینہ ہو گیا۔ یا اس میں سے کچھ جدا ہو کر آئینہ بنا۔ دوسرے
 یہ کہ ایک آئینہ نفس ذات آفتاب سے بلا واسطہ روشن ہے باقی بوسا
 ورتہ عا شا کہاں مثال اور کہاں وہ بارگاہ جلال۔ باقی اشیاء سے کہ مثال میں
 بالواسطہ منور یا ہیں آفتاب حجاب میں ہے۔ اور اللہ عزوجل ظاہر فوق
 کل ظاہر ہے۔ آفتاب تک ان اشیاء تک اپنے وصول نور میں وسائط کا

محتاج ہے۔ اور اللہ عز و جل احتیاج سے پاک۔ عرض کسی بات میں تطبیق
مراد نہ ہرگز ممکن۔ حتیٰ کہ نفس و ساطت بھی یکساں نہیں۔ کمال آئیجے
وَقَدْ أَثَرْنَا إِلَيْكُمْ -

سیدی ابوسالم عبداللہ عیاشی ہم استاذ علامہ محمد زرقانی تلمیذ علامہ ابو
شیر المسی اپنی کتاب الرحلة پھر سیدی علامہ عثمانی رحمہم اللہ تعالیٰ
جمیعاً شرح صلاة حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں
فرماتے ہیں۔

إِنَّمَا يُدْرِكُهُ عَلَى حَقِيقَتِهِ مَنْ عَرَفَ مَعْنَى قَوْلِهِ
تَعَالَى اللَّهُ نُورٌ مِنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَتَحْقِيقُ ذَلِكَ عَلَى
مَا يَنْبَغِي لَيْسَ مِمَّا يُدْرِكُ بِبِضَاعَةِ الْعُقُولِ وَلَا مِمَّا
تَتَسَلَّطُ عَلَيْهِ إِلَّا وَهَامٌ وَإِنَّمَا يُدْرِكُ بِكَشْفِ الْهَيْئِ وَ
إِشْرَاقِ حَقِّهِ مِنْ أَشْعَةِ ذَلِكَ النُّورِ فِي قَلْبِ الْعَبْدِ
فِي دَرْكِ نُورِ اللَّهِ بِنُورِهِ وَأَقْرَبُ تَقَرُّبٍ يُعْطَى لِقُرْبٍ
مِنْ فَهْمِ مَعْنَى الْحَدِيثِ إِنَّمَا كَانَ النُّورُ مِنَ الْمُحَمَّدِيِّ
أَوَّلُ الْأَنْوَارِ الْحَادِثَةِ الَّتِي تَجَلَّى بِهَا النُّورُ الْقَدِيمُ الْأَزَلِيُّ
وَهُوَ أَوَّلُ التَّعَيُّنَاتِ لِلْجُودِ الْمَطْلُوقِ الْحَقَائِقِ وَهُوَ مَدْرَجٌ
كُلُّ نُورٍ كَائِنٍ أَوْ يَكُونُ وَكَمَا أَشْرَقَ النُّورُ الْأَوَّلُ فِي
حَقِيقَتِهِ فَتَنَوَّرَتْ بِحَيْثُ صَارَتْ هُوَ نُورٌ أَشْرَقَ نُورُهُ

الْمُحَمَّدِيَّ عَلَى حَقَائِقِ الْمَوْجُودَاتِ شَيْئًا فَتَيْنَا فِي تَسْتَدْرِي
 مِنْهَا عَلَى قَدَرِ تَنْوِيرِهَا بِحَسَبِ كَثْرَةِ الْوَسَائِطِ وَقِلَّتِهَا
 وَعَدَمِهَا وَكَلِمًا اشْرَقَ نُورُهُ عَلَى نَوْحٍ مِنْ أَوْعِ الْحَقَائِقِ
 ظَهَرَ النُّورُ فِي مَظْهَرِ الْإِنْقِسَامِ فَقَدْ كَانَ النُّورُ الْحَادِثُ
 أَوَّلًا شَيْئًا وَاحِدًا ثُمَّ اشْرَقَ فِي حَقِيقَةٍ أُخْرَى فَاشْتَدَّ
 بِنُورِهِ تَنْوِيرًا كَامِلًا بِحَسَبِ مَا تَقْتَضِيهِ حَقِيقَتُهَا فَحُصِّلَ
 فِي الْوَجُودِ الْحَادِثِ نُورَانِ مُفِيضٌ وَمَقَاضٍ وَفِي نَفْسِ الْأَمْرِ
 لَيْسَ هُنَاكَ إِلَّا نُورٌ وَاحِدٌ اشْرَقَ فِي قَابِلِ الْإِسْتِنَارَةِ
 يَتَنَوَّرُ بِتَعَدُّدَاتِ الْمَظَاهِرِ وَالظَّاهِرِ وَاحِدٌ ثُمَّ كُنَّا
 كَلِمًا اشْرَقَ فِي حِلِّ ظَهْرِ بِصُورَةِ الْإِنْقِسَامِ وَقَدْ يَشْرُقُ
 نُورُ الْمَقَاضِ عَلَيْهِمْ أَيْضًا بِحَسَبِ قُوَّتِهَا عَلَى قَوَائِلِ أُخْرَى
 فَتَنَوَّرَ بِنُورِهِ فَيُحْصَلُ الْإِنْقِسَامُ أُخْرَى بِحَسَبِ الْمَظَاهِرِ
 كُلُّهَا رَاجِعَةً إِلَى النُّورِ الْأَوَّلِ الْحَادِثِ إِمَّا بِوَسِطَةِ أَوْبِدَانِ
 قَالَ وَهَذَا غَايَةُ مَا نَصَلُ إِلَيْهَا الْعِبَارَةُ فِي هَذَا التَّقْرِيرِ
 وَمِثْلِي فِي قَصْرِ بَاعِهَا وَعَدَمِ تَصْلُعِهَا مِنَ الْعُلُومِ الْإِلَهِيَّةِ
 إِنْ زَادَ فِي التَّقْرِيرِ حَسَى عَلَى وَأَقْرَبُ مِثَالٍ يُضْرَبُ لِذَلِكَ
 نُورٌ الْمُصْبِحُ تَصْبِرُ مِنْهُ مَصَابِيحُ كَثِيرَةٌ وَهُوَ فِي نَفْسِهِ

بَاقٍ عَلَيَّ مَا هُوَ عَلَيَّ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ وَأَقْرَبُ مِنْ هَذَا الْمَثَلِ
 إِلَى الْحَقِيقِ وَأَبْعَدُ عَنِ الْأَفْهَامِ نُورٌ مِنَ الشَّمْسِ الْمَشْرِقِ فِي الْأَهْلِ
 وَالْكَوَالِبِ عَلَى الْقَوْلِ بِأَنَّ الْكُلَّ مُسْتَنِيرٌ بِنُورِهِ وَكَأَيْسَ لَهَا
 نُورٌ مِنْ دَاتِهَا فَقَدْ يُقَالُ بِحَسَبِ النَّظَرِ الْأَوَّلِ إِنَّ نُورَ
 الشَّمْسِ مُنْقَسِمٌ فِي هَذِهِ الْأَجْرَامِ الْعُلُويَّةِ وَفِي الْحَقِيقَةِ
 لَيْسَ هَذَا إِلَّا نُورُهَا وَهُوَ قَائِمٌ بِهَا لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ وَ
 يَزَالُهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَلَكِنَّهَا أَشْرَقَتْ فِي الْأَجْرَامِ قَابِلَةً لِإِسْتِنَارَةِ
 فَاسْتِنَارَتْ وَأَقْرَبُ مِنْ هَذَا اللَّفْظِ مَا يَحْصُلُ فِي الْأَجْرَامِ
 السَّيْفَلِيَّةِ مِنْ إِشْرَاقِ اشْتِعَاةِ الشَّمْسِ عَلَى الْمَاءِ أَوْ قَوَارِيرِ
 الزَّجَاجِ فَيَسْتَنِيرُ قَائِلًا بِهَا مِنَ الْجُدَارِ بِحَيْثُ يَلْمَعُ
 فِيهَا نُورٌ كَنُورِ الشَّمْسِ مُشْرِقٍ بِأَشْرَاقِهِ وَلَمْ يَنْقُصْ
 شَيْءٌ مِنْ نُورِ الشَّمْسِ عَنْ حَيْثُهَا إِلَى ذَلِكَ الْمَحَلِّ وَمَنْ كَشَفَ
 اللَّهُ حِجَابَ الْغُفْلَةِ عَنْ قَلْبِهِ وَأَشْرَقَتْ الْأَنْوَارُ الْمَحْمُودِيَّةُ
 عَلَى قَلْبِهِ بِصِدْقِ اتِّبَاعِهِ لَمَّا أَدْرَكَ الْأَمْرَ دَرَكًا آخِرًا
 لَا يَحْمِلُ شُكًّا وَلَا وَهْمًا نَسَلُ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يَنْوِرَ بِنُورِ
 الْعِلْمِ الْأَلْهِيِّ بَصَائِرَنَا وَيُجِبُّ عَنْ ظُلُمَاتِ الْجَهْلِ سَرَائِرَنَا
 وَيَغْفِرَ لَنَا مَا اجْتَرَأْنَا عَلَيْكَ مِنَ الْخَوْضِ فَمَا لَسْنَا كَهْ
 بَأَهْلِ وَنَسْأَلُهُ أَنْ لَا يُؤَاخِذَنَا بِمَا تَقْتَضِيهِ الْعِبَارَةُ
 مِنْ تَقْصِيرٍ فِي حَقِّ ذَلِكَ الْجَنَابِ أَهْ مَحْتَمَرًا

اس تقریر میں سے مقاصد مذکورہ کے سوا چند فائدے اور حاصل ہوئے
 اولاً یہ بھی روشن ہو گیا کہ تمام عالم نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیونکر

بنا۔ بے اس کے کہ نور حضور تقسیم ہوا۔ یا اس کا کوئی حصہ این و آن بنا ہو۔ اور
 یہ کہ وہ جو حدیث میں ارشاد ہوا۔ کہ پھر اس نور کے چار حصے کئے تین سے قلم و
 لوح و فرش بنائے۔ چوتھے کے پھر چار حصے کئے۔ الی آخرہ۔ یہ اس کی شعاعوں
 کا تقسام ہے۔ جیسے ہزار ہا آئینوں میں آفتاب کا نور چمکے۔ تو وہ ہزار
 حصوں پر منقسم نظر آئیگا۔ حالانکہ نہ آفتاب منقسم ہوا۔ نہ اس کا کوئی حصہ آئینوں میں
 آیا۔ وَإِنْدَفَعَ مَا اسْتَشْكَلُهُ الْعَلَامَةُ الشَّيْرِ مَلْسَى أَنَّ الْحَقِيقَةَ
 الْوَاحِدَةَ لَا تَنْقَسِمُ وَلَيْسَتْ الْحَقِيقَةُ الْمُحَمَّدِيَّةُ إِلَّا وَاحِدَةٌ
 مِنْ تِلْكَ الْأَقْسَامِ وَالْبَاقِي إِنْ كَانَ مِنْهَا إِضَافًا فَقَدْ تَقَسَّمَتْ
 وَإِنْ كَانَ غَيْرُهَا فَمَا مَعْنَى الْأَنْقِسَامِ وَحَاوَلِ الْجَوَابَ وَ
 تَبِعَهُ فِيهِ تَلْمِيذُهُ الْعَلَامَةُ الزُّرْقَانِي بَانَ الْمَعْنَى أَنَّ زَادَ
 فِيهِ لَا أَنْتَ قَسِمَ ذَلِكَ النُّورَ الَّذِي هُوَ نُورُ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ
 تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا الظَّاهِرُ أَنَّ حَيْثُ طُورُهُ بِصُورَةٍ
 مِمَّا تَلَهُ كَصُورَةِ الَّتِي سَيُصِيرُ عَلَيْهِ لَا يَنْقَسِمُ إِلَيْهِ وَإِلَى
 غَيْرِهِ هُوَ وَحَاصِلُ جَوَابِهِ كَمَا قَرَّرَهُ تَلْمِيذُهُ الْعَبَّاسِيُّ
 أَنَّ مَعْنَى الْأَنْقِسَامِ زِيَادَةُ نُورٍ عَلَى ذَلِكَ النُّورِ الْمُحَمَّدِيِّ
 فَيُؤْخَذُ ذَلِكَ الرَّأْيُ ثُمَّ يَزِيدُ عَلَيْهِ نُورٌ آخَرَ ثُمَّ
 كَذَلِكَ إِلَى آخِرِ الْأَقْسَامِ قَالَ الْعَبَّاسِيُّ وَهَذَا جَوَابُكَ
 مَقْلَعٌ بِحَسَبِ الظَّاهِرِ وَالْحَقِيقِ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ وَرَأَى ذَلِكَ
 أَهْ ثُمَّ ذَكَرْنَا نَقْلًا عَنْهُ إِنْفَاءً وَرَأَيْتِي كُنْتُ عَلَى هَامِشِ
 الزُّرْقَانِيِّ مَا نَصَّهُ **أَقُولُ** تَبِعَ فِيهِ شَيْئًا مِنَ الشَّيْرِ مَلْسَى الْحَقِيقَةُ
 لَا مَعْنَى لَهُ فَإِنَّهَا إِذْ لَا يَكُونُ التَّخْلِيْقُ مِنْ نُورِهِ صَلَّى اللَّهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ خِلَافُ الْمَنْصُوصِ وَالْمُرَادُ أَه
أَقُولُ وَيُمْكِنُ الْجَوَابُ بِأَنَّ الْمُرَادَ أَنَّهُ تَعَالَى كَسَاءَهُ
 شُعَاعًا أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ ثُمَّ فَضَّلَ مِنْ شُعَاعِهَا شَيْئًا وَشُعَاعًا
 كَمَا تَأْخُذُ الْمَلَكَةُ شَيْئًا مِنَ الْأَشْعَةِ الْمَحِيطَةِ بِالْكَوْكَبِ
 فَتُرْفَى بِهِ مُسْتَرْقِي السَّمْعِ وَيُقَالُ بِذَلِكَ أَنَّ الْجَوْهَرَ
 لَهَا رُحْمٌ وَلَكِنَّ مَنَاحِمَ الْمَوْلَى تَعَالَى مِنْ ذَلِكَ التَّقَرُّبِ الْمُنِيرِ
 مَا أَغْنَى عَنْ كُلِّ تَكْلُفٍ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَقَدْ كَانَ مَنَاحِمَ لِلْعَبْدِ
 الضَّعِيفِ ثُمَّ رَأَيْتُهُ فِي تَرْجُمَانِ الْعَشْمَاوِيِّ جَزَاءَهُ اللَّهُ تَعَالَى
 عَنِّي وَعَنْ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا كَثِيرًا أَمِينَ

ثانیاً اقول یہ شبہ بھی دفع ہو گیا۔ کہ خلق میں کفار و مشرکین بھی ہیں
 وہ محض ظلمت ہیں۔ تو اس نور پاک سے کیونکر سے کیونکر سنے۔ اور نہ
 بخش ہیں تو اس نور پاک سے کیونکر مخلوق مانے گئے۔ وہ اندفاع۔ ہماری
 تقریر سے روشن۔ ظلمت ہو یا نور جس نے خلوت وجود پایا ہے۔ اس کے لئے
 تجلی آفتاب وجود سے ضرور حصہ ہے۔ اگرچہ نور نہ ہو۔ صرف ظہور ہو کما تقدّم
 اور شعاع شمس ہر پاک و ناپاک جگہ پڑتی ہے۔ جو جگہ فی نفسہ ناپاک ہے۔
 اس سے دھوپ ناپاک نہیں ہو سکتی۔

ثالثاً اقول۔ یہ بھی ظاہر ہو گیا۔ کہ جس طرح مرتبہ وجود میں صرف
 ایک ذات حق ہے۔ باقی سب اسی کے پر تو وجود سے معبود۔ یونہی مرتبہ
 ایجاد میں صرف ایک ذات مصطفیٰ ہے۔ باقی سب پر اسی کے عکس کا فیض وجود
 مرتبہ کون ہیں نور احمدی آفتاب ہے۔ اور تمام عالم اس کے آئینے۔ اور مرتبہ
 تکوین میں نور احمدی آفتاب ہے۔ اور سارا جہان اس کے آئینے و

فی ہذا۔

اقول ۵

خَالِقُ كُلِّ نُوْرٍ رُبُّكَ لَا غَيْرُكَ
 نُورُكَ كُلُّ الْوَدَىٰ فَبِرُّكَ لِمَنْ لَمْ يَنْ

اٰمِي لَمْ يُوجِدْ وَكَيْسَ مَوْجُودًا وَاٰمِي لَمْ يُوجِدْ اَبَدًا

زَالِجًا اَقُولُ نُوْرًا هَدَىٰ تُوْرًا هَدَىٰ نُوْرًا هَدَىٰ پُرْبَهِي اَفْتَابِ كِي يَهْ مِثَالِ مَنِيْر

مثال چراغ سے احسن واکمل ہے۔ ایک چراغ سے بھی اگرچہ ہزاروں

چراغ روشن ہو سکتے ہیں۔ بے اس کے کہ ان چراغوں میں اسکا کوئی حصہ ہے

مگر دوسرے چراغ صرف حصول نور میں اسی چراغ کے محتاج ہوئے۔ بقا میں

جس سے مستغنی ہیں۔ اگر انہیں روشن کر کے پہلے چراغ کو کھنڈا کر دیجئے ان

کی روشنی میں فرق نہ آئیگا۔ نہ روشن ہونے کے بعد ان کو اس سے کوئی مدد پہنچ

رہی ہے۔ معہذا کسب نور کے بعد ان میں اور اس چراغ اول میں کچھ فرق نہیں

رہتا۔ سب یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ بخلاف نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کہ عالم جس طرح اپنی ابتداء کے وجود میں اس کا محتاج تھا کہ وہ نہ ہوتا۔ تو

کچھ نہ بنتا۔ یونہی ہر شے اپنی بقا میں اس کی دست نگر ہے۔ آج اس کا

قدم درمیان سے نکال لیں۔ تو عالم دفعتاً فنا کے محض ہو جائے ۵

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا۔ وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

۱۳۵۸۷

جان ہیں وہ جہان کی۔ جان ہے تو جہان ہے

نیز جس طرح ابتداء کے وجود میں تمام جہان اس سے مستفیض ہوا۔ بعد وجود بھی

ہر آن اسی کی مدد سے بہرہ یاب ہے۔ پھر تمام جہان میں کوئی اس کے مساوی نہیں

ہو سکتا۔ یہ تینوں باتیں مثال آفتاب سے روشن ہیں۔ آئینے اسی روشن

ہوئے۔ اور جب تک روشن ہیں۔ اسی کی مدد پہنچ رہی ہے۔ اور آفتاب سے

علاقہ چھوٹے ہی فوراً اندھیرے میں۔ پھر کتنے ہی چمکیں۔ سورج کی برابری نہیں پاتے
یہی حال ایک ذرہ عالم عرش و فرش اور جو کچھ ان میں ہے۔ اور دنیا و آخرت اور ان
کے اہل۔ اور انس و جن و ملک و شمس و قمر و نجوم و جملہ الزوارِ ظاہرہ و باطنہ حتیٰ کہ
شمس رسالت علیہم الصلوٰۃ والسلام و اللحیۃ کا ہمارے آفتاب جہاں تاب عالم ماب
علیہ الصلوٰۃ والسلام من الملک الیاب کے ساتھ ہے کہ ہر ایک ایجاد و ابداع
و ابتداء و یقین میں ہر حال ہر آن ان کا دست نگر۔ ان کا محتاج ہے۔ ولله الحمد

امام اہل محمد لوصیری قدس سرہ ام القری میں عرض کرتے ہیں ۵

کَيْفَ تَرْتَفِي رُقِيكَ الْاَنْبِيَاءُ يَا سَمَاءَ مَا طَاوَلَتْهَا سَمَاءُ

كَمْ لِيَسَاوُوكَ فِي عِلَاكَ وَقَدْ نَسَّ سَنَامَكَ دُونَهُمْ وَسَنَاءُ

اِنَّمَا مَثَلُ اَصْفَانِكَ لِلتَّ

یعنی انبیاء حضور کی سی ترقی کیوں کر کریں۔ اے وہ آسمانِ رفعت جس سے کسی آسمان
نے بلندی میں مقابلہ نہ کیا۔ انبیاء حضور کے کمالات عالیہ میں حضور کے ہمسر ہو
حضور کی جھلک اور بلندی نے ان کو حضور تک پہنچنے سے روک دیا۔ وہ تو حضور
کی صفوں کی ایک شبیہ لوگوں کو دکھاتے ہیں جیسے ستاروں کا عکس پانی دکھاتا ہے
یہ وہی شبیہ تقریر ہے جو ہم نے ذکر کی۔ وہاں ذاتِ کریم و افاضۃ الزوار کا
ذکر تھا۔ لہذا آفتاب سے تمثیل دی۔ یہاں صفاتِ کریمہ کا بیان ہے لہذا ستاروں
سے شبیہ مناسب ہوئی۔ مطالع المسرات شریف میں ہے۔

اَسْمَاءُ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَيِّ لِحَيَاةِ جَمِيعِ الْكُوْنِ بِهَا

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ رُوْحُهُ وَحَيَاتُهُ وَسَبَبُ وُجُوْدِهِ

وَلِقَابُهُ حَضْرَتُهُ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُ مَبْدَأُ حَيَاتِهِ فِي زَمَانِهِ

اِنَّ لَيْسَ كَسَائِدِ جِهَانِ كِي زَنْدُكِي حَضْرَتُهُ هُوَ۔ تُو حَضْرَتُهُ تَمَامُ عَالَمِ كِي جِهَانِ وَ زَنْدُكِي اَدْرُ

اس کے وجود و بقا کے سبب ہیں۔

اُسی میں ہے: **هُوَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوحُ الْاَلَاكُوَانِ وَحَيَاتُهَا وَسِرُّهُ وَجُودِهَا وَكَوْلَاةُ لَدُنْ هَبْتُ وَتَلَا شَتَّ كَمَا قَالَ سَيِّدِي عَبْدُ السَّلَامِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَنَفَعْنَا بِهِ لَأَشْيَاءَ اِلَّا وَهُوَ بِهَا مَنُوطٌ اِذْ لَوْلَا اِلْوَا سِطَةُ لَدُنْ هَبْتُ كَمَا قِيلَ اَلْمَوْسُوْطُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَامِ عَالَمٍ كِي جَانِ وَحَيَاتِ وَ سَبَبِ وَ حُجُوْرِهِمْ حَضُوْرُهُمْ هُوْنَ۔** تو عالم نیست و نابود ہو جائے۔ کہ حضرت پیدری عبد السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ عالم میں کوئی ایسا نہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ نہ ہو۔ اس لئے کہ واسطہ نہ رہے۔ تو جو اس کے واسطہ سے تھا۔ آپ ہی فنا ہو جائے

ہمز یہ شریف میں ارشاد فرمایا۔

كُلُّ فَضِيْلٍ فِي الْعَالَمِيْنَ فِيْ فِضْلِ النَّبِيِّ اسْتِعَارَةٌ اَلْفَضْلَاءِ

جہاں والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے۔ وہ اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے فضل سے مانگے گولی ہے۔

امام حجر کی افضل القری میں فرماتے ہیں: **لَا تَمَّا الْمُمِدُّ لَهُمْ اِذْ هُوَ الْوَارِثُ لِلْحَضْرَةِ اِلَّا اَلِهِيَّةُ وَالْمُسْتَمِدُّ مِنْهَا بِلَا وَاسِطَةٍ دُونَ غَيْرِهَا فَانَّهُ لَا يُسْتَمِدُّ مِنْهَا اِلَّا بِوَا سِطَتِهِ فَلَا يَصِلُ لِكَامِلٍ مِنْهَا شَيْءٌ اِلَّا وَهُوَ مِنْ بَعْضِ مَدَدِهِ وَ عَلِيٌّ يَدِيْهِ۔** تمام جہاں کی امداد کرنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اس لئے کہ حضور ہی بارگاہ الہی کے وارث ہیں بلا واسطہ خدا تعالیٰ سے حضور ہی مدد لیتے ہیں۔ اور تمام عالم مدد الہی حضور کی وساطت سے لیتا ہے۔ تو جس کامل کو جو خوبی ملی۔ وہ حضور ہی کی مدد اور حضور ہی کے ہاتھوں سے ملی۔

شرح بیڈی عثمانی میں ہے:- نِعْمَتَانِ فَاخْلَا مَوْجُودٍ عَنْهُمَا نِعْمَةٌ
 الْاِجَادِ وَنِعْمَةٌ الْاِمْدَادِ وَهُوَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 الْوَاسِطَةُ فِيهَا اِذَا لَوْلَا سَبَقَتْ وُجُودُهُ لَمْ يَكُنْ مَوْجُودٌ وَ
 لَوْلَا وُجُودُهُ لَمْ يَكُنْ فِي صَمَائِرِ الْكُوْنِ لَتَهْتَدَ مَتَدَّ عَالِمُ الْوُجُودِ
 فَهُوَ الَّذِي وَجَدَ اَوْلَادًا تَبِعَ الْوُجُودِ وَصَارَ مَرْتَبًا بِهٖ لَا
 اسْتغناء لہ عنہ کوئی موجود و نعمتوں سے خالی نہیں نعمت ایجاد و نعمت
 امداد۔ اور ان دونوں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی واسطہ ہیں۔ کہ حضور
 پہلے موجود نہ ہو لیتے۔ تو کوئی چیز وجود نہ پاتی۔ اور عالم کے اندر حضور کا نور موجود
 ہو۔ تو وجود کے ستون ڈھے جائیں تو حضور ہی پہلے موجود ہوئے اور تمام جہان
 حضور کا طیفی اور حضور سے وابستہ ہوا۔ جسے کسی طرح حضور سے بے نیازی نہیں
 ان مضامین جمیلہ پر کثرت ائمہ و علماء کے تصویص جلیلہ فقیر کے رسالہ سلطنت
 المصطفیٰ فی ملکوت کل الوری میں ہیں۔ واللہ اعلم۔

خامساً ہماری تقریر سے یہ بھی واضح ہو گیا۔ کہ حضور خود نور ہیں۔ تو حدیث
 مذکورہ نور نبيك کی اصنافت بھی من نورہ کی طرح بیانہ ہے۔ سید عالم صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اظہار نعمت الہیہ کے لئے عرض کی وَاجْعَلَنِي نُوْرًا۔ اور خود
 رَبِّ الْعِزَّةِ عَزَّ جَلَّالَهُ نے قرآن عظیم میں ان کو نور فرمایا:- قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ
 نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِيْنٌ پھر حضور کے نور ہونے میں کیا شبہ رہا۔

اَقُوْلُ اَكْر نُوْرٍ نَبِيْكَ میں اصنافت بیانہ نہ لو۔ بلکہ نور سے وہی معنی
 مشہور یعنی روشنی کہ عرض و کیفیت ہے مراد لو۔ تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 اول مخلوق نہ ہوئے۔ بلکہ ایک عرض و صفت۔ پھر وجود موصوف سے پہلے صفت
 کا وجود کیونکر ممکن۔ ناجرم حضور خود ہی وہ نور ہیں کہ سب سے پہلے مخلوق ہوا۔

فَلَا حَاجَةَ إِلَى مَا قَالَ الْعَلَّامَةُ الزُّرْقَانِي رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ دَانٍ
 لَا يُشْكَلُ بِأَنَّ النُّورَ عَرْضٌ لَا يَقُومُ بِذَاتِهِ لِأَنَّ هَذَا مِنْ
 خَرْقِ الْعَوَائِدِ اهـ وَرَأَيْتِي كَتَبْتَ عَلَيْهِ لَمْ لَا يَقَالُ فِيهِ كَمَا
 سَتَقُولُونَ فِي قَرِينِهِ مِنْ نُورِهِ إِنَّهُ إِضَافَةٌ بَيِّنَاتٌ اهـ
 وَأَقُولُ خَرْقُ الْعَوَائِدِ لَا كَلَامَ فِيهِ وَالْقُدْرَةُ مُتَبِعَةٌ وَ
 لَكِنَّ وَجُودَ الصِّفَةِ بِذَوْنِ الْمَوْصُوفِ مِمَّا لَا يَجْعَلُ لَهَا نَهَانَ
 قَامَتْ بغيره لَمْ تَكُنْ صِفَةً لَهَا بَلْ لِغَيْرِهِ أَوْ بِنَفْسِهَا لَمْ تَكُنْ
 صِفَةً مِثْلًا إِذْ لَا صِفَةَ إِلَّا الْمَعْنَى الْقَائِمَةَ بغيره فَإِذَا قَامَ بِنَفْسِهَا
 لَمْ يَكُنْ صِفَةً وَعَرْضًا يَلْجُوهًا أَوْ كَوْنًا عَرْضًا مَعَ قِيَامِهِ
 بِنَفْسِهِ لَمْ يَكُنْ الضَّادَيْنِ وَالْقُدْرَةُ تَعَالِيَةٌ عَنِ التَّعَلُّقِ
 بِالْمَحَالِّاتِ الْعَقْبِيَّةِ وَوَزْنُ الْأَعْمَالِ بِمَعْنَى وَزْنِ الْأَصْحَفِ وَ
 الْبَطَاقَاتِ كَمَا فِي حَدِيثِ أَحْمَدَ وَالتِّرْمِذِي وَابْنِ قَاجَةَ
 وَابْنِ حَيَّانَ وَالحَاكِمِ وَصَحِيحِ وَابْنِ مَرْدَوِيَّةَ وَاللَّيْثِي وَ
 الْبَيْهَقِي فِي الْبَيْعَةِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ
 سَيُجْلِسُ رِجَالًا مِنْ أُمَّتِي عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 فَيُنشَرُ عَلَيْهِمْ تِسْعَةٌ وَتِسْعِينَ سِجْلًا كُلُّ سِجْلٍ مِثْلُ مَدَائِيكِ
 ثُمَّ يَقُولُ أَتَنْكِرُ مِنْ هَذَا شَيْئًا أَظْلَمَ لَكَ كَتَبْتَنِي الْحَافِطُونَ
 فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُولُ أَفَلَاكَ عُنْدُ رَبِّ قَالَ لَا يَا رَبِّ فَيَقُولُ
 بَلَى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً وَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتُخْرَجُ
 بِطَاقَةٍ فِيهَا شَهَادَاتٌ لِلَّهِ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

رَسُولُهُ، فَيَقُولُ أَحْضِرُوا زَيْنًا، فَيَقُولُ يَا رَبِّ مَا هَذِهِ الْبِطَاقَةُ
 مَعَ هَذِهِ السِّجِلَاتِ فَيَقُولُ إِنَّكَ لَا تَظْلَمُ قَالَ فَتَوْضَعُ السِّجِلَاتُ
 فِي كَفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِي كَفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَاتُ وَثَقَلَتِ الْبِطَاقَةُ
 فَلَا تَنْقَلُ مَعَ اسْمِ اللَّهِ شَيْئًا - یا بجملة حاصل حدیث شریف یہ بھیرا
 کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک کو اپنی ذات کریم
 سے پیدا کیا۔ یعنی عین ذات کی سجلی بلا واسطہ ہمارے حضور ہیں۔ باقی رب
 ہمارے حضور کے نور و ظہور ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعویٰ الہ و صحبہ و
 بارک و کریم۔ واللہ سبحانہ، و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از کلکتہ چھوایا بازار اسٹریٹ نمبر ۲۱ متصل چولیا مسجد
 مرسلہ حکیم اظہر علی صاحب ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ

بجھورا قدس جناب مولانا نذیر ظلمہ العالی۔ یہ اشتہار تریسٹ خدمت ہے اگر
 صحیح ہو۔ تو اس پر صدا کر دیا جائے۔ وَالْأَجْوَابُ مُفَصَّلٌ تَرْقِيمٌ فَرَمِمْ وَالْأَدَبُ
 اظہر علی عفی عنہ۔

نقل اشتہار

رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا۔ نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کا ذاتی
 نور یعنی جز ذات یا عین ذات یا ذات کا ٹکڑا نہیں ہے۔ بلکہ پیدا کیا ہوا نور
 مخلوق ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ أَوَّلُ مَا خَلَقَ
 اللَّهُ نُورِيَّ۔ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ۔ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْعَقْلَ
 كَمَا فِي تَارِيخِ الْخَمِيسِ وَفِي سِرِّ الْأَنْسِ إِلَى نُورِ ذَاتِي كُنْتُ مِنْ نُورِ
 رَسُولِ كَرِيمٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالتَّلِيمُ كَوْجُزٍ ذَاتِ يَاعِينِ ذَاتِ يَأْكُطِرِ ذَاتِ خَدَا

تعالیٰ کا کہنا لازم آتا ہے۔ یہ کلام کفر ہے۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدیم ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ ذاتی کے معنی اگر اصطلاحی لئے جائیں۔ تو جزو خدا یا عین خدا۔ یا بکثر اذات خدا کا ہونا لازم آتا ہے۔ یہی کلام کفر ہے۔ اور عقائد بعض جہاں کے بھی ہیں۔ اس سبب سے نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور ذاتی یا ذاتی نور یا اللہ تعالیٰ کی ذات کا ٹکڑا نہ کہنا چاہئے اگر نور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور خدا یا نور مخلوق خدا یا نور ذات خدا یا نور جمال خدا کہیں۔ تو کہنا جائز ہے۔ جیسا کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب سر الاسرار میں فرمایا ہے۔ مَا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى رُوحَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى رُوحَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نُورٍ جَمَالِيٍّ أَوْ حَدِيثِيٍّ میں آیا ہے خَلَقْتُ رُوحَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نُورٍ وَجَّهِيٍّ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِيٍّ كَيْونکہ ایک کو دوسرے کی طرف اصناف کرنے سے جزو اس کا یا عین اس کا لازم نہیں آتا ہے۔ کیونکہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان مغایرت شرط ہے۔ چنانچہ بیت اللہ و ناقۃ اللہ و نور اللہ و روح اللہ و غیر ذلک۔ پس ثابت ہوا۔ کہ نور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور مخلوق خدا یا نور ذات خدا یا نور جمال خدا ہے۔ نور ذاتی یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کا ٹکڑا و جزو عین نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

المشترک المہمین قاضی علائقہ تھانہ بہو بازار وغیرہ کلکتہ

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور بلاشبہ اللہ عزوجل کے نور ذاتی یعنی عین ذات الہی سے پیدا ہوا ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے فتوے میں تصریحات علمائے

کرام سے محقق کیا۔ اور اس کے معنی بھی وہیں مشرح کر دیئے۔ عاشر بقدر یہ
کسی مسلمان کا عقیدہ کیا گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ اور رسالت یا کوئی چیز معجزا
ذات الہی کا جز یا اس کا عین و نفس ہے۔ ایسا عقیدہ ضرور کفر و ارتداد
ای اِدْعَاءُ الْجَزَائِدِ مُطْلَقًا وَالْعَيْدِيَّةُ بِمَعْنَى الْاِتْحَادِ اِي هُوَ هُوَ
فِي مَرْتَبَةِ الْفَرْقِ اَمَّا اِنَّ الْوُجُودَ وَاحِدًا وَالْمَوْجُودَ وَاحِدًا
فِي مَرْتَبَةِ الْجَمْعِ وَالْكُلُّ ظِلَالَةٌ وَعُكُوسَةٌ فِي مَرْتَبَةِ الْفَرْقِ
فَلَا مَوْجُودٌ اِلَّا هُوَ فِي مَرْتَبَةِ الْحَقِيقَةِ الذَّائِبَةِ اِذَا لَحِظَّ لِغَيْرِهِ
فِي حِدَا ذَاتِهِ مِنَ الْوُجُودِ اَصْلًا جُمْلَةً وَاحِدَةً مِنْ دُونِهِ
شَيْئًا حَقًّا وَاحِدًا لَا شَكَّ فِيهِ مَكْرِمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَقَوْلِهِ
عَزَّ وَجَلَّ كَالْوِزْدَانِ كَيْفَ سَيَّ نَه عَيْن ذَات يَاجِز ذَات هُوَ نَالِ اَزْم نَه مَسْلَمَانِ پَرِي كَمَانِي
جائز نہ عزت عام علماء عوام میں اس سے یہ معنی مفہوم نہ اور ذات کہتے کو اور ذاتی
کہتے پر ترجیح جس سے وہ جائز اور یہ ناجائز ہو۔ اولاً ذاتی کی یہ اصطلاح کہ
عین ذات یا پتر ماہیت ہو۔ خاص ایسا غوجی کی اصطلاح ہے۔ علماء
عامہ کے عزت عام ہیں نہ یہ معنی مراد ہوتے ہیں نہ ہرگز مفہوم عام محاورہ
میں کہتے ہیں۔ یہ میں اپنے ذاتی علم سے کہتا ہوں یعنی کسی کی سنی سنائی نہیں۔ یہ
مسجد میں تے اپنے ذاتی روپیہ سے پنائی ہے۔ یعنی چنیدہ وغیرہ مال غیر سے
نہیں۔ ائمہ اہل سنت جن کا عقیدہ ہے کہ صفات الہیہ عین ذات نہیں۔
اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كَيْفَ سَيَّ نَه عَيْن ذَات يَاجِز ذَات هُوَ نَالِ اَزْم نَه مَسْلَمَانِ پَرِي كَمَانِي
صفات ذاتی کہتے ہیں۔ حریفہ ند یہ میں ہے۔ اِنَّ عِلْمَ اِنَّ الصِّفَاتِ الَّتِي
هِيَ لَا عَيْنُ الذَّاتِ وَلَا غَيْرُهَا اِنَّهَا هِيَ الصِّفَاتُ الذَّائِبَةُ
علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف رسالہ تعریفات میں فرماتے ہیں۔ الصِّفَاتُ

الذاتية هي ما يوصف الله تعالى بها ولا يوصف بصديها
 نحو القدرة والعزة والعظمة وغيرها وجوب ذاتي واتساع
 ذاتي وامكان ذاتي كاتمام حكمت وكلام وفلسفه وغيرها بين سنا هو كما ان
 الذات تقتضي لذاتها الوجود او العدم او لا ولا كوني هي
 موصوفت كانه عين ذات هي نه جز۔ بلکہ مفہومات اعتباریہ ہیں جن کے
 لئے خارج میں وجود نہیں کما حقیق فی محلیہ یعنی اصل میں علم کلام
 علم اصول فقہ میں افعال کے حسن ذاتی و قبح ذاتی کا مسئلہ اور اس میں ہمارے
 ائمہ ما ترید یہ کا مذہب سنا ہوگا۔ حالانکہ بدراہتہ حسن و قبح نہ عین فعل ہیں نہ
 جز و فعل محقق علی الاطلاق تحریر الاصول میں فرماتے ہیں۔ فالنقصت فیہ
 الاعراض والعادات واستحق بہ المذبح والذم فی نظر
 العقول لتعلق مصالح کل بہ هو المراد بالذاتی للقطع
 بان مجرد حرکت الید قتلًا ظلمًا لا تزید حقیقتہا علی
 حقیقتہا عند لا فلو کان الذاتی مقتضی الذات اتحد لازمہا
 حسنا وقبحا فانما یراد ای بالذاتی ما یجزم بہ العقل
 لفعل من الصفة مجرد تعقلہ کائنا عن صفة نفس من قام
 بہ فاعتبارہا یوصف بان عدل و حسن او صیغہ اھ
 ثانیاً ذاتی میں یا کے نسبت ہے۔ ذاتی منسوب بہ ذات اور متغایر
 میں ہر اصناف صحیح نسبت جو چیز دوسرے کی طرف منسوب ہوگی ضرور
 وہ اس کی طرف منسوب ہوگی۔ کہ اصناف بھی ایک نسبت ہی ہے۔ تو
 جب نور ذات کہتا صحیح ہے۔ تو نور ذاتی کہنا بھی قطعاً صحیح ہوگا۔ درتہ نسبت
 ممتنع ہوگی۔ تو اصناف ممتنع ہوگی۔ تو نور ذات کہنا بھی باطل ہو جائیگا

هَذَا خُلْفٌ - ثَالِثًا نُورِ ذَاتِ كَهْنَا حَسْبُكَ جَوَازِ مَانِعٍ كَوَيْبِي تَلِيمِ هَيْ
 اس میں اصنافت بیانہ ہو۔ یعنی وہ نور عین ذات الہی ہے تو معاذ اللہ
 نور رسالت کا عین ذات الوہیت ہونا لازم آتا ہے۔ پھر یہ کیوں نہ منع
 ہوا۔ اگر یہ کہئے کہ یہ معنی مراد نہیں۔ بلکہ اصنافت لامیہ ہے۔ اور اس کی
 وجہ تشریف جیسے بیت اللہ و ناقۃ اللہ و روح اللہ۔ تو اسی معنی پر نور
 ذاتی میں کیا حرج ہے۔ یعنی وہ نور کہ ذات الہی سے نسبت خاصہ ممتازہ
 رکھتے۔ شرح المواہب للعلامة الزرقانی میں ہے۔ اِصْنَافٌ تَشْرِیْہُ
 وَ اشْعَارٌ بِأَنَّ مَا خَلِقُ عَجِیْبٌ وَ أَنَّ لَهَا شَتَانًا لَهَا مُنَاسِبَاتًا
 مَا إِلَى الْحَضْرَةِ الرَّبُّوْبِیْنَ عَلٰی حَقِّ قَوْلِهِ تَعَالٰی وَ نَفْحِ قَبْلِہَا
 مِنْ رُوحِہَا

سَا اِلْعَا نُورِ ذَاتِیْ مِیْنِ اِکْرَامِیْکَ مَعْنٰی مَعَاذِ اللّٰہِ کُفْرٌ ہِیْنِ۔ کہ ذاتی کو اصطلاح
 فن ایسا عوجی پر حمل کریں۔ جو ہرگز قائلوں کی مراد نہیں۔ بلکہ غالباً
 ان کو معلوم بھی نہ ہوگی۔ تو نور ذات یا نور اللہ کہتے ہیں جن کا جواز خود
 مانع کو مسلم ہے۔ عیاداً باللہ متعدد وجہ پر معانی کفر ہیں۔ ہم نے فتوایں
 دیگر بیان کیا۔ کہ نور کے دو معنی ہیں۔ ایک ظاہر منقسطہ منظر لغیرہ یا اس
 معنی اگر اصنافت بیانہ ہو۔ تو نور رسالت عین ذات الہی ٹھہرے۔ اور
 یہ کفر ہے۔ اور اگر لامیہ ہو۔ تو یہ معنی ہوں گے کہ وہ نور کہ آپ بذات خود
 ظاہر اور ذات الہی کا ظاہر کرتے والا ہے۔ یہ بھی کفر ہے۔ دوسرے معنی یہ
 کیفیت و عرض جیسے چمک و جھلک اور بالاروشنی کہتے ہیں۔ اس معنی پر
 اصنافت بیانہ ہو۔ تو کفر عینیت کے علاوہ ایک اور کفر عرضیت عارض
 ہوگا۔ کہ ذات الہی معاذ اللہ ایک عرض و کیفیت قرار پائی۔ اور اگر لامیہ

تو کسی کی روشنی کہنے سے غالباً یہ مفہوم کہ یہ کیفیت اس کو عارض ہے جیسے
 نور شمس و نور قمر و نور چراغ۔ یوں معاذ اللہ۔ التدریج و جلّ محلّ حوادث
 مٹھریگا۔ یہ بھی مزج ضلالت و گمراہی و منجر بہ کفر لزومی ہے۔ ایسے خیالات
 سے اگر نور ذاتی کہنا ایک ایک درجہ ناجائز ہوگا۔ تو نور ذات و نور اللہ
 کہنا چار درجے۔ حالانکہ ان کا جواز مانع کو مسلم ہونے کے علاوہ نور اللہ تو
 خود قرآن عظیم میں وارد ہے:- بِرَبِّدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ الدِّمَارِ
 يَا قَوْمِ اِهْبِطُوا وَاللّٰهُ مُتِمِّمٌ نُّوْرًا وَّلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ه-
 بِرَبِّدُونَ اَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ يَا قَوْمِ اِهْبِطُوا يَا اَيُّ
 اللّٰهِ اِلَّا اَنْ يُتِمَّ قُوْسًا وَّلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ حدیث
 میں ہے۔ اِنْفُوْا فِرَاسَنَا الْمُؤْمِنِيْنَ فَاِنَّهُ يَنْظُرُ بُنُوْرَ اللّٰهِ
 خَامِسًا مَضَافًا وَمَضَافًا اِلَيْهِ فِيْ اَكْرَمِ مَغَائِرَتٍ شَرْطِيَّةٍ - تو
 منسوب و منسوب الیہ میں کیا شرط نہیں۔

سناد سنا۔ بلکہ اس طور پر جو مانع نے اختیار کیا رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے مخلوق الہی نہ رہیں گے۔ دو چیزیں حضور
 سے پہلے مخلوق قرار پائیں گی۔ اور یہ خلاف حدیث و خلاف نصوص الہیہ
 قدیم و حدیث۔ حدیث میں ارشاد ہوا:- يَا جَابِرُ! اِنَّ اللّٰهَ
 خَلَقَ قَبْلَكَ الْاَشْيَاءَ نُوْرًا نَبِيًّا مِنْ نُّوْرِ اے جابر
 اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا
 کیا۔ یہاں دو اضافتیں ہیں۔ نور نبی و نور خدا۔ اور شہر کے نزدیک
 اصناف میں مغائرت شرط ہے۔ تو نور نبی غیر نبی ہوا۔ اور نور خدا غیر خدا
 غیر خدا جو کچھ ہے مخلوق ہے۔ تو نور خدا مخلوق ہوا۔ اور اس نور سے نور

نبی بنا۔ تو ضرور نور خدا نور نبی سے پہلے مخلوق تھا۔ اور نور نبی باقی سب
اشیا سے پہلے بنا۔ اور اشیاء میں خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہیں
تو نور نبی۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے بنا۔ اور اس سے پہلے
نور خدا بنا۔ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو مخلوق پہلے ہوئے
یہ محض باطل ہے۔

سابعاً۔ حل یہ ہے۔ کہ ایسا غوجی میں ذاتی مقابل عرضی ہے
بائیں معنی اللہ عزوجل نور ذاتی و نور عرضی دونوں سے پاک و منزہ ہے
مگر وہ یہاں نہ مراد نہ مفہوم۔ اور عام محاورہ میں ذاتی مقابل صفا فی
و اسمائی ہے۔ اور یہاں یہی مقصود۔ بائیں معنی اللہ عزوجل کے لئے
نور ذاتی و نور صفا فی و نور اسمائی سب ہیں۔ کہ اس کی ذات و صفات
و اسماء کی تجلیاں ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تجلی ذات ہیں اور انبیاء
و اولیاء و سائر مخلوقات تجلی اسماء و صفات ہیں۔ جیسا کہ ہم نے فتویٰ
دیگر میں شیخ محقق سے نقل کیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم و
علمہ جل مجدہ اتم صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا
محمد و آلہ و سلم

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ

اسلام کی حقانیت اعتراضات مسیحیت اس رسالہ

عیسائی مشنری کے اسلام پر گمراہ کن گیارہ اعتراضات کے ثنائی جوابات ہیں
بے مثال رسالہ ہے۔ قیمت :- چار آنے

ملنے کا پتہ :- مکتبہ سواد اعظم۔ لال کہوہ موجیکٹ لاہور

آفتاب رسالت کے طلوع و غروب کے وقت دن تاریخ کی کامل تحقیق بہ حساب

سنہ عیسوی و سنہ رومی اسکندرانہ

نطق الہدایا تاریخ ولاد الحبيب والوصال

از تبرکات

مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ مفتی محمد احمد رضا خالص صاحب قدس سرہ

فصل اول

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں مسئلہ اولیٰ استقرار نطفہ زکیت

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس ماہ و تاریخ میں ہوا؟ بینوا و توجروا

الجواب :- بعض غرہ رجب کہتے ہیں رواۃ الخطیب عن سیدنا سہیل التستری

قدس سرہ اور بعض دہم محرم اخرج ابو نعیم و ابن عساکر عن عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ

قال حمل برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی عاشوراء المہم و ولد یوم الاثنين ثنتی عشر

من رمضان اقول فیہ مسیب بن خریب ضعیف جدا اور صحیح یہ ہے کہ ماہ حج کی بارہویں

تاریخ ٹھکانا صحیح فی المدارج کما سیاتی اقول اس کی مؤید ہے حدیث ابن سعد و ابن عساکر

کہ دن خشمیہ نے حضرت عبد اللہ کو اپنی طرف بلایا رحی جوار کا عذر فرمایا، بعد رحی حضرت

آمنہ سے مقاربت کی اور حمل اقدس مستقر ہوا، پھر خشمیہ نے دیکھا کہ کہا کیا ہم بستری کی؟

فرمایا ہاں۔ کہا وہ نور کہ میں نے آپ کی پیشانی سے آسمان تک بلند دیکھا تھا نہ زہا، آمنہ کو

مژوہ دیکھے کہ ان کے حمل میں افضل اہل زمین ہے۔ قال ابن سعد انا وھب بن جہیر ابن

حازم ثنابی سمعت ابان بن یزید المدینی قال نبئت ان عبد اللہ فقالت هل لك فی

قال نعم حتی ادعی الجھرة الحدیث ظاہر ہے کہ رحی جوار نہیں ہوتی مگر حج میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اس کی تحقیق مسئلہ پنجم میں آتی ہے ۳۳

مسئلہ ثانیہ :- دن کیا تھا ؟

الجواب :- کہا گیا روز دوشنبہ (پیر) ذکرہ الزبیر بن بکار وہ جزم فی تکلمہ مجمع البحار اور اصح یہ ہے کہ شب جمعہ تھی، اسی لیے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شب جمعہ کو شب قدر سے افضل کہتے ہیں کہ یہ خیر و برکت و کرامت و سعادت جو اس میں آئی، اسکے ہمسر نہ بھی آتی، نہ قیامت تک آتی، وہاں نَزَلَ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا ہے، یہاں مولائے ملک داقلے روح کا نزول اجلال عظیم الفتح ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ مدارج النبوة میں ہے استقر الیٰطافہ زکیٰہ۔ اور آیام صحیح بر قول اصح در اوسط آیام تشریح شب جمعہ بود و ازین جہت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لیلۃ الجمعہ را فاضل تر از لیلۃ القدر دانستہ الخ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ثالثہ :- مدت حمل شریف کس قدر تھی ؟

الجواب :- ذہ و نہ و ہفت و شش ماہ سب کچھ کہا گیا اور صحیح تو مہینے ہیں۔ فی شرح الزرقانی للمواہب اختلف فی مدۃ الحمل بہ علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقیل تسعة اشھر کاملہ وہ صد، مغلطانی قال فی الغرر وهو الصحیح الخ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع وایماء۔

مسئلہ رابعہ :- ولادت شریف کا دن کیا ہے ؟

الجواب :- بالاتفاق دوشنبہ (پیر) صرح بہ العلامة ابن حجر فی افضل النہی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر کے دن کو فرماتے ہیں ذاک یوم ولدت فیہ میں اسی دن پیدا ہوا و اہ مسلم عن ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ خامسہ :- کیا مہینہ تھا ؟

الجواب :- رجب، صفر، ربیع الآخر، محرم، رمضان سب کچھ کہا گیا، اور صحیح و مشہور و قول جمہور "ربیع الاول" ہے۔ مدارج میں ہے "مشہور آنست کہ در ربیع الاوّل" شرح المہزیبہ میں ہے الاصح فی شہر ربیع الاول علی الصحیح۔ شرح زرقانی میں ہے قال ابن کثیر هو المشہور عند الجمہور۔ اسی میں ہے و علیہ العمل علمائے ہائیکہ اقوال مذکورہ سے

آگاہ تھے، محرم ورمضان ورجب کی نفی فرمائی۔ مواءہب میں ہے لم یکن فی المحرم ولانی
 رجب ولان رمضان۔ شرح ام القریٰ میں ہے لم یکن فی الاشمہ المحرم اور رمضان یہاں تک کہ
 علامہ ابن الجوزی و ابن جزیر نے اسی پر اجماع نقل کیا۔ نسیم الریاض میں تلقیح سے ہے الفقہ اعلیٰ انہ
 ولد یوم الاثنين فی شہر ربيع الاول۔ اسی طرح ان کی صفوہ میں ہے کہا للذرقانی ثم عزراه
 ایضاً ابن الجزار۔ پس اس کا انکار اگر تریحیات علماء و اختیار جمہور کی ناواقفی سے ہو، تو
 جہل ورنہ مرکب کہ اس سے بدتر۔ فقہ کہتا ہے مگر اس تقدیر پر استقرار حمل بہا ذی الحجہ
 میں صریح اشکال کہ دربارہ حمل چھ مہینے سے کمی عادت محال اور خود اوپر گزر کہ مدت حمل شریف
 ۸ ماہ ہونا اصح الاقوال، تو یہ تینوں تفہیم کیونکر مطابق ہوں۔ لکنی اقول وبالذات التوفیق
 مہینے زمانہ جاہلیت میں مہینے نہ تھے، اہل عرب ہمیشہ شہر حرم کی تقدیم تاخیر کر لیتے جسکے سبب
 ذی الحجہ بہا میں دورہ کر جاتا قال اللہ تعالیٰ انہما النسئ زیادۃ فی الکفر یجلونہ عاماً و
 یحرمونہ عاماً لیبوا طئوا (اعا) ما حرم اللہ یہاں تک کہ صدیق اکبر و مولیٰ علی کرم اللہ
 تعالیٰ وجہانہ جو ہجرت سے نویں سال حج کیا۔ کہا گیا کہ وہ ہمیشہ واقع میں ذیقعدہ تھا
 سال دہم میں ذی الحجہ اپنے ٹھکانے سے آیا، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج فرمایا
 اور ارشاد کیا ان الزمان قد استبد، ا رکھینا تہ یوم خلق السہوت والارض الحدیث
 رواہ الشیخان۔ یعنی زمانہ دورہ کر کے اسی حالت پر آگیا، جس پر روز تخلیق زمین و آسمان تھا
 اس دن سے نسئ نسیم نسیم ہوا، اور یہی دوازہ ماہہ قیامت تک رہا تو کچھ بعید نہیں کہ
 اس ذی الحجہ سے ربيع الاول تک نو مہینے ہوں۔ شاید شیخ محقق اسی نکتہ کی طرف مشیر ہیں
 کہ زمانہ استقرار مبارک کو ایام حج سے تعبیر کیا، نہ ذی الحجہ سے۔ اگرچہ اس وقت کے عرف میں
 اسے ذی الحجہ بھی کہنا ممکن تھا۔ اقول اب مسئلہ ثالث و خامسہ کی تفہیموں پر مسئلہ اولیٰ کا
 جواب ۱۲ جمادی الآخرہ ہوگا۔ مگر جاہلیت کا دورہ نسئ اگر منتظم مانا جائے، یعنی علی التوالی
 ایک ایک مہینہ ہٹاتے ہوں تو سال استقرار حمل اقدس ذی الحجہ، شعبان میں پڑتا ہے، نہ کہ
 جمادی الآخرہ میں کہ ذی الحجہ حجتہ الوداع شریف میں جب عمر اقدس حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 الحمد لله رب العالمین
 والصلوٰۃ والسلام
 علی سیدنا محمد
 وعلیٰ آلہ الطیبین
 الطہراتین
 اجمعین
 آمین

عہ اس پر اعتراض ہے کہ یوز عرفہ صدیق ورتقی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اعلان احکام الہیہ فرمایا جسے رب عزوجل نے واذان
 قن اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بیری من المشرکین ورسولہ فرمایا، اگر وہ ذی الحجہ نہ ہوتا ایسا نہ فرماتا

علیہ وسلم سے تریسٹھواں سال تھا۔ ذی الحجہ میں آیا تو ۱۲-۱۳ کے اسقاط سے جب عمر اقدس سے تیسرا سال تھا ذی الحجہ، ذی الحجہ میں ہوا، اور دوسرا سال ذیقعدہ اور پہلا سال شوال اور سال ہولادت شریف رمضان اور سال استقرار حمل مبارک شعبان میں۔ لیکن ان نامنتظموں کی کوئی بات منتظم نہ تھی، جب جیسی چاہتے کر لیتے، لٹیرے لوگ جب ٹوٹ مار چاہتے اور مہینہ انکے حسابوں اشہر حرم سے ہوتا، تو اپنے سردار کے پاس آتے اور کہتے اس سال میں ہمیشہ حلال کر دے، وہ حلال کر دیتا اور دوسرے سال گنتی پوری کرنے کو حرام کھہرا دیتا کھارواہ ابناء جبرہ و المنذہ و مردویہ والی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو اس سال جمادی الآخرہ میں ذی الحجہ ہونا کچھ بعید نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قائدہ :- سائل نے یہاں تاریخ سے سوال نہ کیا، اس میں اقوال بہت مختلف ہیں

دو، آٹھ، دس، بارہ، سترہ، اٹھارہ، بائیس۔ سات قول ہیں، مگر اشہر و اکثر و اخوذ و معتبر بارہوں ہے۔ مگر معظمہ میں ہمیشہ اسی تاریخ مکان مولد اقدس کی نیابت کرتے ہیں، کہانی المواہب والمدارج اور خاص اس مکان جنت نشان میں اسی تاریخ مجلس میلاد منعقد ہوتی ہے کہانی المدارج۔ علامہ قسطلانی و فاضل زرقانی فرماتے ہیں المشہور انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولد یوم الاثنين ثانی عشر ربیع الاول وهو قول محمد بن اسحاق امام المغازی وغیرہ۔ شرح مواہب میں امام ابن کثیر سے ہے هو المشہور عند الجمهور اسی میں ہے هو الذی علیہ العمل۔ شرح الہمزیہ میں ہے هو المشہور و علیہ العمل۔ اسی طرح مدارج وغیرہ میں تصریح کی وان کان اکثر المحذین والمؤرخین علی ثمان خلون و علیہما جمع اهل الزیجات واختارہ ابن حزم والحمیدی روی عن ابن عباس وجبرین مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وبالاطل صدہا مغلطانی واعتدای الذہبی فی تذہیب التذہیب تبعاً للہندی فی التذہیب و حکم المشہور لبقیل دحمر الدمیاطی عشر اقلت اقوال و حاسبنا فوجدنا غیرہ المحرم الوسطیۃ عام ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الخمیس فكانت غیرہ

شعبہ الولادۃ الکریمیۃ الوسطیۃ یوم الاحد والحلا لیلۃ یوم الاثنين فكان یوم الاثنين الثامن من الشعب ولذا اجمع علیہ اصحاب التاریخ وجمہور ملاحظۃ الغرۃ الوسطیۃ یظہر استحالة سائر الاقوال ما خلا الطرفين والعلم بالحق عند مقلب المسلوبین اور شک نہیں کہ تلقی ہامت بالقبول کے لیے شان عظیم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الفطر یوم یفطم الناس والاضحیٰ یوم یضحیٰ الناس۔ عید الفطر اُس دن ہے جس دن لوگ عید کریں اور عید اضحیٰ اُس روز ہے جس روز لوگ عید سمجھیں رواہ الترمذی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بسند صحیح اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فطرکم یوم فطرہ ونواضحاکم یوم تضحون رواہ ابوداؤد والبیہقی فی السنن عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح رواہ الترمذی وحسنہ فزاد فی اولہ الصوم یوم تصومون والفرمان الحدیث دارسلہ الشافعی فی مسند والبیہقی فی سننہ عن عطاء فزاد فی اخرہ وعرفۃ یوم تعرفون یعنی مسلمانوں کا روزہ عید الفطر عید اضحیٰ، روز عرفہ سب اُس دن ہے جس دن جمہور مسلمانین خیال کریں۔ اسی ولاد المصابرف الواقعہ ونظیرہ قبلۃ التخری۔ لاجرم عید میلاد والا بھی کہ عید اکبر ہے، قول جمہور مسلمان یہی کہ مطابق بہتر ہے فالادوق العمل ما علیہ العمل یہ ہے ان مسائل میں کلام مجمل اور تفصیل کے لیے دوسرا محل واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

مسئلہ ساؤسہ۔ شمسی تاریخ کیا تھی ؟

الجواب :- ولادت اقدس، ہجرت مقدسہ سے تریپن برس پہلے ہے مرفوع ۶۰ سال ۵ نداف۔ مرفوع ۷ سال ہر کا = ۵ لحر کہ ۱۸۷۸۱ یوم ہوئے یعنی اس سال کا محرم وسطے سال ہجرت کے محرم وسطے سے اتنے دن پہلے تھا، شات پر تقسیم کیے جانے سے کچھ نہ بچا، اور ابتداء سال ہجری بحساب اوسط پنجشنبہ ہے، تو ان ایام مذکورہ کا پچھلا دن چہار شنبہ تھا، اور جبکہ یہ پورے ہفتے ہیں تو ان کا پہلا دن پنجشنبہ تھا اور جب اس سال کا مدخل پنجشنبہ ہوا، تو اس ربیع الاول مدخل یکشنبہ، تو دو شنبہ کو نویں تھی

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مات لاثنتی عشرۃ لیلة خلت من شھر ربیع الاول
اسی میں آغاز مقصد و تم میں ہے قول الجہور انہ توفی ثانی عشر ربیع الاول - خمیس
فی احوال النفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے توفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم
الاثنين لصف النھار لاثنتی عشرۃ لیلة خلت من ربیع الاول سنة احدى
عشرة من الهجرة صھی فی مثل الوقت الذی دخل فیہ المداينة - اسی میں
امام ابو حاتم رازی و امام رزین عبیدی و کتاب الوفا امام ابن جوزی سے ہے مرض فی
صفر بعشر یومین منه و توفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاثنتی عشرۃ لیلة خلت
من ربیع الاول یوم الاثنين - کامل ابن اثیر جزیری میں ہے کان موتہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم یوم الاثنين لثنتی عشرۃ لیلة خلت من ربیع الاول - مجمع البحار و النوا
میں ہے وصل بالحق فی لصف نھار لاثنتی عشرۃ من ربیع الاول وقیل المستحله
وقیل للیلتین خلتا منه الاول اکثر من الاخیرین - استعان الراغبین فاضل محمد صبا
میں ہے توفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بیت عائشة یوم الاثنين قبل الزوال للیلتین
مضتا من ربیع الاول وقیل لیلة مضت منه وقیل لاثنتی عشرۃ لیلة مضت منه
وعلیہ الجہور - اور تحقیق یہ ہے کہ حقیقتاً بحسب روایت مکہ معظمہ ربیع الاول شریف کی تیرھویں
تھی، مدینہ طیبہ میں روایت نہ ہوئی، لہذا ان کے حساب سے بارہھویں ٹھہری، وہی رفاہ نے
اپنے حساب کی بنا پر روایت کی اور مشہور و مقبول جمہور ہوئی - یہ عامل تحقیق امام ماورزی
و امام عثمان الدین بن کثیر و امام بدر الدین بن جماعہ وغیر ہم اکابر محدثین و محققین ہے - اسکے سوا
دو قول ایک یکم ربیع الاول شریف ذکرہ موسیٰ بن عقیبہ و اللیث و النخاع و زحی و ابن زبیر
دوسرا دوم ربیع الاول شریف کہ دو رافضیان کذاب ابو مخنف و کلبی کا قول ہے - فنی الذوقانی
بعد شھر و الاول الی من ذکرنا و عند ابی مخنف و الکلبی فی ثانیة - یہ دونوں اقوال
محض باطل و نامعتبر بلکہ سراسر محال و نامتصور ہیں و ان میں الی کل نظر الی الحساب
لا من حیث ان روایتھا اثبت فی الباب و انما یقف الحساب علی القولین

بالبطلان والذهاب كما ستعرف بعون الملك الوهاب ووقع في الكامل حكاية
ثالث حيث قال بعد ما اعتمد قول الجمهور كما قلنا وقيل مات لصف النهار يوم
الاثنين لليلتين يقينا من ربيع الاول اهو

اقول :- وهو وهم وكانه شبه عليه خلتا بيقينا فان الحفاظ انما

يدكر ان ههنا سوى المشهور قولين لا غير تفصيل بمقام وتوضيح مرام یہ ہے کہ
وقایع اقدس ماہ ربیع الاول شریف روز دو شنبہ میں واقع ہوئی، اس قدر ثابت و مستحکم
و یقینی ہے، جس میں اصلا جگہ نزاع نہیں فتح الباری شرح صحیح بخاری و مواہب لدنیہ
و شرح زرقانی میں ہے (ثمان و فاته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی یوم الاثنين)
كما ثبت فی الصحیح عن انس و رواہ ابن سعد باسانیدہ عن عائشة و علی و سعد

و عروة و ابن المسيب و ابن شهاب و غیرہم (من ربيع الاول بلا خلاف) كما
قال ابن عبد البر بل كاد و يكون اجماعا) اخر ادھر یہ بلاشبہ ثابت کہ اس ربیع الاول
سے پہلے جو ذی الحجہ تھا اسکی پہلی روز شنبہ تھی کہ حجۃ الوداع شریف بالاجماع روز جمعہ ہے
وقد ثبت ذلك في احاديث صحاح لا منازع لها فلاحاجة بنا الى اطالة الكلام
بسر وھا۔ اور جب ذی الحجہ ۱۰ ص ۲۹ کی ۲۹ روز پنجشنبہ تھی، تو ربیع الاول ۱۲ ص ۱۲
کسی طرح روز دو شنبہ نہیں آتی کہ اگر ذی الحجہ، محرم، صفر تینوں مہینے ۳ کے لیے جائیں
تو غرہ ربیع الاول روز چار شنبہ ہوتا ہے اور پیر کی ٹھٹھی اور تیرھویں، اور اگر تینوں ۲۹
کے لیں، تو غرہ روز یک شنبہ پڑتا ہے، اور پیر کی دوسری اور نویں، اور اگر ان میں کوئی سا
ایک ناقص اور باقی دو کامل لیجئے، تو پہلی سہ شنبہ کی ہے اور پیر کی ساتویں چودھویں، اور
اگر ایک کامل دو ناقص مانئے، تو پہلی پیر کی ہوتی ہے پھر پیر کی آٹھویں پندرھویں۔ غرض
بارھویں کسی حساب سے نہیں آتی، اور ان چار کے سوا ربا پچوس کوئی صورت نہیں۔ قول
جمهور پر یہ اشکال پہلے امام سہیلی کے خیال میں آیا، اور اسے لاصل سمجھ کر آنھوں نے قول یکم
اور امام ابن حجر عسقلانی نے دوم کی طرف عدول فرمایا۔ فی المواہب بعد ذکر القول

المشهور (استشكاه السهميلي وذلك النعمان ان ذوالحجة كان اول يوم
الخميس) للاجماع ان وقفة عرفة كانت الجمعة (فهما فرضت الشموس الثلاثة
توام اولواقص او بعضهما لصح) ان الثاني عشر من ربيع الاول يوم الاثنين
قال الحافظ ابن حجر وهو ظاهر لمن تأمله وقد جزم سليمان التيمي (احد الثقات
بان ابتدا امرضه صلى الله عليه وسلم كان يوم السبت الثاني والعشرين من صفر
ومات يوم اثنين لليلتين خلتا من ربيع الاول فعلى هذا ان يكون الصفر ناقصا
ولا يمكن ان يكون اول صفر السبت الا ان يكون ذوالحجة والمحرم ناقصين
فيلزم منه نقص ثلثة اشهر متوالية) وهي غاية ما تنو الى قال الحافظ
واما من قال مات اول يوم من ربيع الاول فيكون اثنان ناقصين وواحد
كاملا و لدار حجة السهميلي (والمعتمد ما قال ابو مخنف) الاخبارى الشيعى
قال فى الميزان وغيره كذاب تالف متروك وقد واقفه ابن الكلبي رانه
توفى ثانى ربيع الاول وكان سبب غلط غيره انهم قالوا مات فى ثانى شهر
ربيع الاول فغيرت فصارت ثانى عشر واستمر الوهم بهذا كما تابع بعضهم
بعضا من غير تأمل انه مختص امزيد من الشراح اقول ولظهور من تأمل
هذه الكلام منشوع اختلاف نظر الامامين فى الميل الى القولين فكان السهميلي
نظر ان قول ابى مخنف لا يتأتى الا ان تنو الى الا اشهر الثلثة ذوالحجة ومحرم و صفر
تواقص وهذه فى غاية الندرة بخلاف القول الاول فان عليه يكون شهر
كاملا وشهران ناقصين وهذا كثير فترجم ذلك فى نظره مع انه اشد ثبوتا
بالنسبة الى ذلك وكان الحافظ نظر ان على القول الاول لا يبقى للجيموع عندها فى
الباب فالميل الى ما يكون فيه ابتداء عذر لهم كما ذكره من وقوع تصحيف شهر
بعشر احسن وامتن - مگر امام بدر بن جماعة نے قول جمهور کی یہ تاویل کی کہ اثنى عشر خلقت
سے بارہ دن گزرنا مراد ہے، نہ صرف بارہ راقین۔ اور ظاہر کہ بارہ دن گزرنا تیر طویں ہی تاریخ

صادق آئیگا، اور دو شنبہ کی تیرھویں بے تکلف صحیح ہے، جبکہ پہلے تینوں مہینے کامل ہوں
 کہا علمت۔ اور امام ماورزی و امام ابن کثیر نے یوں توجیہ فرمائی کہ مکہ معظمہ میں
 ہلال ذی الحجہ کی رویت شام چہار شنبہ کو پنج شنبہ کا غرہ اور جمعہ کا عرفہ۔ مگر مدینہ طیبہ میں
 رویت دوسرے دن ہوتی تو ذی الحجہ کی پہلی جمعہ کی ٹھہری اور تینوں مہینے ذی الحجہ، محرم
 صفر تیس تیس کے ہوئے تو غرہ ربیع الاول پنج شنبہ اور بارھویں دو شنبہ آئی ذکر الحافظ فی الفجر
 اقول مدینہ طیبہ، مکہ معظمہ سے اگر چہ طول میں غربی اور عرض میں شمالی ہے اما الثانی
 فظاہر معروف لکل من حجر و نار و اما الاول فتثبت مثبت کا الثانی فی الزیجات و الاطلس
 من قدیم الاعصار۔ اور ان دونوں اختلافوں کو اختلاف رویت میں دخل نہیں ہے
 کہ اختلاف طول سے بعد تیرم کم و بیش ہوتا ہے، اور اختلاف عرض سے قمر کے ارتفاع مدار
 کے انصباب مدار و ارتفاع قمر و طول مکث سب معین رویت ہیں، اور انکی کمی محل رویت
 مگر مدینہ کریمین کے طویل و عرض میں چنداں تفاوت کثیر نہیں، اور جو کچھ ہے یعنی طول میں
 دو درجے اور عرض میں تین درجے وہ ما نحن فیہ میں ہرگز یہ نہ چاہے گا کہ مکہ معظمہ میں
 تو رویت ہو، اور مدینہ طیبہ میں نہ ہو، بلکہ اگر مقتضی ہوگا تو اسکے عکس کا کہ مقام جس قدر غربی تر ہو
 امکان رویت بیشتر ہوگا کہ دورہ معدل میں مواضع غربیہ پر تیرم کا گزریا مواضع شرقیہ کے بعد
 ہوتا ہے، اور حرکت قمر تو الی بروج پر غرب سے شرق کو ہے، توجب مواضع شرقیہ میں فصل قمرین
 حد رویت پر ہو غربی میں اور زیادہ ہوگا کہ وہاں تک پہنچنے میں قمر نے قدرے اور حرکت شرق کو
 کی، اور شمس سے اس کا فاصلہ بڑھ گیا۔ یونہی جب عرض مری قمر شمالی ہو جیسا کہ یہاں بتا
 تو عرض بلد کا شمالی تر ہونا موجب زیادت تعدیل الغروب زائد ہو کر باعث زیادت
 بعد معدل و طول مکث قمر ہوگا، مگر ہے یہ کہ موانع رویت حد انضباط سے خارج ہیں
 تو دفع استحالہ و توجیہ مقالہ کے لیے ال کافی اور قوا عد پر نظر کیجئے تو واقعی وہ دن
 مدینہ طیبہ میں رویت عادیہ کا نہ تھا۔ سلخ ذی القعدہ وسطیہ روز چہار شنبہ کو غروب شرعی
 شمس کے وقت افق کریم مدینہ منورہ میں موامرہ رویت کے مقدمات یہ تھے۔

تقویم شمس	ناجے ا
تقویم مری قمر	ما لحد
عرض مری قمر شمالی	ح ح الف
تعدیل الغروب	ط
قمر معدّل	الخ
بعّد معدّل	سولم
بعّد سوا	لح

بہر ظاہر کہ جب بعد معدّل وبعی سوا دونوں دس درجے سے کم ہیں تو یہ حالت، حالت رویت نہیں قریب قریب اسی حالت کے بلکہ معظمہ میں تھے، مگر انا بنا گا کہ وہ نو درجے یہ آٹھ درجے سے زائد ہے رویت پر حکم استحالہ بھی نہ تھا حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکات بے نہایت کے حضور یہ کیا بات تھی کہ ایسے امکان غیر متوقع کی حالت میں بفضل وقفہ جمعہ بلنے کے لیے حکم الہی بلکہ معظمہ میں شام چہار شنبہ کو رویت واقع ہو گئی، اُنق بدینہ طیبہ میں حسب عادت معبودہ نہ ہوئی، پھر روز رویت ایام حمل، لوزر و جوزا خصوصاً ان بلاؤں میں گرو و غبار ہونا کوئی نامتوقع بات نہیں، یہ تحقیق کلام علماء ہے۔ مگر آیام عقلائی نے ان تو جہیوں پر قناعت نہ کی، پہلی پر مخالفت محاورہ سے اعتراض فرمایا کہ اہل زبان جب یہ لفظ بولتے ہیں، بارہ زائیں ہی گزرنا مراد لیتے ہیں نہ بائہ دن کہ یہ تیر صفوں پر صادق ہو، اور اول دوم دونوں میں یہ استبعاد بتایا کہ چار مہینے متواتر تیس دن کے ہو لیے جاتے ہیں۔ فی المواہب عن الفتح ہذا الجواب لعید من حیث انہ بلزم منہ توالی اربعۃ اشھار کو اصل اقول اگر نیت مقصود تو الزام مقصود کہ دفع استحالہ کو احتمال کافی۔ خود آیام عقلائی نے جو قول اختیار فرمایا اس پر تین مہینے متوالی ناقص آتے ہیں، یہ کیا نادر نہیں؟ اور اگر امتناع مراد، تو ظاہر الفساد تین سے زیادہ متواتر ۲۹ کے مہینے نہیں ہوتے۔ ہم کے چار تک آتے ہیں، ہاں پانچ نہیں ہوتے۔ تحفہ شاہیہ علامہ قطب الدین شیرازی و نوح الخ بیگی

کہ اس وقت تک فصلِ قمرینِ جدر و بیت متعادہ پر نہ تھا، آفتاب جوڑا کے ۶ درجے کترہ دقیقے
 باون تالیسے پر تھا، اور چاند کی تقدیم مری جوڑا کے پندرہ درجے ستائیس دقیقے اکتیس تالیسے۔
 فاصلہ صرف ۹ درجے ۹ دقیقے ۹ ستائیسے تھا۔ اور حسب قول متعارف اہل عمل رویت کے لیے
 کم سے کم دس درجے سے زیادہ فاصلہ چاہیے۔ حاشیہ شرح چھبیدی للعلامة عبد العلی البرجدی میں ہے
 المذكور فی الكتب المشہورۃ انه ینبغی ان یکون البعدین تقویمی النیرین اکثر من عشرۃ اجزاء
 وقیل ینبغی ان یکون ما بین مغاربہما عشرۃ اجزاء او اکثر حتی یکون القمر فوق الارض بعد
 غروب الشمس مقدار ثلثہ ساعۃ او اکثر و المشہور فی هذا الزمان بین اهل العمل انه ینبغی ان
 یتحقق الشرطان حتی تمکن السویۃ ولیمون البعد الاول بعد السواء والبعد الثانی البعد
 المعدل۔ شرح زریج سلطانی میں ہے باید کہ بعد معدل زہ درجہ باشد یا زیادہ و بعد میان دو
 تقویم ایساں ازہ زیادہ باشد تا ہر دو شرط وجود دیگر و طلال مری نشود و متعارف درین زمان این است

جزئیات مواہرہ کی جدول یہ ہے

وقت غروب شرعی بعد نصف النہار وسطے زریجی	د
تقویم حقیقی شمسی بوقت مذکور	بج و سرب
تقویم حقیقی قمر بوقت مذکور	بج سوے اب
عرض حقیقی قمر شمالی	ح م
اختلاف منظر قمر طولی جدولی	مقبانا
اختلاف منظر قمر عرضی جدولی	الم قدح
تقویم مری قمر	بج واکرلا
عرض مری قمر شمالی	بج واکرلا
تعدیل الغروب	ح م
قمر معدل	بج سولدا
مطالع نظیر جزیر الشمس	زجد و ل

مطالع نظیر جزوالقمر المعدل	رسو لود
بعد معدل	ماہ لہ
بعد سوا	ط ل ط ل ط
حکم رویت ہلال	غیر متوقع

جب شب سے شنبہ تک نیرین کا یہ حال تھا کہ وقوع رویت ہلال ایک مخفی غیر متوقع احتمال تھا، تو اس سے دو ایک رات پہلے کا وقوع بداہتہ محال تھا، جب اس رات قمر صرف ۹ درجے آفتاب سے شرقی ہوا تھا تو شام یکشنبہ کو قطعاً کئی درجے اس سے غربی تھا، اور غروب شمس سے کوئی پاؤ گھنٹے پہلے ڈوبا، اور شام شنبہ کو تو عصر کا اعلیٰ مستحب وقت تھا، جب چاند مجلہ نشین مغرب ہو چکا پھر رات کو رویت ہلال کیا زمین چیر کر ہوئی غرض دلائل ساطعہ سے ثابت ہے کہ اس ماہ مبارک کی پہلی یا دوسری دو شنبہ کی ہرگز نہ تھی، اور روز و قات اقدس یقیناً دو شنبہ ہے، تو وہ دونوں قول قطعاً باطل ہیں، اور حتی و صواب وہی قول جمہور بمعنی مذکور ہے۔ یعنی واقع میں تیرھویں، اور پوچھ سطور تعبیر میں بارھویں کہ بجا شمس نہم جزیران ^{۱۳۱۱} رومی نوسوتینتا لیں رومی اسکندریانی ہشتم جون ^{۱۳۱۱} چھ سو بتیس عیسوی تھی۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ فقط

کتب عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بجمہد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

معنی اس وقت جو شمار راج تھا اسکے حساب سے ہم تھی، زینج بہادر خانی سے بستم چون آتی ہے۔ مگر یہ اس کی غلطی ہے جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ "تحقیقات سال مسیحی" میں واضح کیا۔ ۱۳ منہ غفرلہ

از اعجاز قدرت متعجب

مثل تونہ شد پیداجانا

اد كُرِيَاتِ نَظِيرِكَ فِي نَظَرِ مِثْلِ تَوْنَةٍ شَدِيدِ اجَانَا

جگ راج کو تاج توری سر سو ہے تھکو شہ دوسرا جانا

الْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طَغَىٰ مِنْ بَيْكِسٍ وَطُوفَانٍ هَوَسٍ رُبَا

منجد ہار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

يَا شَمْسُ نَظَرْتُ إِلَىٰ لَيْلِي بِوَجْهِ طَيْبَةٍ رَسِي عَرَضِي بِكُنَىٰ

توری جوت کی بھلجھل جگ میں چھی سی شب کی نہ دن ہوتا جانا

لَكَ بَدِيعُ رَبِّي الْوَحْدِ الْأَحْمَدُ خَطْبَاهُ مَهْ زَلْفِ اِبْرَاهِمِ احْسَل

تو سے چدن چندر پر و کنڈل رحمت کی بھرن برس جانا

أَنَا فِي عَطَشِي وَسَخَاكِ أَمَّ اَيْ كَيْسُو سِي يَكِ اَيْ اِبْرَكُم

برسن یا سے رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا !

يَا قَافِلَةَ زَيْدِي اجَلِكُ رَجْمِي بِرَحْمَتِ تَشْدِيدِكِ

مورا جیر الرجمے و رک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

وَأَهْلًا لِسَوِيَعَاتِ زَهَبَتْ أَنْ عَهْدَ حَضُورِ بَارِ كَهْمَتِ

جب یاد آوت مر ہے کرنہ پرت در داوہ مدینہ کا جانا

أَقْلَبُ شَيْخًا وَالْهَمُّ شَجُونٌ دَلَّ زَارِ خِيَانِ جَانِ زِيَرِ خِيَانِ

پت اپنی بیت میں کا سے کہوں مرا کون ہے تیرے سوا جانا

الْمَرْوُوحُ فِدَاكَ فَرِيضًا حَقًّا يَسْتَعْرِضُكَ دُكْرُ بَرِّ زَنْ عَشَقًا !

مورا تن من دھن سب بھونک یا یہ جان بھی پیے جلا جانا

مشرقوں کو اپنی پیش قدمی سے موت کا حال اور وزیران مہین بالکل چھوٹا مضمون ہے جو اس کے ساتھ ساتھ لکھا گیا ہے۔

ازا فادات

امام اہل سنت مجددین و بانی ملت حضور پر نور علیہ صلوٰۃ و سلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مستثنیٰ بنام تاریخی

الہدایۃ المبارکہ فی خلق الملک

یکے از مطبوعات

پندرہ روزہ سواد اعظم موچی گیٹ
لاہور

الهدایۃ المبارکہ فی خلق المملکۃ

فرشتوں کی پیدائش و موت کا حال اردو زبان میں

بالکل اچھوتا مضمون ہے۔ جو اس کتاب میں کافی وضاحت سے ملے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

مَسْئَلَةٌ اَزْ کُلِّتَهُ دَهْرٌ تَلَا مَبْلَمُ سَلَمَةٌ جَنَابِ مَرْا اَعْلَامِ قَادِرِ بَیْکِ صَبَابِ ۝ رَجَبِ السَّالِمِ
کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ملکہ کیونکر پیدا ہوتے ہیں۔ اور موت ان کو مثل
اللسان لاحق ہوتی رہتی ہے یا جس وقت سب مخلوق فنا ہوگی اس وقت فنا ہوں گے؟

بَيِّنُوا تَوَجُّرُوا

الجواب

(۱) پہلی شعبہ لایمان میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پر نور سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو
بنایا۔ ملکہ نے عرض کی۔ الہی تو نے انہیں پیدا کیا جو کھاتے پیتے ہیں جماع کرتے اور سوار
ہوتے ہیں۔ تو ان کیلئے دنیا کر۔ اور ہمارے لئے آخرت۔ رب عزوجل نے فرمایا اَلَا اَجْعَلُ
مَنْ خَلَقْتُمْ اَبْدَانًا وَ نَفْسًا فِيْهَا مِنْ رُوْحِيْ كَمَنْ قُلْتُ لَمَّا بَنَيْتُ فَا كَانَ
مِنْ تَهْ كَرُوْنَ كَا سَمِيْ كُوْمِيْنَ نِيْ اِيْنِيْ هَاتَهْ سِيْ بِنَا يَا۔ اور اپنی روح اس میں پھونکی اس
مثل جسے میں نے فرمایا۔ ہو۔ سو وہ ہو گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ ملکہ فرشتوں
کی پیدائش آدمیوں کی طرح بتدریج نہیں۔ کہ مٹی خمیر ہوئی۔ پھر تصویر بنی پھر روح ڈالی گئی یا پہلے
لطفہ تھا۔ پھر خون کی بوند۔ پھر گوشت کا ٹکڑا۔ پھر اعضا کی کلیاں پھوئیں۔ پھر صورت
بنی پھر روح ڈالی گئی۔ بلکہ وہ فرشتگان کلمہ کن سے پیدا کئے گئے۔

(۲) حضور اقدس صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ فرماتے ہیں خُلِقَتْ

الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ نَّارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِنْ مِزْجٍ وَصِفَ لَكُمْ
 ملائکہ (فرشتے) نور سے بنائے گئے ہیں اور جن آنگ کی لوستے جس میں دھواں ملا ہوا تھا
 اور آدم اس چیز سے جو تمہیں بتائی گئی۔ یعنی سیاہ و سپید و سرخ مٹی سے کما عنداً
 عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ وَهَذَا رَوَاهُ أَمَامُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ عَنْ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ
 اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا

(۳) عبدالرزاق اپنے مصنف میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ خَلَقَ
 قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُورًا نَبِيًّا مِنْ نُورِهِ رَأَى قَوْلَهُ فَلَمَّا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ
 يَخْلُقَ الْخَلْقَ قَسَمَ ذَلِكَ النُّورَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنْ أَجْزَاءِ الْأَوَّلِ
 الْقَلَمَ وَمِنَ الثَّانِي اللَّوْحَ وَمِنَ الثَّلَاثِ الْعَرْشَ ثُمَّ قَسَمَ الرَّابِعَ
 أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْأَوَّلِ حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَمِنَ الثَّانِي الْكُرْسِيَّ
 وَمِنَ الثَّلَاثِ بَاقِيَ الْمَلَائِكَةِ الْحَدِيثُ۔ اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے
 سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے بنایا۔ پھر جب عالم کو پیدا کرنا چاہا
 اس نور کے چار حصے کئے۔ پہلے سے قلم اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش بنایا
 پھر چوتھے ٹکڑے کے چار حصے کئے۔ پہلے سے ملائکہ حاملان عرش۔ دوسرے سے کرسی۔
 تیسرے سے باقی فرشتے پیدا کئے۔

(۴) علامہ فاسی مطالع السرات میں زیر قول دلائل التقدم من نور
 ضيائك ناقل۔ قَدْ قَالَ الْأَشْعَرِيُّ إِنَّهُ تَعَالَى نُورٌ لَيْسَ كَالْأَنْوَارِ
 الرُّوحِ النَّبَوِيَِّّةِ الْمُقَدَّسَةِ لِمَعْنَى نُورِهِ وَالْمَلَائِكَةُ شَرُّ ذَلِكَ
 الْأَنْوَارِ وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِيَّ

مِنْ نُورِي خَلْقِ كُلِّ شَيْءٍ یعنی امام اشعری فرماتے ہیں۔ اللہ عزوجل نور ہے نہ مثل اور انوار کے۔ اور رُوح پاک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے نور کی ایک چمک ہے اور فرشتے ان حضور سرور کائنات کے نور کے شرارے ہیں۔ حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ہر ایک پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور بنایا۔ اور میری نور سے ہر چیز پیدا کی (۵) ابوالشیخ نے عکرمہ سے روایت کی انہوں نے کہا خلقت الملكة من نور العزة۔ فرشتے نور عزت سے بنائے گئے۔

(۶) وہی یزید بن رومان سے راوی کہ انہیں خبر پہنچی۔ ان الملكة خلقت من نور الله۔ کہ ملائکہ ربانی روح سے پیدا کئے گئے ہیں۔

أقول۔ غالباً اس احتمال کی شرح وہ ہے جو امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ لکریم سے مروی ہے کہ روح ایک فرشتہ ہے۔ جس کے ستر ہزار سر ہیں ہر سر میں ستر ہزار چہرے۔ ہر چہرے میں ستر ہزار دہن (منہ) ہر دہن میں ستر ہزار زبانیں ہر زبان میں ستر ہزار لہوت (سپاہ) اللہ تعالیٰ بتلك اللغات كلها يخلق من كل تسبيحة ملك يطير مع الملكة الى يوم القيامة وہ فرشتہ ان سب لغتوں سے کہ ایک لاکھ اڑسٹھ ہزار ستر ہجگہ ہا شکم ہوئے جس کی کتابت یوں ہے کہ ۱۶۸۰۰ لکھ کر دائیں ہاتھ کو بیس صفر لگا دیجئے اللہ عزوجل کی بیخ کرتا ہے۔ ہر شیخ سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے کہ قیامت تک ملائکہ کے ساتھ پرواز کریگا۔ ذکرہ الامام المبدیٰ محمود العینی فی عدة القاری شرح صحیح البخاری من کتاب التفسیر والامام الرازی فی تفسیر الکبیر۔ ثعلبی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ روح ایک ملک فرشتہ عظیم ہے آسمان زمین و جبال و ملائکہ سب کے۔ اور اس کا مقام آسمان چہارم میں ہے۔ یسبغ کل یوم اثنی عشر تسبیحة یخلق من کل تسبیحة ملک۔ ہر روز بارہ ہزار تسبیحیں کہتا ہے

Marfat.com

تسبیح سے ایک فرشتہ بنتا ہے۔ یہ روح نامی فرشتہ روز قیامت تنہا ایک صف ہوگا۔ اور
باقی سب فرشتوں کی ایک صف ذکرہ الامام البغوی فی المعالم تحت قولہ
تعالیٰ یوم یقوم الروح و الملائکۃ صفا۔ والامام العینی فی الحدیث
تحت قولہ تعالیٰ و یسئلونک عن الروح۔

(۷) مروی ہوا۔ ان فی السماء الدنیا وہی من ماء و دخان قلنا ۱۰
خلقوا من ماء و ریح علیہم ملک یقال لہ الرعد و هو ملک موکل
بالسحاب و المطر۔ آسمان دنیا میں کہ پانی اور دھوئیں کا بنا ہے۔ بلکہ میں کہ
آب ہوا سے بنائے گئے ہیں ان کا افسر ایک فرشتہ رعد نامی ہے۔ جو ابر و باران پر موکل
ہے۔ ذکرہ الامام القسطلانی فی المواہب۔

(۸) سیدی شیخ اکبر محی الملتہ والدین ابن عربی قدس سرہ الشریف فرماتے ہیں۔ اللہ
عز و جل نے ایک نور کی تخلیق فرمائی۔ پھر تاریکی بنائی۔ ظلمت پر اس نور کا پرتو ڈالا۔ اس سے
عرش ظاہر ہوا۔ پھر اس سے ہوئے نور سے کہ ضیاء صبح کی مانند تھا جس میں تاریکی
شب مخلوط ہوتی ہے۔ ان ملائکہ کو بنایا جو گرد عرش ہیں۔ پھر کسی پیدا کی اور اس میں کسی
کی طبیعت کی جنس سے ملائکہ پیدا کئے۔ ذکرہ فی الباب الثالث عشر من لفتوح
المکیۃ۔ و اور ذکرہ الامام الشعلانی فی الیواقیت و الجواہر۔

(۹) شیخ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں۔ ان فی الجنة لنهر ما یدخلہ جبرئیل دخلہ فخرج و
ینتفض الاخلق اللہ من کل قطرة تقطر منه ملکا بیشک بلاشبہ جنت میں
ایک نہر ہے۔ کہ جب جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں جا کر باہر آ کر پر جھارتے ہیں

فلا آسمان دنیا پانی اور دھوئیں سے بنا ہے اور اس کے بلکہ آب ہوا سے۔ رعد فرشتہ الکا
افسر ہے۔ جو ابر و باران پر موکل ہے ۱۲ فی کیفیت تخلیق عرش و حملہ عرش و کرسی بلکہ کرسی ۱۲

جتنی بوندیں اُن کے پیروں سے گرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر بوند سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے حالانکہ
 جبرائیل میں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چھ سو پر ہیں۔ کہ اگر ایک پر پھیلا دیں تو اُفق آسمان چھپ جائے
 (۱۰) ابن ابی حاتم و عقیلی و ابن مردودہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضرت
 اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ **فِي السَّعَاءِ الرَّابِعَةِ نَهْرٌ يُقَالُ لَهُ الْحَيَوَانُ**
يَدْخُلُهُ جَبْرِيْلُ كُلَّ يَوْمٍ فَيَغْمِسُ فِيهِ الْغَمَّاسَ مِنْهُ يَخْرُجُ فَيَنْتَفِضُ
اَلنَّفَاسَةَ فَيَخْرُجُ عَنْهُ سَبْعُونَ اَلْفَ قَطْرَةً يَخْلُقُ اللّٰهُ مِنْ كُلِّ قَطْرَةٍ
مَلَكًا هُمُ الَّذِيْنَ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَأْتُوْا الْبَيْتَ الْمَعْمُوْرَ فَيَصَلُّوْا
فِيْهِمْ حَلُوْنَ ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ فَلَا يَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ اَبَدًا وَّ يُوَلِّيْ عَلَيْهِمْ اَحَدُهُمْ
ثُمَّ يُوْمَرُ اَنْ يَقِفَ بِعَهْمُ فِي السَّمَاءِ مَوْقِفًا يَسْمَعُوْنَ اللّٰهَ اِلَى اَنْ تَقُوْمَ
السَّاعَةُ۔ چوتھے آسمان میں ایک نہر ہے جسے نہر حیات کہتے ہیں۔ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ
 والسلام ہر روز اس میں ایک غوطہ لگا کر پرجھارتے ہیں جس سے ستر ہزار قطرے جھرتے
 ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ انہیں حکم ہوتا ہے کہ بیت المعمور
 میں جا کر نماز و صلوٰۃ پڑھیں۔ جب پڑھ کر نکلتے ہیں پھر کبھی اس میں نہیں جاتے ان میں
 ایک کو ان پر افسر بنا کر حکم فرمایا جاتا ہے۔ کہ آسمان میں ان کو ایک جگہ لیکر کھڑا ہو۔ وہ
 سب مل کر قیامت تک وہاں تسبیح الہی کرتے ہیں وروی ابن المنذر نحوہ **يَدُوْنُ**
ذِكْرَ النَّهْرِ مِنْ طَرِيْقٍ صَحِيْحَةٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ لَكِنْ
مَوْقُوفًا قَالَهُ الْاِمَامُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجْرٍ وَمَعْلُوْمَاتُ الْمَوْقُوفِ كَالْمَرْفُوعِ
اَقُوْلُ فَصَلِّ الْحَدِيْثُ وَسَقَطَ مَا نَقَلَ الْفَاسِي عَنْ الْوَلِيِّ الْعِرَاقِي اَنْ تَمَّ
يَسْتَبْتُ فِيْ ذٰلِكَ شَيْءٌ فَقَدْ اَثْبَتَهُ الْحَافِظُ وَ قُوْقُ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلَيْهِ

فان جبرائیل میں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چھ سو پر ہیں۔ ایک پر پھیلا دیں تو اُفق آسمان چھپ
 جائے چوتھے آسمان میں ایک نہر ہے جس کا نام حیوان ہے یعنی نہر حیات ۱۲

عطا و مقاتل و ضحاک کی روایت میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایات
 آیات۔ ان عن لیث بن العرش زہراً من نور مثل السموات السبع و
 والارضین السبع و البحار السبع یدخل فیہ جبریل علیہ
 السلام کل سحر و یغتسل فیہ فیزداد نوراً الی نوره و جمالا الی
 جماله ثم ینتفض فیلحق اللہ تعالیٰ من کل نقطة تقع من ریشہ
 کن اکن الف ملک یدخل منہما البیت السبعون الفاتح
 لا یعودون الیہ الی ان تقوم الساعة۔ عرش کے دائیں طرف نور کی
 ایک نہر ہے۔ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں اور ساتوں سمندروں کے برابر
 اس میں ہر سحر جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ٹہکتے ہیں جیسے ان کے نور پر نور
 اور جمال پر جمال بڑھتا ہے۔ پھر وہ اپنے پردوں کو جھاڑتے ہیں۔ جو چھینٹ گرتی
 ہے اللہ تعالیٰ اس سے اتنے اتنے ہزار فرشتے بناتا ہے جن میں سے ستر ہزار بیت المعمور
 جلتے ہیں۔ پھر قیامت تک اس میں داخل نہیں ہوتے ذکرہ الامام فخر الدین
 الرازی فی تفسیر قولہ تعالیٰ وَ یَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ۔

(۱۲) ابو نعیم خطیم و ابن عساکر اور بیہقی کتاب الروایۃ میں بروایت علی بن
 ابی ارطاة۔ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان لله الملكة ترعد فراقصهم من مخافته
 فامرهم من ملك یقطر من عینہ دموعاً الا وقعت ملكاً قائماً
 یسبح الحدیث۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں۔ کہ خوفِ الہی سے
 ان کا بند بند لرزتا ہے۔ ان میں سے جس فرشتے کی آنکھ سے جو آنسو پکنا ہے

(ف) عرش کی داہنی جانب ایک نہر ہے۔ جو ساتوں آسمانوں ساتوں زمینوں
 اور ساتوں سمندروں کے برابر ہے۔ ۱۲

وہ گرتے گرتے فرشتہ ہو جاتا ہے۔ کہ کھڑا ہو کر رب العزت جل جلالہ کی تسبیح کرتا ہے۔

(۱۳) ابوالفتح کعب اجبار سے اس کے قریب راوی کہ لا تقطر عین ملائک
منہم الا کانت ملکا یطیر من خشية الله۔ ان فرشتوں سے جس کی
آنکھ سے کوئی بوند ^{ٹپکتی} پڑتی ہے۔ وہ ایک فرشتہ ہو کر خوفِ خدا سے اڑ جاتی ہے۔

(۱۴) ابن بشکوال حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ حضور پر نور

افضل مہلوات اللہ تعالیٰ تسلیما علیہ والہ فرماتے ہیں من صلی علیّ تعظیما

لحقی خلق اللہ عزوجل من ذلک القول ملکا لنا جناح بالمشرق

واخر بالمغرب یقول عزوجل لنا صل علی عبیدی کما صلی علی نبی

فہو یصلی علیہا الی یوم القیامة۔ جو مجھ پر میرے حق کی تعظیم کے لئے درود

بھیجے۔ اللہ تعالیٰ اس درود سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جس کا ایک پر مشرق

اور دوسرا مغرب میں۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے۔ کہ درود بھیج میرے بند

جیسے اس نے درود بھیجا میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔ پس وہ فرشتہ

قیامت تک اس پر درود بھیجتا رہتا ہے۔ وکس کا ایضا ابتداء سبع

والفاکھاتی تا تم المحققین سیدنا ابوالردقہ من سرہ الماہد اپنی کتاب مستطاب الکلام

الادوی فی تفسیر الم نشرح میں امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا ایک

فرشتہ ہے کہ اس کا ایک بازو مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں جب کوئی شخص

مجھ پر محبت کے ساتھ درود بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ پالی میں غوطہ کھا کر اپنے پر چھارتا ہے

خدا تعالیٰ ہر قطرہ سے کہ اس کے پیروں سے ٹپکتا ہے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ کہ

(عہ) فی الفتاویٰ الحدیثیۃ للامام ابن حجر علی بن ارطاة ۱۲ متہ

(ف) درود خوانوں کے لئے شردہ عظیم۔

قیامت تک درود پڑھنے والے کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ انھیں کلامہ الشریف
قدّس سرّہ اللطیف۔

(۱۵) مواہب شریف میں ہے۔ قد روی ان ثم ملکتہ یسبحون فینحلق
بکل تسبیحۃ ملکا مروی ہوا کہ وہاں کچھ فرشتے ہیں کہ تسبیح الہی کہتے ہیں۔ اللہ عز و
جل ان کی ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔

(۱۶) سیدی شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات کے باب ۲۹ میں فرماتے ہیں۔ کہ
نیک کلام اچھا کام فرشتہ بنکر آسمان کو بلند ہوتا ہے ذکوہ ہنہ فی المبحث السابع
من البواقیت ان کے نزدیک آیہ کریمہ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمال الصالح
یرفعہ کے یہ معنی ہیں۔

(۱۷) امام قرطبی تذکرہ میں علمائے کرام سے ناقل کہ جو شخص سوہ بقروال عمران پڑھتا ہے
اللہ عز و جل اس کے ثواب سے فرشتے بتاتے ہیں کہ روز قیامت اس قاری کی طرف سے
جھگڑا میں گئے نقلہ عن الفاسی فی مطالع المسرات ان کے نزدیک حدیث احمد
مسلم اقر علی الزہراء بن البقرۃ وال عمران فانہما یا یتان یوما للقیامۃ
کانہما خما منان او غایتان او کانہما فرقان من الطیر صرارت یحاجان
عن اصحابہما کے یہ معنی ہیں۔

(۱۸) امام عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرائی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ
میں فرماتے ہیں۔ اقوی الملئکۃ و اشدهم حیاء من کان لخالقہ من انفا و
النساء یعنی آدمیوں کے سانس سے فرشتے بنتے ہیں۔ اور ان میں قوی تر اور حیا میں

و نیک کلام اچھا کام فرشتہ بنکر آسمان کو بلند ہوتا ہے۔ کہ یہ لایہ یصعد کلمہ لطیف لایہ معنی
یہ بھی ہیں۔ و ثواب ترآة آل عمران سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں جو قیامت میں قاری کیلئے جھگڑا میں گئے
و آدمیوں کے سانس سے فرشتے بنتے ہیں جو عورتوں کے سانس سے بنتے ہیں وہ قوی تر اور حیا میں رائد تر ہیں

زائد وہ ہوتے ہیں جو عورتوں کے سانس سے بنائے جاتے ہیں۔

مذکورہ بالا اٹھارہ احادیث واقوال ہیں جن میں آفرینش (پیدائش) ملائکہ کے متعدد دفعے
مذکور ہوئے۔ ان سے ثابت ہوا کہ ان کی پیدائش روزانہ جاری ہے۔ ہر روز بیسٹھارنٹے ہیں جن کی گنتی
ان کا بنا نیو لایا ہی جاتا ہے۔ قلت اعرب القلتانی فر عمران ملئکة الارض
والجو مرکبة من الطباع الاربع و اشار ان لہم فی اجسامہم و ما سفر
قال فی البواقیت قال بعضهم ولعل مرادہ یہو لاء الملئکة القاطنین
من السماء والارض نوع من الجن سماہم ملئکة اصطلاحاً۔ اہ
قلت ومثله غراباً عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان من الملئکة
قریبا تو اللہ یقال لہم الجن ومنہما یلیس کما نقلہ فی ارشاد الساری
وانت تعلم ان عقیدة اهل السنة فی الملئکة تنزلہم عن الذکورة و
الانوثة فانی التوالد و احسن محاملہ هو ما تر من تسمیة بعض الجن ملکا و
اللہ تعالیٰ اعلم رہا انکی موت کا سوال۔ امام دلی الدین عراقی سے مسئلہ بکیہ میں اس باب میں
سوال ہوا۔ جواب فرمایا لم یثبت فی ذلک شیء ولا یجوز الصجوم علیہ بمجرد
الاحتمال ولا مجال للنظریہ و لا دخل للقیاس۔ اس باب میں کچھ ثابت نہیں
اور محض احتمال سے اس پر جرات روا نہیں۔ نہ نظر کی یہاں گنجائش نہ قیاس کا دخل نقلہ
العلامة القاسی فی مطالع المسرات۔ بلکہ شیخ اکبر قدس سرہ تو انہیں مثل ارواح مائیں
کہ نہ تھے۔ مگر جب ہوئے تو ہمیشہ ہیں گے۔ کہ ارواح کو کبھی موت نہیں۔ فتوحات شریف کے باب
میں فرمایا۔ انہا للملئکة اخرة لیس هو ذلک انہم لا یموتون فیبعثون و
واتما هو صعق و افاقة كالنوم و الافاقة منه عندنا ذلک حال لا یزال
علیہ الممکن فی التعلی لاجمالی دینا و اخرة الخ نقلہ فی البواقیت و الہر
اقول شاہد یہ مسئلہ تجسیم و تجرد ملائکہ پر مبنی ہو جو انہیں نفوس مجردہ مانتے ہیں۔

امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ ان کے طور پر ملائکہ کو موت نہ ہوتی پہلے کہ روح کبھی نہیں مرنی
موت جسم کیلئے ہے یعنی روح کا اس سے جدا ہونا۔ اور ملائکہ کو اجسام لطیفہ کہتے ہیں جن سے
نفوس شریفہ متعلق ہیں جیسا جہور اہل سنت کا مسلک ہے۔ اور صد ہا طور پر تصویب سے اس طر
ظ کا ظہر۔ ان کے نزدیک ملائکہ کو موت سے بچا رہ نہیں۔ اور یہی ظاہر مفاد آیت اور احادیث تو اس
میں بالقریحہ وارد۔ تو یہی صحیح و معتبر ہے۔ وقال کل نفس ذائقۃ الموت ظہر جان
موت کا مزہ چکھے گی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی۔ جب آیت کریمہ کل من علیہا فان تزل
ہوتی۔ کہ جتنے زمین پر ہیں۔ سب فنا ہو نیوالے ہیں۔ ملائکہ بولے۔ زمین والے مرے۔ یعنی
ہم محفوظ ہیں۔ جب آیت کریمہ کل نفس ذائقۃ الموت نازل ہوئی۔ کہ ہر جان کو موت
کا مزہ چکھنا ہے۔ ملائکہ نے کہا۔ اب ہم بھی مرے ذکر کا الامام الرازی فی مفاتیح الغیب
ابن جریر انہیں سے راوی قال وکل ملک الموت بقبض ارواح المؤمنین الملئکۃ
احدیث یعنی ملک الموت مسلمانوں اور فرشتوں کی روح قبض کرنے پر مقرر ہیں
نیز ابن جریر ابوشیح وغیرہما ایک حدیث طویل میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
حضرت رضی اللہ تعالیٰ علیہ الہ وسلم نے فرمایا آخر ہم موقا ملک الموت فرشتوں میں سے
سچے ملک الموت میں گئے یہی ہے ذریعہ بانی نے بروایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور

ف امام غزالی وغیرہ ملئکہ کو نفوس مجردہ جانتے ہیں ۱۲ ف جہور اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ ملائکہ
اجسام لطیفہ ہیں۔ جن سے نفوس شریفہ متعلق ہیں اور صد ہا نصیب اس کی طرہ ناظر ۱۲ لے
فی الفتاویٰ الحدیثیۃ للامام ابن حجر فی مسئلۃ الموت وجودی و وعدی الموت
مفارقة الروح الجسد اھو فی شرح الصمد للمولی السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ قال
العلماء الموت لیس بعدہم محض لافناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح
بالبدن مفارقة حیولۃ بینہما وتبدل حال وانتقال من دار الی دار ۱۲ منہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک حدیث میں تفصیلاً ان کی کیفیتِ موت و روایت کی ہے کہ جب سب فنا ہوں گے۔ جبرائیل و میکائیل و ملک الموت باقی رہیں گے۔ رب تبارک و تعالیٰ کہ داتا تر ہے ارشاد فرمائے گا۔ اے ملک الموت اب کون باقی ہے؟ عرض کریں گے یعنی وَجْهًا لِبَاقِي الدُّنْيَا وَعَبْدًا كَجِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَمَلَكِ الْمَوْتِ باقی ہے تیرا وجہِ کریم کہ ہمیشہ رہے گا۔ اور تیرے بندے جبرائیل و میکائیل و ملک الموت حکم ہوگا تعرف نفس میکائیل۔ میکائیل کی روح قبض کر۔ وہ عظیم پہاڑ کی طرح گریں گے۔ پھر فرمائے گا۔ اور وہ خوب جانتا ہے۔ اب کون باقی ہے؟ عرض کریں گے وَجْهًا لِبَاقِي الدُّنْيَا وَعَبْدًا كَجِبْرَائِيلَ وَمَلَكِ الْمَوْتِ۔ تیرا وجہِ کریم کہ ہمیشہ رہے گا۔ اور تیرے بندے جبرائیل و ملک الموت۔ فرمائے گا تعرف نفس جبرائیل۔ جبرائیل کی روح قبض کر۔ وہ اپنے پر پھڑپھڑاتے ہوئے سجدے میں گر جائیں گے۔ پھر فرمائے گا اور وہ خوب جانتا ہے۔ اب کون رہا؟ عرض کریں گے وَجْهًا لِبَاقِي الدُّنْيَا وَعَبْدًا كَجِبْرَائِيلَ وَمَلَكِ الْمَوْتِ وَهُوَ صِدِّيقٌ تَبَرَّأَ مِنْكُمْ كَمَا تَبَرَّأْتُمْ مِنْكُمْ۔ اور تیرا بندہ ملک الموت کہ وہ بھی مرے گا۔ فرمائے گا۔ مت مریجا۔ وہ بھی مر جائیں گے۔ پھر فرمائے گا۔ ابتداء میں میں نے خلق بنائی۔ اور میں پھر اُسے زندہ کروں گا۔ کہاں میں سلاطین مغرور جو ملک کا دعویٰ کرتے تھے۔ کوئی جواب دینے والا نہ ہوگا۔ خود فرمائے گا۔ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ آج بادشاہی اللہ غالب کی مطلق منہا و عند القریابی ان باخراہم موتا جبرائیل والندائم

ثما قول۔ اس حدیث سے ملائکہ مقربین کا روز قیامت تک زندہ رہنا معلوم ہی ہوا۔ اور حدیث ۶ میں سیدنا علی مرتضیٰ کریم اللہ تعالیٰ وجہ سے گزرا کہ یہ بے شمار فرشتے جو روزانہ بنتے ہیں قیامت تک ملائکہ کے ساتھ اڑتے پھریں گے۔ اور حدیث میں گزرا کہ یہ ستر ہزار فرشتے جو روز قیامت میں۔ قیامت تک تسبیح الہی کرتے رہیں گے۔ حدیث ۱۴ میں گزرا۔ وہ فرشتہ قیامت تک مصلیٰ و درود خواں پر درود بھیجتا رہتا ہے

روایت سخاوی میں گزرا۔ اُس کے پر کے قطروں سے جو فرشتے بنتے ہیں۔ قیامت تک
 مصلیٰ (درود خواں) کیلئے استغفار کریں گے۔ ہر مسلمان کے ساتھ جو کرانا کا نہیں ہے ان
 کیلئے حدیث شریف میں آیا۔ مرگ مسلمان کے بعد آسمان پر جاتے اور وہاں پہننے کا اسی
 طلب کرتے ہیں۔ حکم ہوتا ہے۔ میرے آسمان میرے فرشتوں سے بھرے ہیں۔ کہ وہ میری
 تسبیح کرتے ہیں، پھر عرض کرتے ہیں۔ جو ہمیں حکم ہو۔ کہ زمین میں رہیں۔ فرمان ہوتا ہے
 میری زمین مخلوق سے بھری ہے کہ میری تسبیح کرتے ہیں وَلٰكِنْ قَوْمًا عَلٰی قَابِ
 عَدِيٍّ فَسَبَّحَانِي وَهَلَّلَانِي وَكَبَّرَانِي اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالْكِتَابَ
 لِعَبْدِي۔ مگر میرے بندے کی قبر پر کھڑے قیامت تک میری تسبیح و تہلیل و تکبیر کریں
 اور اس کا ثواب میرے بندے کیلئے لکھنے رہو اَخْرَجَهُ ابُو نَعِيمٍ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ
 الْخُدْرِيِّ وَابِيهِ هَقِي فِي الْبَعْثِ وَابْنِ اَبِي الدُّنْيَا عَنْ اَبِي سَعِيدٍ مِّنْ مَّالِكٍ
 رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا۔

اسی طرح اور احادیث بھی ہیں۔ ان حدیثوں سے بے شمار ملائکہ کا قیامت تک
 زندہ رہنا ثابت۔ اور اصلاً کسی حدیث سے یہ ثابت نہ ہوا۔ کہ کسی فرشتہ کو موت
 لاحق ہوتی ہو۔ بلکہ روایت مذکورہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صاف
 ظاہر کہ نزول آئیہ کریمہ کُلِّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ تک فرشتے اپنی موت سے
 خبردار ہی نہ تھے۔ کہ ہمیں بھی موت ہوگی۔ لہذا ظاہر یہی ہے کہ ملائکہ کیلئے قیامت سے
 پہلے موت نہیں۔ بلکہ جو پیر نے اپنی تفسیر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
 روایت کی۔ کہ انسان و جن و حیوانات کی موت بیان کر کے فرمایا۔ وَالْمَلَائِكَةُ
 يَمُوتُونَ فِي الصُّعْقَةِ الْاُولٰٓئِ وَ اِنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ يَقْبِضُ اَرْوَاحَهُمْ
 ثُمَّ يَمُوتُ۔ فرشتے اس وقت مرے گی جب پہلا صدر چھوٹکا جائیگا۔ ملائکہ
 الموت ای کی روح قبض کریں گے۔ پھر وہ خود بھی مر جائیں گے۔ یہ حدیث مفصلہ

میں نصیحی۔ لولا فافی جوید من ضعف قوی ولا جویدیر واللہ تعالیٰ اعلم
 تکمیل۔ بعد ختم اس تحریر کے فتاویٰ حدیثیہ امام علامہ ابن بھری کی قدس سرہ
 الملکی میں ایک فتویٰ متعلق بملائکہ دوسرا متعلق بحجور عین نظر فقیر سے گزرا۔ امام
 نے اس میں موت ملائکہ پر اجماع نقل فرمایا حیث قال ما الملائکۃ یموتون
 بالنصوص والاجماع ویتوکی قبض ارواحهم ملک الموت
 ویموت ملک الموت بلا ملک الموت۔ اور ان کے کلام کا بھی ظاہر
 یہی ہے کہ موت ملائکہ لفظ صورت سے ہوگی۔ سواہا ملان عرش و پیر مقرب (درست)
 کے۔ کہ یہ اس کے بعد وفات پائیں گے۔ حیث قال فی الفتویٰ المتعلقة
 بالملائکۃ بالتفح فی الصور یموتون الاحملة العرش و جبریل
 و اسرافیل و میکائیل و ملک الموت ثم یموتون اثر ذلك
 اور دربارہ آفرینش بھی اسی کا استظهار فرمایا۔ کہ ملائکہ ایک ہی دفعہ نہ بنے
 بلکہ ان کی پیریش بدقعات ہے۔ حیث قال ظاہر المسئلۃ ان الملائکۃ
 لم یخلفوا دفعة واحدة۔ پھر احادیث ما نحن فیہ کے متعلق مرت
 سات ذکر فرمائیں۔ جن میں پانچ تو وہی ۲ و ۳ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ ہیں کہ مذکورہ میں
 دو تازہ ہیں۔ کہ فیض امام سے ان اٹھارہ میں ملا کر بیس کا عددہ کامل کیجئے
 ولشراکھ

د ۱۹۱۱ شیخ زبیب بن منبہ سے راوی۔ قال لله نهار فی فی الهواء
 یسع الارضین کلها سبع مرات فینزل علی ذلک النهر ملک
 من السماء فیماؤہ ویسد ما بین اطرافہ ثم یغتسل منه
 فاذا اخرج منه قطر منه قطرات من نور فیخلق اللہ من کل قطرة
 منها ملکا۔ یتیم اللہ بجمیع تسبیح الخلائق کلہم اللہ تعالیٰ

تبارک کی ایک نہر ہوا میں ہے۔ کہ سب زمینیں مل کر سات دفعہ ہمیں سما جائیں
اس نہر پر آسمان سے ایک فرشتہ اترتا ہے۔ کہ اپنی جسمات سے اسے بھرتا
ہے۔ اور اس کے سب کنارے بند کر دیتا ہے۔ پھر اس میں نہاتا ہے۔ جب
باہر آتا ہے۔ تو اس سے نور کی بوندیں ٹپکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قطرے سے ایک
فرشتہ بنا تا ہے۔ کہ تمام مخلوقات کی بستیج کے برابر اللہ تعالیٰ کی تسبیح
کرتا ہے۔

(۲۰) وہی علامہ ابن ہارون سے راوی قَالَ لَجَبْرِئِيلَ كُلَّ يَوْمٍ انْفِخِ
فِي الْكُوْتْرِ ثَمَّ يَنْتَقِضُ فَكُلُّ قَطْرَةٍ يَخْلُقُ مِنْهَا مَلَكٌ جَبْرَائِيلُ
ابن علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر روز کوثر میں ایک ڈبکی لگا کر پھرتے ہیں ہر قطرے
سے ایک فرشتہ بنتا ہے۔ اس کے متعلق مجدد اللہ ایک در حدیث یاد آئی
(۲۱) ابن ابی الدینیا اور ابوالشیخ کتاب الثواب میں امام جعفر صادق
وہ اپنے والد ماجد۔ وہ اپنے چچا محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی کہ۔
حضرت والاصغر علی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَا اَدْخَلَ رَجُلٌ
عَلَىٰ مُؤْمِنٍ سِرًّا وَلَا اِلَّا مَخْلُوقِ الْمَلَا عَزَّ وَجَلَّ وَ يُؤْخِذُهُ
السُّرُّورَ مَلَكٌ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَ يُؤْخِذُهُ فَاِذَا
صَارَ الْعَبْدُ فِي قَبْرِهِ اَتَاهُ ذٰلِكَ السُّرُّورُ الْحَدِيثُ
جو کوئی شخص کسی مسلمان کو خوش کرے۔ اللہ عزوجل اس خوشی سے ایک
فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ کہ اللہ عزوجل کی عبادت و توحید کرتا رہتا ہے
جب وہ بندہ قبر میں جاتا ہے۔ یہ فرشتہ اس کے پاس آ کر کہتا ہے کیا
مجھے پہچانتا ہے۔ میں وہ خوشی ہوں جو تو نے فلان مسلمان کے دل میں داخل
کی تھی۔ آج میں وحشت میں تیرے دل کو پہلاؤں گا۔ اور تیری محبت

تجھے سکھاؤں گا۔ اور قول ایمان پر تجھے ثابت کر دوں گا۔ اور قیامت کے ہر مشہد میں میں تیرے ساتھ رہوں گا۔ اور اللہ عزوجل کے نزدیک تیری شفاعت کروں گا۔ اور رحمت میں تیرا مکان تجھے دکھاؤں گا۔ عرض بڑی عظمت والا ہے بادشاہ عرش عظیم کا۔ رب ملک و روح کریم کا سب خلق سے جن لینے والا محمد رسول اللہ روف و رحیم کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ و بارک و کریم و اللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علمہ خلق مجیدہ اتم و احکم۔

فقط

ت

كَانَتْ مِنَ السَّنَةِ مَعَ اَرْدُو ترجمہ مَا اُنْعَمَ عَلٰی الْاُمَّةِ
المعروف بہ

ایام اسلام

کلمن پانچویںے صرف عربی ڈھائی روپے صرف ترجمہ اردو تین روپے
شیخ محقق شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی یہ نایاب اور بمثال کتاب ادارہ نے
عربی مع اسکے ترجمہ کے ساتھ شائع کی ہے جس میں لکھنے کے ایام و ماہ کے بے بہا فضائل
اسلامی تہوار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کا مفصل بیان
معراج مبارک، سیرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی شہادت کا صحیح ترین تذکرہ
کے علاوہ، رمضان مبارک کے روزے، تراویح ختم قرآن، شش عید کے روزوں
پر عمل بجا کرنے والے ہونے کے ذریعہ حق اہل سنت و جماعت کی پوری تائید فرمائی ہے،
اس کے سوا زیادہ جاہلیت کی مشترکانہ رسومات و معتقدات، ٹیگنوں و فال اور ستاروں کی
تاثرات کے متعلق جو اوہام ہائے پائے جاتے ہیں مدلل رد و ابطال ہے۔

نصاری کے ایک پرست اعتراف کا جواب ورن پر پٹے کے اعترافات کا

مجموعہ

برسدالمسبی بنام تاریخی

المصمام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام

از اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین ملت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاندن

بیتسیر اللہ للرحمن الرحیم

حضرت اقدس قبلہ و کعبہ مدظلہ دست بستہ تسلیم سانی کے

استفتا

بعد التجا ہے ایک ضروری مسئلہ جلد اندر سہتہ مدلل و ہم

عقل و نقلی طور پر لکھ کر ایک مسلمان کی جان بلکہ ایمان کی حفاظت کیجئے
عند اللہ ماجور ہوں گے۔

ایک پادری کا کہنا ہے کہ قرآن میں ہے کہ پریٹ کا حال کوئی نہیں جانتا کہ بچہ
ذکور سے ہے یا اناشہ ہے حالانکہ ہم نے ایک آلہ نکال ہے جس سے سب حال
معلوم ہو جاتا ہے اور پتہ ملت ہے۔

کمترین خادمان عبدالوحید حنفی الفردوسی منتظم تحفہ عفا اللہ تعالیٰ عنہ

فتویٰ

بیتسیر اللہ للرحمن الرحیم

الحمد لله الذي لا يخفى علينا شئ في الارض ولا في السماء
هو الذي يصوركم في الارحام كيف يشاء والصلاة

وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتِمِ الْأَنْبِيَاءِ - إِلَّا تِي بِكِتَابٍ مُّبِينٍ فِيهِ حَمْدٌ
 وَشِفَاءٌ وَ مَا حَظَّ الْكَافِرِينَ مِنْهُ إِلَّا نَقْمَةٌ وَ شِقَاءٌ وَ عَلَى الْإِلَهِ
 وَ حُبِّهِ الْبِرَارَةَ إِلَّا تَقِيَاءً - الَّذِينَ هُمْ فِي بَطُونِ أُمَّهَاتِهِمْ
 سَعْدَاءٌ مَا جَنَّ جَنِينَ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثَ بَيِّنٍ غِشَاءٍ وَ
 عَطَاءٍ أَمِينٍ

الجواب

مولانا حامی سنت ماحی بدعت اکرم اللہ تعالیٰ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 اللہ تعالیٰ جل و علا سورہ آل عمران شریف میں ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا
 یُخْفِیْ عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَاوٰتِ هُوَ الَّذِیْ
 یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَاءُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ
 الْحَکِیْمُ ہ بیشک اللہ پر کوئی چیز چھپی نہیں زمین میں اور نہ آسمان میں وہی
 ہے جو تمہارا نقشہ بناتا ہے ماں کے پیٹ میں جیسا چاہے کوئی سچا معبود نہیں۔ مگر
 وہی زبردست حکمت والا۔ سورہ رعد شریف میں فرماتا ہے اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا
 تَخْتَلِفُ کُلُّ اُنْتٰی وَ مَا تَعْبِضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ وَ کُلُّ شَیْءٍ
 عِنْدَہٗ بِمَقْدَارٍ عَلِمَ الْغَیْبِ وَ الشَّہَادَۃُ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالٰہ
 اللہ جانتا ہے جو کچھ پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جتنے سمٹتے ہیں پیٹ اور جتنے
 پھیلتے یا جو کچھ گھٹتے ہیں اور جو کچھ بڑھتے اور ہر چیز اس کے یہاں ایک اندازے
 سے ہے جانتے والا یہاں اور عیاں کا سب سے بڑا بلندی والا۔ سورہ حج شریف
 میں فرماتا ہے وَ نَقَرْنَا فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَاءُ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّیٍ اُوْرہم
 پھرائے رکھتے ہیں مادہ کے پیٹ میں جو کچھ چاہیں ایک مقرر وعدے تک سورہ
 لقمن شریف میں فرماتا ہے - اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَہٗ عَلِمُ السَّاعَۃِ وَ یُنزِلُ

الْغَيْثِ وَ يَعْلَمُ قَافِي الْأَرْضِ حَامِطٍ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا
 تَكْسِبُ عَدَا وَ قَاتِدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ط
 إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ بیشک اللہ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور
 اٹارتا ہے بیٹھ اور جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے اور کوئی بھی
 نہیں جانتا کہ کیا کرے گا۔ اور کسی کو اپنی خبر نہیں کہ کہاں مرے گا۔ لہذا اللہ ہی
 ہے جانتے والا خبردار۔ اور سورہ بلکہ شریف میں فرماتا ہے وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ
 مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نَظْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا وَ مَا تَحْمِلُ مِنْ
 أَنْثَى وَ لَا تَضَعُ إِلَّا يَعْلَمُ وَ مَا يَعْرِضُ مِنْ مَعْمَرٍ وَ لَا يَنْقُصُ مِنْ
 عَمْرٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ اللہ ہی نے بنایا تمہیں
 مٹی سے پھر مٹی سے پھر کیا تمہیں جوڑے اور نہیں تمہیں سمجھم ہوتی کوئی مادہ اور نہ
 جتنے مگر اس کے علم سے اور نہ عمر دیا جائے کوئی عمر والا اور نہ گھٹایا جائے اسکی
 عمر سے مگر سب لکھا ہے ایک نوشتہ میں بیشک یہ سب اللہ کو آسان ہے۔ اور
 سورہ حم السجدہ شریف میں فرماتا۔ إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَاتِ وَ مَا
 تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِنْ أَكْمَامِهَا وَ مَا تَحْمِلُ مِنْ أَنْثَى وَ لَا تَضَعُ
 إِلَّا يَعْلَمُ ۝ اللہ ہی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا اور نہیں لکھتا کوئی کھل
 اپنے غلات سے اور نہ پیٹ رہے کسی مادہ کو اور نہ جتنے مگر اس کی آگاہی ہے
 اور سورہ النجم شریف میں فرماتا ہے هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِنَ
 الْأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجْنَتٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ فَلَا تُزَكُّوْا
 أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ مِمَّنْ أَنْتُمْ ۝ اللہ ہی اللہ خوب جانتا ہے تمہیں جب
 اس نے بنایا تم کو زمین سے اور جب تم چھپے ہوئے تھے ماں کے پیٹ میں تو آپ
 اپنی جان کو مستغفرتہ کہو اسے خوب خبر ہے کیون پر سنہرے گار مہوا۔ آیات کریمہ میں

مولیٰ سبحنہ و تعالیٰ اپنے بے پایاں علوم کے بیشتر اقسام سے ایک سہل قسم کا بہت
 اجمالی ذکر فرماتا ہے۔ کہ ہر مادہ کے پیٹ میں جو کچھ ہے سب کا سارا حال پیٹ
 میں رہتے وقت اور اس سے پہلے اور پیدا ہوتے اور پیٹ میں رہتے اور جو کچھ
 اس پر گزرا اور گزرنے والا ہے۔ حتیٰ عمر یا نیک جو کچھ کام کرے گا جہتک پیٹ میں
 رہے گا۔ اس کا اندرونی بیرونی ایک ایک عضو ایک ایک پرزہ جو صورت دیا
 گیا جو دیا جائیگا ہر ہر رنگاً جو مقدار مساحت وزن پائے گا۔ بچے کی لائی
 قرنی غذا حرکت خفیفہ زائدہ انبساط انقباض اور زیادت و قلت خون طہت
 و حصول فضلات و ہوا اور طوبات وغیرہا کے باعث آن آن پر پیٹ جو
 سینے پھیلے ہیں غرض ذرہ ذرہ سب اسے معلوم ہے۔ ان میں نہ کہیں شخص
 ذکر و الوث کا ذکر نہ مطلق علم کی نفی و حصر تو یہ نہیں و محقق اعتراض پادریا
 کہ بعض پادریان پادریہ ہوا کی تازہ گڑہت ہے۔ اس کا اصل نشا معنی
 آیات میں ہے نہیں محض یا حسب عادت دیدہ و دانستہ کلام الہی پر افترا و
 ہے۔ قرآن عظیم نے کہیں جگہ فرمایا ہے کہ کوئی کبھی کسی مادہ کے حمل کو کسی طرح کسی
 تدبیر سے اتنا نہیں معلوم کر سکتا کہ نہ ہے یا مادہ اگر کہیں ایسا فرمایا تو نشان دو
 اور جب یہ نہیں تو بعض وقت بعض اناث کے بعض حمل کا بعض حال بعض تدابیر کے
 بعض اشخاص نے بعد حمل طویل اور عجز مدید کے بعض آلات بے جان کا فقیر

۱۰ سورۃ الممتکہ حم
 ۱۱ سورۃ والنہار ۱۰ سورۃ فاطر ۱۱ سورۃ السجد ۱۲ سورۃ
 ۱۳ سورۃ رعد و لقمان و النجم ۱۴ سورۃ حج از شروع کریمہ و سورۃ طہ و سورۃ النجم ۱۵
 ۱۶ سورۃ لقمان و النجم ۱۷ سورۃ قاطر ۱۸ سورۃ و النجم ۱۹ سورۃ حج ۲۰ سورۃ
 سورۃ آل عمران ۲۱ سورۃ رعد ۲۲ سورۃ ایضاً سورۃ رعد ۲۳

و محتاج ہو کر اس فانی ذرائع و بے اصل و بے حقیقت نام کے ایک ذرہ علم و قدرت سے کہ وہ بھی بارگاہ عالم و قدیر سے حصہ رسد چند روز سے چند روز کے لئے پائے اور اب بھی اسی کے قبضہ اقتدار میں ہیں۔ کہ بے اس کے کچھ کام نہ دیں، اگر صحرائے ذرہ سمندر سے قطرہ معلوم کر لیا تو یہ آیات کریمہ کے کس حرف کا خلافت ہوا۔ وہ خود فرماتا ہے **يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ** و **مَا خَلْفَهُمْ** و **لَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ** بابتا کہ جو ان کے آگے ہے اور جو کچھ پیچھے اور وہ نہیں پاتے اس کے علم سے کسی چیز کو مگر جتنی وہ چاہے۔ تمام جہان میں روز اول سے ابداً آباد تک جس نے جو کچھ جانا یا جانے کا سبب اسی الایما شاء کے استثناء میں داخل ہو جس کے لاکھوں کروڑوں سرفلک کشیدہ پہاڑوں سے ایک نہایت تپیل زدیل و بمقدار ذرہ یہ آلہ بھی ہے۔ ایسا ہی اعتراض کرنا ہو تو بے گنتی گزشتہ و آئندہ باتوں کا جو علم ہم کو ہے اسی سے کیوں نہ اعتراض کیے جو صیغہ **يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ** میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ مادہ کے پیٹ میں ہے۔ یعنی وہی صیغہ **يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ** و **مَا خَلْفَهُمْ** میں ہے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آئے گا اور جو کچھ گزرا۔ جب ان بے شمار علوم تاریخی و آسمانی ملتے ہیں کسی عاقل مصنف کے نزدیک اس آیت کا کچھ خلافت نہ ہوا۔ نہ تیرہ سو برس سے آج تک کسی پادری صاحب کو ان علوم کے باعث اس آیت کریمہ پر لب کشائی کا جنون اچھلا تو اب ایک ذرا سی آلیا نکال کر اس آیت کا کیا بگاڑ منظور ہو سکتا ہے ہاں عقل نہ ہو تو بندہ مجبور ہے یا انصاف نہ ملے تو انکھیاں بھی کور ہے **وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ** ثم اقول **وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقُ** مفصلاً حق واضح کو واضح تر کروں اصلی یہ ہے کہ

کسی علم کی حضرت عزوجل سے تخصیص اور اس کی ذات پاک میں حصر اور اسکے غیر سے
مطلقاً نفی چند وجہ پر ہے اول علم کا ذاتی ہونا کہ بذات خود بے عطلتے غیر
دوم علم کا غنا کہ کسی آلہ و جارحہ و تدبیر و فکر و نظر و التفات و انفعال کا
محتاج نہ ہو۔ سوم علم کا سرمدی ہونا کہ ازلا ابداً ہو جو ہر علم کا وجوب
کہ کسی طرح اس کا سلب ممکن نہ ہو۔ پنجم علم کا ثبات و استمرار کہ کبھی کسی
وجہ سے اس میں تغیر تبدیل فرق تفاوت کا امکان نہ ہو۔ ششم علم کا
اقطبی غایت کمال پر ہونا کہ معلوم کی ذات و اثبات اعراض احوال لازماً
مفارقة ذاتیہ اضاتیہ ماضیہ آتیہ موجودہ ممکنہ سے کوئی ذرہ کسی وجہ پر
مخفی نہ ہو سکے۔ ان چھ وجہ پر مطلق علم حضرت احدیت جل و علا سے خاص
اور اس کے غیر سے قطعاً مطلقاً منفی یعنی کسی کو کسی ذرہ کا ایسا علم جو ان چھ
وجہ سے ایک وجہ بھی رکھتا ہو حاصل ہونا ممکن نہیں جو کسی غیر الہی کے لئے
عقول مفارقة ہوں خواہ نفوس ناطقہ ایک ذرے کا ایسا علم ثابت کرے
یقیناً اجتماعاً کافر مشرک ہے۔ ان تمام وجود کی طرف آیات کریمہ میں باطلاق
کلمہ لعلہ اشارہ فرمایا کہ یہاں علم کو مطلق رکھا اور مطلق فرد کامل کی طرف
منصرف اور علم کامل بلکہ علم حقیقی حق الحقیقہ وہی ہے جو ان وجہ سے
کا ہو سی کا ظہیر ہے۔ وہ جو قرآن عظیم میں ارشاد ہوا یوم یجمع اللہ
الرسل فبقولہ فاذا اجبتہم قالوا لا علم لنا جس دن اللہ عزوجل
جل رسولوں کو جمع کرے فرمائے گا۔ تمہیں کیا جواب بلا عرض کریں گے ہمیں
علم نہیں کفار کے پاس ان حیوان خدا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم کا
تشریف لانا ہدایت فرمانا ان بلاعتہ کا تکذیب و انکار و اصرار و استکبار
و یہودہ گفتار سے پیش آنا کہے نہیں معلوم مگر حضرات انبیاء عرض کریں

لَا عَلَمَ لَنَا هُمْ اَصْلًا عَلِمَ نَهِيں لَانْفِي جِسْمِ كَا هِي سَلْبِ مَطْلُقِ قُرْبَانِيں كِي لَعْنِي
 وَ هِي عَلِمَ كَامِلِ كِي حَقِيْقَتِ حَقِيْقِيَه عَلِمَ اَسِي كَا نَامُ هِي اَصْلًا اَس كَا كُو كِي نَرْدِ هُمِيں
 حَاصِلِ نَهِيں حَقِ حَقِيْقَتِ تُو يِهِي هِي جِبِ اَس سِي تَجَاوَزِ كِي كِي حَقِيْقَتِ عَرَبِيَه
 لَعْنِي مَطْلُقِ دَالِ سَتْنِ كِي طَرَفِ چَلِي خَوَاهِ بِالذَاتِ هُو يَا يَالغِيْرِي هُو يَا حَتَّاجِ سِرْدِي
 هُو يَا حَادِثِ اَبْدِي هُو يَا فَانِي رَاجِبِ هُو يَا حَمَكْنِ ثَابِتِ هُو يَا مَتَغِيْرِ تَامِ هُو
 يَا نَاقِصِ بَالِكُنْ هُو يَا بَالُوْجِ بَا يِي مَعْنِي مَطْلُقِ عَلِمَ كِي اِيكِ اَدُوْجِي كِي جَانِي سِي
 بِي صَادِقِ زَهْرَارِ مَخْتَصِ بِحَضْرَتِ عَزَّتِ عَظْمَتِهِي - نَهِيں نِي مَعَاذِ اللّٰهِ قُرْآنِ عَظِيْمِ
 نِي هِرْ كَرِي هِي اَس كَا دَعْوِي كِيَا - بَلَكِي حَسْبِ طَرَحِ مَعْنِي اَدَلِ كَا يَغِيْرِي كِي لَعْنِي اَشْيَا
 كُفْرِي هِي اَس مَعْنِي كِي غِيْرِي سِي نَفِي مَطْلُقِ كِي كُفْرِي كِي نِي خُوْدِ صِدْقِ اَصْرِي دَانِ
 عَظِيْمِ بَلَكِي تَمَامِ قُرْآنِ عَظِيْمِ بَلَكِي تَمَامِ بَلَلِ وَ شَرَايِعِ وَ عَقْلِ وَ نَقْلِ وَ حَسْبِ سَبِي كِي
 تَكْذِيْبِ هُو كِي - قُرْآنِ عَظِيْمِ نِي اِيْنِي مَجْبُوْلِيں كِي لَعْنِي بِي شَمَارِ عِلْمِ عَظِيْمِي هِي
 قُرْآنِ كِي عَطَا سِي مَنْتِ رَحْمِي قَالَ تَعَالَى وَ عَلِمَاكَ مَا لَمْ تَكُنْ
 تَعْلَمُ وَ كَانِ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا هُو سَكْهَارِ يَا اللّٰهُ نِي تَجْمِي ا
 نَبِي جُو تَجْمِي مَعْدُوْمِ نِي تَحَا - اُوْر اللّٰهُ كَا فَضْلِ تَجْمِي بِرَبِّتِ بَرَّ اِي وَ لَبْسِ وَ نَا
 بِيْغَلِيْ عَلِيْمِ هُو اُوْر فَرَشْتُوْنِ نِي اِبْرَاهِيْمِ كُو فَرْدِ دِيَا عَلِمِ وَ اَلِي لَرَا كِي كَا وَ اَنَّهُ
 لَدُنَّ وَ عَلِيْمِ لِيْمَا عَلِمْتِهِي اُوْر بِي نِي كِ لِيْعَقُوْبِ عَلِمِ وَ اَلَا هِي هُمَارِي عَلِمِ
 وَ عَطَا فَرَانِي سِي وَ عَلِمَ اَدَمِ اَلَا سَمَاءِ كَلْهَا سَكْهَارِي اَدَمِ كُو سَبِ نَامِ
 وَ اَذَكُرِ عِبَادَنَا اِبْرَاهِيْمِ وَ اسْحَقَ وَ لِيْعَقُوْبِ اُوْلِي الْاَيْدِي وَ
 الْاَبْصَارِ هُو اُوْر يَا دَكُرِ هُمَارِي بِنَدُوْنِ اِبْرَاهِيْمِ وَ اسْحَقَ وَ لِيْعَقُوْبِ قُدْرَتِ الْوَلِ
 اُوْر عَلِمِ الْوَلِ كُو يَسُرُّ فِجِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ الَّذِيْنَ اُوْلُو الْعِلْمِ
 دَرَجَتِ بَلَنْدِ كَرِي كَا اللّٰهُ تَعَالَى اِيْمَارِي اِيْمَانِ الْوَلِ كُو اُوْر اِنِ كُو جَنِي هِي

علم عطا ہوا درجوں میں۔ بلکہ عام لشکر کو فرماتا ہے الرحمن ہ علم القرآن
 خلق الانسان ہ علمہ البيان ہ رحمان نے سکھایا قرآن بتایا آدمی
 اسے بتایا بیان علم الانسان عالم لعلہ سکھایا آدمی کو جو نہ جانتا
 تھا وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنٍ اُمّهتکم لّا تعلمون شئاً و
 جعل لکم السمع والابصار والافئدة لعلکم تشکرون
 اللہ نے نکال تمہیں ماں کے پیٹ سے ترے نار ان اور دیکھے تمہیں کان اور آنکھیں
 اور دل شاید تم حق مانو بلکہ عام تر فرماتا ہے الحمد لله ان الله بيح من
 في السموات والارض والظير صفت كل قد علم صلواتہ
 و تسبیحہ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ہ کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کی
 پاکی بولتے ہیں جو آسمان وزمین میں ہیں اور پرندے پر ابا ندھے سب کے جان
 لی ہے اپنی نماز و تسبیح اور اللہ کو خوب خبر ہے جو وہ کرتے ہیں۔ تو کوئی اندھے
 سے اندھا بھی کسی آیت کا یہ مطلب نہیں کہہ سکتا کہ باہن معنی مطلق علم کو غیر سے
 نفی فرمایا ہے ہاں اس معنی پر علم مطلق غیر سے ضرور مسلوب اور یہ وجہ ہفتم
 حصر و تخصیص کی ہے یعنی تمام موجودات و ممکنات و مفہومات و ذوات
 و صفات و نصیب و اضافات و واقعات و مویہومات عرض ہر شے و
 مفہوم کو علم کا عام و تمام و محیط و مستغرق ہونا کہ غیر تنہا ہی معلومات کے غیر
 تنہا ہی سلاسل اور ہر سلسلے کے ہر فرد سے غیر تنہا ہی علوم متعلق اور یہ سب
 نا تنہا ہی نا تنہا ہی علوم معاً حاصل ہوں جن کے احاطے سے کوئی فرد اصلاً
 خارج نہ ہو جسے فرماتا ہے وَاِنَّ اللّٰهَ لَقَدْ اَحاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا
 بیشک اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہوا اور فرماتا ہے عَلِمَ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ
 مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَا اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ

وَلَا اَكْبِرَ الْاَلَا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ جانتے والا ہر چھپی چیز کا اس سے چھپی نہیں کوئی ذرہ
بھری چیز آسمانوں میں نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ بڑی بگر سب ایک
روشن کتاب میں ہے۔ ایسا علم بھی غیر کیلئے مجال اور دوسرے کے واسطے اسکا
اثبات کفر و ضلال کما بینا ہ فی رسالتنا مقامع احدید علی حد المنطق الحدید بان
فیہ مولی السجۃ و تعالیٰ نے اس وجہ ہفتم کی طرف اشارہ فرمایا کل انشیٰ میں کلمہ
کل اور ما تخس من انشیٰ میں نکرہ منفیہ پھر تاکید بہ من اور قافی الاحرام عموم
ما اور لام استغراق سے دلی ہد القیاس اب آلہ محدثہ کی طرف چلے فقیر اس پر
مطلع نہ ہو انہ کسی سے اس کا کچھ حال سنا ظاہر ایسی صورت نہیں کہ جنہیں رحم
میں بحال وَفِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ تین اندھیروں میں ہے اور بندہ ریحہ الہ شہرہ
ہو جائے۔ اس کا جسم بالتفصیل آنکھوں سے نظر آئے کہ بعد میں عروق غم
رحم سخت منضم ہو جاتا ہے جس میں سر نہ بدقت جائے اور اس جائے تنگ
وتاریں جنہیں مجبوس ہو جاتا ہے وہ بھی یوں نہیں بلکہ اس پر تین غلاف اور چڑھے
ہوتے ہیں ایک غشائے رفیق بلانی جسم جنہیں جس میں اس کا فضلہ عرق جمع ہو جاتا
اس پر ایک اور حجاب اس سے کثیف تر مسمیٰ بہ غشائے لفافی جس میں فضلہ
بول جمع رہتا ہے اس پر ایک اور غلاف کثیف کہ سب کو محیط ہے جسے شیمہ
کہتے ہیں ایسی حالت میں بدن نظر آنے کا کیا محل ہے تو ظاہر آلے کا محصل ہر بعض
علامات و امارات میسرہ منجملہ خواص خارجیہ کا بتانا ہوگا جن سے ذکورت و
انوثت کا قیاس ہو سکے جیسے رحم کی تجویف ایمن یا ایسر میں حمل کا ہونا یا اور بعض
تجربات کہ تازہ حاصل کئے گئے ہوں اگر اسی قدر ہے جب تو کوئی نئی بات نہیں
پہلے بھی مجربین قیاسات فارقہ رکھتے تھے جیسے دہنے یا پائیں طرف جنہیں کی پیشتر جنبش
یا حاملہ کی پستان راست یا چپ کے حجم میں افزائش یا سر ہائے پستان میں سرخی

یا ادراہٹ آنا یا زنگ لڑنے زین پر شادابی یا تیرگی چھانا یا حرکات زین میں خفت یا
 نقل پانا یا قارورے میں اکثر اوقات حمرت یا بیاض غالب نہی یا عورت کے خلات
 عادت لویض اطعمہ جیدہ یا ردیہ کی رغبت ہونی یا پشم کبود میں زراوند مدقوق
 لبس سرشتہ کا صبح علی الریق خمول اور ظہر تک مثل صائم رہ کر مزہ دہن کا امتحان
 کہ شیریں ہو یا تلخ الی غیر ذلک مما یعرفہ اهل الفن و لکل شرط
 یراعیہا البصیر فی صیب الظن اور عجائب صنع الہی جلّت حکمت سے یہ بھی
 محتمل کہ کچھ ایسی تدابیر القافر بانی ہوں جن سے جنین مشاہدہ ہی ہو جاتا ہو مثلاً
 بدریغہ قواسر یا سچواں حجابوں میں بقدر حاجت کچھ توسیع و تفریح دیکر روستی
 پہنچا کر کچھ شیشے ایسی اور صغاع پر لگائیں کہ باہم تادیبہ عکوس کرتے ہوئے زجاج
 عقب پر عکس لے آئیں یا زجاجات متخالفۃ المثل ایسی وضعیں پائیں کہ اشعۃ
 بصریہ کو حسب قاعدہ معروضہ علم مناظر الخطاف دیتے ہوئے جنین تک لیجائیں
 جس طرح آفتاب کا کنارہ کہ ہنوراغ سے دور اور مقابلہ نظر سے مجوب مستور
 ہوتا ہے پوجہ اختلاف ملا و عنطت عالم نسیم ہمیں محازات بصر سے پہلے ہی نظر
 آجاتا اور طلوع حقیقی سے طلوع مرئی کہ وہی الخوطی الشرع ہے پیشتر ہوتا ہے پوس
 جانب غروب بعد زوال محازات و وقوع حجاب بھی کچھ دیر تک دکھائی دیتا اور غروب
 مرئی معتبر فی الشرع غروب حقیقی کے بعد ہوتا ہے۔ و اہذا فقیر عفر اللہ تعالیٰ نے جب
 کبھی موامرات زیحیہ سے محاسبہ کیا اور اسے مشاہدہ بصری سے ملایا ہے ہمیشہ
 نہار غنی کو نہار بخومی پر اس سے بھی زائد پایا ہے جو طرفین طلوع و غروب میں
 تفاوت انقین حسی حقیقی بحسب ارتفاع قامت محتزلہ انسانی و تفاوت نسیم
 قطر فاصل میان حاجب و مرکز کا مقتضی ہے۔ نیز اسی لئے فقیر کا مشاہدہ ہے
 کہ قرص شمس تمام و کمال بالائے افق مشہور ہونے پر بھی ظلمت شب مرطوع و

مغرب میں نظر آتی ہے۔ حالانکہ محروط ظلی و شمسی میں ہرگز تبیم دور سے کم دراصل نہیں
 اور اختلاف منظر آفتاب غایت قوت میں ہے کہ مقدار عشر قطر تک بھی نہیں پہنچتا
 خیر کچھ بھی ہو ہم ہی صورت فرض کرتے ہیں کہ خبر کسی امارت خارجہ کی بنا پر قیاس
 ہی نہیں بلکہ بذریعہ آلہ اعضاء جنہیں یا چناں و جنین حیایات و مکین مشہور
 ہو جاتے ہیں پھر حال آخر تمام نشا و نبشائے اعتراض ہوں صرف اس قدر کہ جو
 علم قرآن عظیم نے موی سبحنہ و تعالیٰ کے لئے خاص مانا تھا؟ ہیں اس آلے سے حاصل
 ہو جاتا ہے حالانکہ لا والشرک بروت کلمۃ تخرج من افواہہم ان
 یقولون الا کذباً کیا برابر اول ہے جو ان کے منہ سے نکلتا ہے وہ تو نہیں
 کہتے مگر جھوٹ۔ ہم پوچھتے ہیں اس آلے سے تم کو اتنا ہی علم دیا جو وہ ہشتم عالم
 و شامل میں ہے جس کا باری عز و جل سے خاص جاننا محال اور خود حکم قرآن
 عظیم کفر و ضلال تھا جب تو اعتراض کتنا مایخو لیا اور کس درجہ کا جنون ہے
 کہ سرے سے مبنی ہی باطل و ملعون ہے۔ اس شتم علم یعنی دانستن کو اگرچہ کیسا ہی
 ہو حضرت عزت عزت عظمت سے قرآن عظیم نے کب خاص مانا تھا اس شتم کے
 کر و روں علم عام انسان بلکہ تمام حیوانات کو روزانہ ملتے رہتے ہیں اور قرآن
 عظیم خود غیر خدا کے لئے انھیں ثابت فرماتا ہے ایک اس کے بلنے میں کیا نئی شاخ
 رکلی کہ آیت الہی کا خلاص ہو گیا یہی اس علم الانسان قالہ لعلم کے
 ناپید کنار صحراؤں سے ایک ذریعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سکھایا آدمی کو جو اسے
 معلوم نہ تھا۔ دیکھو کہ نہیں ابھی آیت سنا چکا ہوں کہ اللہ نے تمہیں نکالنا کے پیٹ
 سے ہاں کہ کچھ نہ جانتے تھے پھر تمہیں عقل و ہوش و چشم و گوش دیئے کہ اس کا حق
 مانو تم نے اچھا حق مانا کہ اسی کی برابری کرتے لگے اور اگر یہ مقصود کہ اس کے کہ نہیں
 ان سات و جوہ مخصوصہ بحضرت باری عز و جل سے کسی وجہ کا علم مل گیا تو یہ اسے

بھی لاکھوں دوپہ بدتر جنوں ہے۔ کیا یہ علم تمہارا ذاتی ہے عطاۓ الہی سے نہیں اپنی کتاب کہلاتے ہو شاید البیاضی دعا کی دعویٰ تو نہ کروا بھی چند روز ہوئے تم اس آلے سے جاہل تھے۔ اللہ عزوجل نے تمہیں تمہاری بساط کے لائق عقل دی ریاضی سکھائی دنیا کمانے کی راہ بتلائی تمہارے ذہن میں اس کا طریقہ ڈالا آنکھیں ہاتھ جوارح دیکھ جن کے ذریعہ سے کام کر سکو جس چیز کا کوئی آلہ بناؤ اور جس چیز پر اسے استعمال میں لاؤ انکھیں تمہارے لئے مسخر کیا اسباب ہتھیار کے تمہارے دل میں اس کا خیال ڈالا پھر تمہارے جوارح کو کام کی طرف مصروف فرمایا پھر محض اپنی قدرت کاملہ سے بنا دیا اور اس کا بنا تمہارے ہاتھوں پر ظاہر ہوا تم سمجھے ہم نے اپنی قدرت اپنے علم سے بنا لیا اندھے ہمیشہ ایسا ہی سمجھا کرتے ہیں جو ظاہری سبب کے غلام اور حلقہ بگوش اور مسبب و خالق و عالم و قادر حقیقی سے غافل و بیہوش ہیں۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ مٰتِكُمْ جَبٰرًا هَيۡسًا مِّمَّا كَفَرْتُمْ لَعۡنَةُ اللّٰهِ وَ اللّٰهِ اَعۡزٰزٌ لِّمَنۡ يَّشَآءُ
 جسے اللہ عزوجل نے بیشمار خزانے کیسے دنیا بھر کی نعمتیں بخشیں جب اس سے کہا گیا احسن کہ ما احسن اللہ الیک بھلائی کہ جسے اللہ تیرے ساتھ بھلائی کی۔ تو کافر کیا بکتا ہے انما اولیتہ علی علم عندی یہ تو مجھے ایک علم سے بلا ہے جو مجھے آتا ہے۔ پھر بدلا دیکھا کس مزے کا چکھتا۔

فَخَسَفْنَا بِهَا وُجُوۡهَہُمۡ اِلَآ اَرْضًا فَمَا كَانَ لَهَاۤ اَنْۢ يَّرۡوۡنَ فَاۡنۡزَلۡنَا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنۡتَصٰیۡنَ ہ وھتسا دیا ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں پھر نہ ہوئے اس کے کچھ بار کہ اسے پچا لیتے اللہ کی گرفت سے اور نہ وہ بدلا سکا۔ اور اس علم کا عنی نہ ہونا خود بدیہی کہ ایک بے جان آلے کی بودگی بر ہے۔ جب تک آلہ نہ تھا تو ڈاکٹر صاحب کچھ نہ کہہ سکتے تھے کہ میم صاحب کے پیٹ میں مس میڈیم ہے یا یا والوگ۔

ازلی ابدی واجب کیسے کہہ سکتے ہو۔ جب تم خود ہی حادث فانی باطل ہو
ازلی بڑی چیز ہے۔ ایام حمل ہی میں بد توں اپنے جہل و عجز کا اقرار کرنا پڑے گا
جب تک لطفہ صحت نہ پکڑ لے پانی کی بوند یا خون بستہ یا گوشت کا ٹکڑا
ڈاکٹر صاحب کی ڈاکٹری کچھ نہیں چل سکتی کہ نہ نظر آتا ہے یا مادہ۔

کیا تمہارا علم ثابت و ناقابل نقصان و زیادت ہے استغفر اللہ قبل
مشاہدہ کی حالت کو مشاہدہ اجمالی مشاہدہ اجمالی کو نظر تفصیلی نظر تفصیلی
یا لائی کو نظر بعد تشریح عملی سے بلاؤ۔ حالت التفات و ذہول کا فرق دیکھو پھر
طریق انبیان تو سرے سے ارتقاع ہے کیا تمہارا علم کامل ہے حاسن اللہ
اصناف تبتانے کی کیا قدرت کہ وہ غیر متناہی ہیں۔ مثلاً اس کے بدن کا کوئی
ذرہ لے لیجئے اور اس کی ماں کے بدن اور تمام اجسام عالم میں جتنے نقطے فرض
کئے جاسکتے ہیں اس کے بدن کے ہر ذرہ کا اس ہر نقطہ ارضی و سماوی و ثمرتی

و غربی و جنوبی و شمالی و نزدیک و دور و موجودہ و جاں و ماضی و استقبالی
سے بعد تبادلیہ لالعداد لالخصی خطوط جو ہر نقطہ جسم جنین سے تمام نقاط
عالم تک نکل کر لے حد و لے شمار زاویے بناتے آئے۔ ہر زاویے کی مقدار
پلوہ نہ سہی ہی تباؤ کتنے خطوط پیدا ہوں گے۔ نہ سہی ہی کہہ دو کہ تمام اجسام
چہاں میں کتنے نقطے نکلیں گے نہ سہی اتنا ہی کہہ دو کہ صرف جنین کے بدن میں
کس قدر نقاط مانے جائیں گے اور جب یہ ادنی علم جو علوم الہیہ متعلقہ جنین کے
کردار پاکر و ر کے حصوں سے ایک حصہ بھی نہیں ایک جنین میں بھی اس قلب کے
قلب القلب حصہ کا جواب نہیں دے سکتے اگرچہ دنیا بھر کے ڈاکٹر و سادری
اکٹھے ہو جاؤ تو باقی علوم کی کیا کتنی ہے۔ حالانکہ واللہ العظیم یہ تمام علوم
تمام نسبتیں تمام خطوط تمام نقاط تمام زاویے تمام مقادیر گزشتہ و ہجرت

وآئندہ تمام جن ولشیر و حیوانات کے تمام حملوں میں رب العزت آن و احد میں
 معاً تفصیلاً از لا ابد اجانتا ہے اور یہ اس کے سجا علوم سے ایک قطرہ بلکہ
 بے شماریم سے ادنیٰ کم ہے اور یہ سب کا سب مع ایسے ایسے ہزار ہا علوم کے جن
 کی اجناس کلیہ تک بھی وہم بشری نہ پہنچ سکے شمار افراد درکنار سب انھیں
 ذر و کھموں کے شرح میں داخل ہیں کہ بجلد کافی الاسرحام جانتا ہے جو
 کچھ پیٹ میں ہے مہتاری تنگ نظری کوتاہ فہمی دو لفظ دیکھ کر ایسے سمسنے سمسنے
 لئے کہ ایک آلہ کی ناچیز و بے حقیقت ہستی پر علم ارحام کے مدعی بن بیٹھے
 ہاں لصب و اضافات کو جاننے دو کہ تاقتنا ہی ہیں محدود و محدودی اشیاء
 بناؤ اور وہ بھی کسی ایک جنین کی نسبت اور وہ بھی خاص اپنے گھر کے آدمی
 کو گھر کا حال خوب معلوم ہوتا ہے اپنا اور اپنی جو روکا واقعہ تو خود اسی پر گزرا
 اس کے سامنے ہی گزرا اور اوپر سے مدد دینے کو آلہ موجود کوئی پادری صاحب
 آلہ لگا کر بولیں کہ جس وقت ان کی میم صاحب کو پیٹ رہا نطفہ کتنے وزن کا
 گرا تھا۔ اس میں کتنے حیوان متوی کھے۔ گئے وقت رحم کے کس حصہ پر ٹرا
 رحم میں کتنی دیر بعد حمل و لقرہ میں مستقر ہوا جب سے اب تک کتنا خون جنین
 اس کے کام آیا یہ اصل نطفہ کس کس غذا کے کس کس کے جزا اور کتنے وزن کا
 فضلہ تھا وہ کہاں کی مٹی سے پیدا ہوئی کتنی کھانے کے کتنے دیر بعد اس لئے صوت
 نطفیہ غذا کی کتنی کتنی سے اب تک ایک ایک منٹ کے فاصلہ پر اس کی وزن
 و مساحت و ہیات میں کیا کیا اور کتنا کتنا تغیر ہوا حوادث مذکورہ بالا کے ہاں
 جب سے اب تک میم صاحبہ کے رحم تزلزل کئے بار اور کتنی کتنی دیر کو اور کس کس
 سمٹی پھیلی بچہ کتنی دفعہ اور کس کس قدر اور کدھر کدھر کو پھر پھرایا ہر جنین پر
 وضع اعضاء میں کیا کیا تغیر ہوا ہی سب احوال اب سے پیدا ہونے تک کس

کس طرح گزریں گے۔ منٹ منٹ پر وضع و وزن و مساحت و مکان و حرکت و سکون و غذا و احوال جنہیں و رحم میں کیا کیا تغیرات ہوں گے یا والوگ رحم تشریف میں کب تک لیں گے کس گھنٹے منٹ سکند محقر ڈپر برآمد ہوں گے پھلے کو لٹا عضو آگے بڑھائیں گے۔ اس وقت کتنے قریب کتنے دراز ہوں گے دروازہ برآمد کی وسوت کس مقدار مخصوص تک چاہیں گے۔ آسانی گزر کو کتنی رطوبت کی بچکاری یا ساتھ لائیں گے۔ آپ کئے بار زور لگائیں گے میم صاحب سے کتنے کرائیں گے کونسی چیخ پر یا ہر آئیں گے برآمد بھی ہوں گے یا کچے ہی گر جائیں گے جی بچے تو کیا عمر پائیں گے کہاں کہاں لیں گے کیا کیا کھائیں گے کس کس مشن میں بوندے پڑھائیں گے الی غیر ذلک مثلاً بعد ولا یحصى واللہ کہ تمام عالم کی تمام ماضی و موجودہ مستقبل جملوں رحموں کے ایک ایک ذرہ احوال مذکورہ وغیر مذکورہ گزشتہ و موجودہ و آئندہ کورب العزت عزوجل کا علم ازلا ابداً معاً تفصیلاً محیط ہے اور یہ سب انھیں دو پاک کلمہ بجلہ قافی الاحرام کی شرح میں داخل۔ تم اپنے ہی گھر کے ایک ہی پیٹ کے مختصر احوال کے کردار حصوں سے ایک حصہ کا بھی ہزاروں حصہ نہیں بنا سکتے اور عالم ارحام بننے کے بعد مدعی نہ ہی باضیہ و آئینہ کو بھی جاننے و صرف موجودہ ہی لو اور حالات میں بھی فقط موجودہ ہی پر قناعت کرو۔

کیا انھیں کو تمہارا علم عام ہے سبحن اللہ لا ان کا بھی علم بالفصل کہاں تمام عالم میں جتنے جمل اس وقت موجود ہیں سب کی کتنی تو کوئی بتا ہی نہیں سکتا سب کے حال پر اطلاع کجا ثانیاً اچھا علم بالفعل سے بھی گزرے۔ صرف تدریجاً الہ امکان علم ہی پر قناعت کرو کہ گو ہمیں کچھ معلوم نہیں مگر جو پاس آئے اور قدرت لے تو آلہ لگا کر جان سکتے ہیں اگرچہ صاف ظاہر

کہ یہ علم نہ ہوا اگلا جہل و اقرار جہل ہوا تاہم موجود جملوں میں آدمی کے جمل اور
ہر گونہ جائز طیر و وحش و سباع و بہائم و ہوام سب کے سب گابھ داخل ذرا
کوئی پادری صاحب آلہ آپ لگا کر یا کسی ڈاکٹر صاحب سے لگو کر تباہیں تو کہ
چیونٹی کے پیٹ میں کئے اندرے ہیں انہیں کتنی چیونٹیاں کے چیونٹے ہیں۔ ایک
چیونٹی کیا خفاش کے سوا سب پرند اور تیز مچھلیاں، سانپ، گرگٹ، گوہ ناکا
سفنقور وغیرہ لاکھوں جائز کہ اندرے دیتے ہیں پادری صاحب کی حکمت سب
جگہ بیکار ہے کیا یہ بجلہ فاقی الاسرحام میں داخل نہ تھے ثالثاً اور اتروں
فقط بچے ہی والوں پر فاعوت سہی کیا ان سب کے پیٹ آنے کے قابل ہیں والجا
حامساً تا عاشراً وغیرہ) اس سے بھی درگزر کروں فقط قابل آلہ بلکہ
فقط انسان بلکہ فقط امریکہ یا انگلستان بلکہ فقط پادریاں بلکہ فقط پادری
فلاں بلکہ ان کے گھر کا بھی فقط ایک ہی پیٹ وہ بھی فقط اسی وقت جب بچہ نو
بن لیا اور اپنی نہایت تصویر کو پہنچ چکا اور وہ بھی فقط اتنی ہی دیر کے لئے جب کہ
میم صاحب کے پیٹ میں آلہ لگا ہوا ہے کام کروں اب تو لاکھوں موم کے دریا
سمٹ کر صرف بالشت بھر کی ایک ہی گڑھیا کی تلاش رہ گئی کیوں پادری صاحب
کیا آپ کے مانی الرحم میں صرف بچہ کا آلہ تناسل داخل ہے کہ نہ مادہ بتایا اور علم
فاقی الاسرحام صادق آیا اس کے اعضائے اندرونی کیا رحم میں نہیں جنین
کے دل و دماغ گئے شمش پیرز مثلاً تلخے امعا معدے رگ پھٹے اعظم عضلے ایک
ایک پرزے کا وزن مقدار مساخت۔ طول و عرض عن فرہی لاغری کے اختلافات
غرض سب حالات صحیح صحیح مفضل نہ فقط نثرانی کی زق زق یا اندھے کی
انگل بیان کرو۔ اچھا جانے دو اندرونی اعضا سے آلہ و آلہ پرست سب کورے
کورہیں بیرونی ہی سطح کا حصہ سہی۔ بولوس میڈم جو پیٹ میں جلوہ آ رہا ہے ان کے

سر پر کتنے بال ہیں ہر بال کا طول کس قدر عرض کتنا عمق کس قدر وزن کتنا جلد میں مسام کتنے ہیں ہر سوراخ کے ابعاد ثلثہ کیا کیا ہیں ان میں کتنے یا ہم ایک دوسرے سے $\frac{9}{10}$ کی نسبت رکھتے ہیں ہر ایک باقی سے کتنا متفاوت ہے بغل اور سینے اور ران اور پیرو دونوں اب بالا چار و لب زیریں وغیرہ جوڑوں و صلوں میں ہر ایک کا زاویہ کس حد و نہایت تک پھیل سکتا ہے۔ کے درجہ دقیقہ ثانیہ عاشرے وغیرہ تک پہنچتا ہے۔

دس سجاوٹ ظاہرہ میں طبعاً و قسراً کہاں تک پھیلنے کی قابلیت ہے کہ اس سے ذرہ بھر قسراً زد واقع ہو تو قطعاً خارق ہو اور اس حد تک یقیناً محض کے قابل و لائق ہو۔ سجاوٹ حاصلہ و سجاوٹ صالحہ میں ہر جگہ کتنا تفرقہ ہے الی غیر ذلک من الاحوال الزاہرة فی السطوح النظاہرة۔ یہ تمام تفصیل تو یَعْلَمُ مَا فِي الْأَسْرَحَامِ كَيْ لَأَكْهَوْنَ سَمْدَرُونَ سے ایک خفیف قطرہ بھی نہیں اسی کو تبادرو۔ فَإِنْ كُنْتُمْ تَفْعَلُوا وَلَكِنْ تَفْعَلُوا فَأَنْتَقُوا النَّارَ الَّتِي وَوَدَّهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أَعْدَاتُ الْكُفْرِيِّنَ ہ پھر اگر نہ تبادر اور اگر ہرگز نہ تبا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن میں آدمی اور بہاڑ تیار رکھی ہے کافروں کے لئے۔ یا الجملہ اس اعتراض کی ایک بہت ناقص نظریہ ہو سکتی ہے کہ بادشاہ تمام روئے زمین اپنی مدح کرنے میں ہوں مالک خزان عامرہ میں ہوں صاحب اموال متکاثرہ میرے لئے ہیں بلا دوقریے کے محصول بہاڑوں کے حاصل صحراؤں کی کانیں دریاؤں کے حاصل یہ سنکر ایک بے ادب گستاخ فقیر قلاش گدا گریے معاش لہجھا لولا اندھا سیولی اچوتروں کے بل گھسیٹتا بادشاہ ہی کے کسی گاؤں میں بادشاہی کی رعیت سے ہاتھ پاؤں جوڑ کر بادشاہ ہی کے دیئے ہوئے مال سے ایک پھوٹی کوری مانگ لائے اور

سر بازار تالیان بجائے کہ لیجئے بادشاہ تو اپنے ہی آپ کو مالک خزانہ اموال و
 محاصل معادن و سجاد و جبال بتاتا تھا یہ دیکھو بدلتوں مصیبت چھیل کر پاپر پیلر
 ہمتے بھی ایک کانی کوری پائی ہے کیوں ہم بھی مالک خزانہ و محاصل سجاد ہوتے
 یا نہیں مسلمانوں نے فقط مسلمانوں ہر قوم کے عاقلو کیا اس اندھے کا ہلکا سا لقب
 مجتوں نہ ہوگا۔ اس سے نہ کہا جائے گا کہ اوبے عقل اندھے کیا بادشاہ نے
 کہیں یہ فرمایا تھا کہ ہمارے خزانہ کے عامرہ کے سوا ممکن نہیں کسی کے پاس کسی
 پھوٹی کوری نکل سکے اگرچہ ہماری عطا کی ہوئی ہو۔ حاشا للہ سلطان نے تو خاجا
 صاف فرمادیا ہے کہ ہم نے اپنی رعایا کو بہت اموال کثیرہ عطا یاے عزیزہ
 العام فرماتے ہیں اور ہمیشہ فرماتے گے۔ ہاں اصل مالک ہمارے سوا کوئی
 نہیں نہ ہمارے برابر کسی کا خزانہ ہو اور مجنون اندھے کیا یہ بھیک کی کوری لاکر
 تو اس کا ذاتی مالک بے عطائے سلطانی ہو گیا۔ یا اس پھوٹی کوری سے تیراں
 خزانہ شاہی کے برابر ہو گیا۔ اور جب کچھ نہیں تو کس ملعون کے بنا پر فرمان شاہی
 کی تکذیب کرتا اور تہر حیار ہمارے نہیں ڈرتا ہے۔ ہاں ہاں یہ پادری معترض
 اس اندھے سے بھی بدتر حالت میں ہے۔ اندھا فقیر اور وہ بادشاہ کبیر دونوں
 ان باتوں میں کاتے کی تول برابر ہیں۔ کہ دونوں مالک بالذات نہیں دونوں
 مالک حقیقی نہیں۔ دونوں کی ملک مجازی حادث دونوں کی ملک فانی زائل دونوں
 حقیقت میں نرے محتاج دونوں بے شمار خزانوں کے حجازا بھی مالک نہیں پھر
 اس کوری کو اس کے خزانہ سے ایک نسبت ضرور ہے کہ دونوں محدود دونوں
 محدود ہر تنہا ہی کو دوسرے تنہا ہی سے کچھ نسبت ضرور دے سکتے ہیں اگرچہ
 سنب نما ہیں ہزار صفر لگا کر سخلاف علم حقیقی خالق و علم اسمی مخلوق جن میں اصلا
 کوئی تناسب ہی نہیں وہ ذاتی یہ عطائی وہ غنی یہ محتاج وہ ازلی یہ حادث وہ ابد

یہ فانی رہے واجب یہ ممکن وہ ثابت یہ متعیر وہ کامل یہ ناقص وہ محیط یہ قاصر وہ
ازلاً ابداً تا تنہا ہی درنا تنہا ہی درنا تنہا ہی یہ ہمیشہ ہر وقت محدود و محدود پھر
متناہی کو نا تنہا ہی سے کوئی نسبت بتا ہی نہیں سکتے کہ یہ اس کا فلاں حصہ ہے
بھلا اس اندھے کو تو ہر عاقل مجنون کہتا ان اندھوں کو کیا کہا جائے یہ تو مجنون سے
بھی کئی لاکھ درجے بدتر ہوئے اور اندھے پن میں بھی اس سے کہیں بڑھ کر اسکی آنکھیں
تو باقی ہیں۔ اگر چہ لے لوزہیں یہاں آنکھوں کا نشان تک نہیں۔ ہاں ہاں کوئی
آنکھیں یہ دو چٹلی کوڑیاں جو خر و خرک سب کے ہنہ پر لگی ہوتی ہیں بلکہ پیسے کی
جنہیں قرآن عظیم میں فرماتا ہے فَإِنَّهَا لَا تَعْمَىٰ إِلَّا بَصَارٌ وَلَكِن لَّعَلَّ
الْقُلُوبَ الَّتِي فِي الصُّدُورِ تَوَهَّيْ لِي أَنْ كَانُوا كَانُوا كَانُوا كَانُوا كَانُوا كَانُوا
نہیں وہ دل اندھے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ وَالْعِيَاذُ بِاللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلَا
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔ جو کسی کافر سے کیا شکایت تجھے تو ان نا سمجھ
مسلمانوں سے تعجب آتا ہے جو مہمل رہے معنی شکوک و اہمیت سن کر متحیر ہوتے۔
سبحن اللہ۔ اللہ کہاں۔ اللہ رب السموات والارض عالم الغیب والشہادۃ
سبحنہ و تعالیٰ اور کہاں کوئی بے تمیز لوگ کا ہیوولی بہت بے ناپاک ناشستہ
کھڑے ہو کر موتنے والے ہیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی۔ خدرا انصاف
وہ عقل کے دشمن دین کے رہزن جہنم کے کو دھن کہ ایک اور تین میں فرق نہ جائے
ایک خدا کے تین مانیں پھر ان تین کو ایک ہی جانیں بے مثل بے کفو کے لئے جوڑ
تیا ہیں بیٹا کھڑا ہیں اس کی پاک بانڈی ستھری کو آری پاکیزہ بتوں مریم پر
ایک بڑھی کی جو روہونے کی تہمت لگا ہیں پھر خداوند کی حیات خاوند کی
موجودگی میں بی بی کے جو بچہ ہو اسے دوسرے کا گائیں خدا اور خدا کا بیٹا پھر کہ
ادھر کافروں کے ہاتھ سے سولی دلوائیں۔ ادھر آپ اس کے خون کے پیاسی لوسیا

کے بھوکے روٹی کو اس کا گوشت بنا کر در در چیا میں شراب تا پاک کو اس پاک معصوم
 کا خون کھڑا کر غٹ غٹ پڑھا میں۔ دنیا بوں گری ادھر موت کے بعد کفار کے
 کو اسے کھینٹ کا بکرا بنا کر جہنم بھیجوا میں یعنی کہیں ملعون بنا میں۔ اسے جس نے
 اچھا خدا جسے سولی دی جائے۔ عجب خدا جسے دوزخ جلائے طرفہ خدا جسے
 لعنت آئے۔ جو بکرا بنا کر کھینٹ دیا جائے۔ اسے جس نے شراب کی خدائی اور
 بیٹے کی سولی باپ خدا بیٹا کس کھیت کی مولیٰ باپ کی جہنم کو بیٹے ہی سے لاگ
 سرکشوں کو چھٹی بے گناہ پر آگ امتی ناجی رسول ملعون معبود پر لعنت بندے
 ماموں تف تف وہ بندے جو اپنے ہی خدا کا خون کھیں اسی کے گوشت پر
 دانت رکھیں ان ات وہ گندے جو انبیاء و رسل پر وہ الزام لگائیں کہ کھنگی جی
 بھی جن سے گھن کھا میں سخت بخش بہودہ کلام گرا ہیں اور کلام الہی کھڑا کر
 پڑھیں زہ زہ بندگی نہ نہ تعظیم یہ یہ تہذیب نہ نہ تعلیم امثال کے لئے دیکھو
 بائبل پرانا عہد نامہ لیبیاہ نبی کی کتاب باب ۲۲ درس ۱۵ تا ۱۸ خدا کا
 معاذ اللہ زنا کی خرچی کو مقدس کھڑا نا اور اپنے خاص مقر لوں کے لئے اسے
 جن رکھنا کہ کھا میں اور ستا میں۔ ایضاً کتاب پیدایش باب ۱۹ درس ۳ تا
 ۳۳ سیدنا لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاذ اللہ اپنی دختروں سے زنا کرنا اور
 بیٹیوں کا باپ سے حاملہ ہو کر بیٹے جینا۔ ایضاً کتاب روم اسموئل نبی باب
 درس ۲ تا ۵ سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے ہمسائے کی خوبصورت جو رو کو
 ننگی نہاتے دیکھ کر بلانا اور معاذ اللہ اس سے زنا کر کے بیٹے رکھنا ایضاً کتاب
 حزقیل نبی باب ۲۳ درس یکم تا ۲۱ معاذ اللہ خدا کی دو دو جو روں کا قصہ اور سخت
 شرمناک الفاظ میں ان کے بے حد زنا کاریوں سے شہوت رانیوں کا تذکرہ نبیا ہدایت
 پوس رسول کا خط کلیتوں کو باب ۳ درس ۱۳ انصاری کے یسوع مسیح مصنوع کا

ملعون ہونا الی غیر ذلک مما لا یجوز ولا یحییٰ) اٰمنا باللہ و ما انزل الینا
 و ما انزل الی ابراہیم و الی اسمعیل و اسحق و یعقوب
 و الی سبایط و ما اوتی موسیٰ و عیسیٰ و ما اوتی النبیون
 من ربہم لا نفرق بین احدیہم و نحن لہ مسلمون
 الا لعنة اللہ علی الظالمین۔ الذین یصدون عن سبیل
 اللہ و یبغونہا عوجًا و ہم بالآخرۃ ہم کفرون ہ
 ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ہ
 فویل للذین یکتبون الکتب بایدیہم ثم یقولون
 ہذا امن عند اللہ لیثبتنہ و ابہا ثمنًا قلیلًا فویل
 لہم مما کتبت ایدیہم و ویل لہم مما ینسبون ہ
 اللہ اللہ یہ قوم یہ قوم یہ سراسر لوم یہ لوگ یہ لوگ جنہیں عقل سے لاگ
 جنہیں جتوں کا روگ یہ اس قابل ہرے کہ خدا پر اعتراض کریں اور مسلمان
 ان کی لغویات پر کان دھریں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ہ
 لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ پہلے اپنی ساختہ بائبل تو سمجھتے ہیں
 تاہر اعتراض باہر اپرا اس پر سے اٹھالیں۔ انگریزی ہیں ایک مثل کیا
 خوب ہے کہ شیش محل کے رہنے والو پتھر پھینکنے کی ابتداء نہ کر لیں یعنی رب
 جبار قہار کے محکم قلعوں کو تمہاری کتکریوں سے کیا ضرر پہنچ سکتا ہے
 مگر ادھر سے ایک پتھر بھی آیا تو حجارتہ من سبحیل کا سماں کعصف
 ماکول ہ کا مزہ چکھا دیگا۔

و سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا اَنِّیْ مُنْقَلِبٌ یَنْقَلِبُونَ
 وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِّ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ

وَالْعَدْلَامَ عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّينَ - سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا وَ
 إِلَهَنَا مُحَمَّدًا أَجْمَعِينَ - آمِينَ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

کتبہ

عفی عنہ بجزن المصطفیٰ النبی الافی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نعیم العطار ترجمہ کتاب الشفاء (قاضی عیاض)

کتاب الشفاء دنیائے اسلام کی مشہور و مقبول اور مستند کتاب ہے جس میں
 حبیب خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان رفعت مقام
 فضائل و خصائص، صفات عالیہ، معجزات اور سیرت مبارکہ پر روشنی
 و جامع بیان ہے، اہل اسلام پر آپ کے اور اصحاب و اہل بیت و
 ازواج مطہرات کے کیا حقوق و آداب واجب ہیں، اور بدگویوں اور
 گستاخیوں کے لئے کیا شرعی احکام ہیں مفصل تذکرہ ہیں۔ اہل اسلام
 کے لئے گراں قدر نایاب تحفہ ہے۔

حصہ اول چار روپے
 حصہ دوم چار روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ سواد اعظم لال بہوہ موچی گیٹ لاہور

مزارات اولیائے کرام پر عورتوں کا اجتماع

از اعلیٰ حضرت قدس سرہ

حجل التور فی نہی النساء عن زیارت القبور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مُحَمَّدًا وَنُصَلِّیْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

مسئلہ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب مدرسین اول مدرسہ قادریہ احمد آباد
گجرات محلہ جمال پورہ ۲۸ صفر ۱۳۳۹ھ

مولانا موصوف نے ایک رجسٹری بھیجی تھی جس میں بکر المرائق و تصحیح مسائل
مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے عورتوں کے لئے
زیارت قبور کو جانے کی اجازت پر زور دیا گیا تھا ان کو یہ جواب بھیجا گیا تھا۔

الجواب

مولانا المکرم مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب زید کریم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
و بركاتہ۔

آپ کی دو رجسٹریاں آئیں تھیں پہلے سے زائد ہوئے کہ میری آنکھ اچھی نہیں میری
رائے اس مسئلہ میں خلاف پر ہے۔ مدت ہوئی اس بارے میں میرا فتویٰ تحفہ
خفییہ میں چھپ چکا ہے اس رخصت کو جو بکر المرائق میں لکھی ہے بان کر نظر
بحالات نسائے حاضری روضۃ النور کہ واجب یا قریب الواجب مزارات

اولیاء کرام یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا با بتعارض غنیمہ علامہ محقق
ابراہیم علی ہرگز پسند نہیں کرتا خصوصاً اس طوفان بے تمیزی رقص و فریب
وسرود میں جو آج کل جہاں نے اس طیبہ میں برپا کر رکھا ہے اس کی
شکرت تو میں عوام رجال کو بھی پسند نہیں رکھتا کہ وہ جن کو انجمنہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی ہدیٰ خوانی یا لجان خوش عورتوں کے سامنے ممالفت فرما کر ان
نازک شیشیاں فرمایا گیا۔ والسلام

حضرت مولانا مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب مدظلہ نے سیدی اعلیٰ حضرت
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مندرجہ بالا فتویٰ کے جواب میں تحریر فرمایا جس کی نقل
حسب ذیل ہے رناظرین کرام مندرجہ ذیل مسئلہ پڑھنے کے بعد اعلیٰ حضرت قدس
سرہ کا جواب بغور ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ اذا احمد آباد گجرات محلہ جمال پور مسئلہ مولوی حکیم عبدالرحیم
۱۳ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

مخدومی موصی جناب مولانا صاحب دام محبتکم بعد سلام علیکم درجۃ
ذیر کاتبہ کے واضح رائے عالی ہو کہ محبت نامہ موصول ہوا فتویٰ کو آپ کو دیکھا۔
حضرت مولانا مجھے آپ اس مسئلہ میں سمجھائیے کہ مسجد نبوی میں تین سو مرد اور ایک
سو ستر عورتیں تھیں۔ یہ منافقین آخری صفت ہیں کھڑے ہوئے کھٹے اور عورتوں
کو جھانکتے کھٹے نماز فجر و عشاء میں عورتیں توجہ الٰہی حقیقت محمدی و حقیقت
قرآن لینے کیلئے حاضر ہوئی تھیں تو منافقین کی نالائق حرکت کا انتظام خدا تعالیٰ نے
یہ نہ کیا کہ منافقین اور فیض لینے والی عورتوں کو یہ حکم دیا ہوتا کہ دونوں مسجد نبوی
میں جمع نہ ہوں اور فیض رسائی عورتوں کی اس بہانہ سے بند نہ ہوئی بلکہ انتظام
فیض رسائی یہ ہوا کہ لقد علمنا المستنقذ میں متکم ولقد علمنا

المستأخرين وان ربك هم محضوهم انما حكيم عليهم
اور انتظام حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کیا خیر صفوف الرجال
اولها ونشرها اخرها وخیر صفوف النساء اخرها و
نشرها اولها مسجد میں عورتوں کی نماز بند ہوئی اس کو بندہ ناشائے فیض
حقیقت محمدی و حقیقت قرآن لینے کو باپردہ پانچ دس عورتیں محلہ کی بل کر مشر
کے مکان پر جاویں اور مرشد طریقت مرعش اور شیخ فانی پردہ میں بٹھا کر انکو
توبہ حقیقت محمدی اور حقیقت قرآن کی دیوے اس پر حکم حرمت لگانا غلط اور
فیض محمدی کا مقابلہ اور مورریدوں ان لطفوا لوس اللہ
یا قوا اھلہم بننا ہے شیخ طریقت تو اتنا عرضنا الامان تا الایہ
میں جو امانت ہے اس کو ذاکرات کے سینہ میں باپردہ بٹھا کر توجہ دے کر
جمانا ہے۔ اور یہ اس امانت کی جڑ اکھیرتا ہے یہ فیض جڑ اکھیر نیوالے کو
پے وقار کر کے اکھیر دیوے کا محمدی المشرب سنت حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
پر عمل کرتا ہے۔ حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں کو توجہ دی اول
مرید کر کے یہ بھی عورتوں کو مرید کر کے توجہ دیتا ہے۔ طریقہ عالیہ قادر یہ کی توجہ کلمہ
طیب کے ذکر کی ہوگی اب عورتوں کو پردہ میں بٹھا کر ذکر کلمہ طیب کی بتائی جاوے
گی ضرب الا اللہ قلب پر مارنا سکھایا جاوے گا۔ پردہ میں عورت خلیفہ
مرشد طریقت کی بیٹھ کر ذکر کلمہ طیب سکھاتا ہے اور مرشد طریقت اور شیخ
سمجھاتے ہیں پردہ میں ایک عورت نہیں محلہ کی دس پندرہ عورتیں بیٹھتی ہیں پہلا
خلوت اجنبیہ کا حکم نہیں لگتا یہ خلوت ہے خلوت میں فیض رسائی طریقہ عالیہ
قادر یہ کی ہوتی ہے اور اسی طرح اسی مجلس میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی توجہ بھی
عورتوں کو دیکھائی ہے بریلی میں حاضری کا کئی بار موقع ہوا ہے وہاں یہ عمل دیکھنے

میں نہیں آیا نہ وہاں سنا کہ کوئی مشائخ یہ کرتے ہیں ہمارے یہاں ڈولی مہمانہ شکل
 سے ملتا ہے غریب و مساکین میں قدرت ان سوار یوں میں سمجھنے کی نہیں اور نہ قرآن
 عظیم نے ڈولی وسیلے کا حکم دیا ہے **يَدُ نَبِيِّ عَلَيْهِمْ مِنْ جَلَابِقِهِمْ**
اور قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ
يَغُضُّنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ اور **وَلِيضْرِبْنَ خَيْرَ مَا عَلَىٰ جِبُوهِنَّ**
 اس پر ذہیرا حمد آباد کی مذاکرات کا عمل ہے عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۱
حَاصِلُ الْكَلَامِ مِنْ هَذَا كَلِمَةٌ أَنْ زِيَارَةَ الْقُبُورِ مَكْرُوهَةٌ لِلنِّسَاءِ
بِأَنَّ فِي هَذَا الزَّمَانِ لَا يَتِيمَا نِسَاءٍ مَصْرًا لِأَنَّ خُرُوجَهُنَّ
عَلَىٰ وَجْهِ الْفَسَادِ وَالْفِتْنَةِ وَانْتِمَارِ حَصَّتِ الزِّيَارَةُ لَتَنْكَرِ
أَمْرٍ آخِرَةٍ وَ لِلْإِعْتِبَارِ مِنْ مَضَىٰ وَ لِلتَّزْهِدِ فِي الدُّنْيَا
 حکم مصر کی لغایا مغنیہ دلالہ کا ہے اس حکم کو نیک بخت عورتوں پر لگانا غلط ہے
لَوْ أَدْرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ
 کی شرح میں عمدۃ القاری ج ۳ صفحہ ۲۳ میں ہے **بَعْضُهُنَّ يَغْنَيْنَ بِأَصْوَابِ**
عَالِيَتَا مَطْرِبَةَ وَمَنْهَنَ صَنْفَ بَغَايَا احمد آباد میں ہیں کوس درگاہ
 حضرت گنج احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے مکان بہت پر قضا ہے تالاب درختیں
 ہے وہاں دھننے کی قوم کی اور لکڑ بیچنے والی قوم کی عورتیں ہنگا ساری پہنکر جاتی
 ہیں اور گرے گاتی ہیں اور ان کی قوم کی صنیا فیتیں ہوتی ہیں اس میں وہ عورتیں
 گرے گاتی ہیں حلقہ عورتوں کا بندھ جاتا ہے اور تالی بجاتی ہیں اور پھرتی جاتی ہیں
 رند یوں کی طرح گیت گاتی جاتی ہیں ان پر بل حواہم فی ہذا الزمان لا یسما
 نساء مصر کا حکم برابر عمدہ طور پر چسپاں ہے اور غنیۃ المستملی کے صفحہ ۵۹
مِنْ وَأَنْ يَكُونَ فِي زَمَانِنَا لَتَنْكَرِ لِمَا فِي خُرُوجِ جِهَنَ مِنَ الْفَسَادِ

اور جو عورتیں قوالی زندگیوں کی اندر قوالی مردوں کی سنتے کو جاتی ہیں ان کو زیارت القبور
کو جاتا حرام ہے ان کے حرام ہونے سے ذاکرات اور فیض لینے یا بیوی عورتوں
کو کیا نقصان اگرچہ ایسی عورت ہر روزی میں ایک ہو دس ہزار آدمیوں نے کتے اور خنزیر کے گوشت
کی بریائی پکائی اور ایک نے بکری کے گوشت کی بریائی پکائی ہر دونوں بریائیوں پر حکم حرمت اور حکم
حلت غلط اور کتے کی بریائی پر حکم حرمت اور بکری کی بریائی پر حکم حلت صحیح
دونوں کا حکم ہر مفتی کو بیان کرنا پڑیگا امن کان مؤمنان کان فاسقا
لا یستون اہم جعل المتقین کا لہجہ اسات اور ناکلہ نے جاہلیت
میں زنا کیا اور دونوں کو قدرت الہی نے مسخ کر دیا ایسے منبرک مکان میں دونوں
تے حیثیت کی یا کوئی سفر حرمین طیبین میں حیثیت عمل سے پیش آوے تو کیا اس
حیثیت کی حیثیت کو دیکھ کر اور اسی سے استناد کر کے عورتوں کے حج و زیارت حضرت
نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے عدم جواز کا فتویٰ جاری کر دیا جائیگا ہرگز نہیں حضرت
خواجہ معین الدین چشتی کے مزار مقدس میں غریبی دیوار میں کلام حمید رکھا ہے۔ اس
دیوار کے پیچھے عورتیں بیٹھ کر توجہ لیتی ہیں ذکر فکر مراقبہ کرتی ہیں برقع اوڑھ کر آتی
ہیں اختلاط مردوں اور عورتوں کا یہاں بالکل نہیں اب یہ عورتیں نور اللہ دل میں
بھرنے کیلئے حاضر ہوتی ہیں۔ یہ فیض رسائی حقیقت محمدی کی عورتوں کو خواجہ
غریب توار قدس سرہ العزیز کرتے ہیں اور اس فیض میں قوت ہے کہ لاکھوں کوسوں
سے فیض لینے والیوں کو آپ بلا تے ہیں یہ جگہ مقام قوالی سے دور ہے اور نماز فجر
سے اشراق تک اور مغرب اور عشاء کے بیچ میں اس پر سے والے مکان میں عورتیں
جمع ہو کر فیض لیتی ہیں اور اس وقت نقصان قوالی کا بالکل نہیں اور یہ عورتیں
نیک نجات پردہ نشین برقع اوڑھ کر آنے والی ہیں اپنے اسکو آنکھوں سے نہیں دیکھا
اور میں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا ہے بندہ اس کو شہادت کے طور پر بیان کر سکتا

ہے اور آپ کو آنکھوں سے دکھا کر تسلی کر سکتا ہے اب ان عورتوں پر حکم حرمت لگانا غلط ہے سہ خیر قصبہ احمد آباد میں جو عورتیں گرنے کا بیوا لیاں فاحشات مغنیات اور زندیہیں اور باپردہ سوالا کہ کلمہ طیب کا ختم پڑھنے والی ذکر خفی مراقبہ فیض حقیقت محمدی لینے والی ذاکرات پر زندیوں کا حکم لگا کر دونوں کو ایک بھالسی میں لگا دینا غلط ہے حقوق اولیاء و خیر خواہی اولیاء و خیر خواہی سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہیں الدین النصیحة للذکر و لرسوله و للمؤمنین یہ کہاں ہوتی اولیاء فیض حقیقت محمدی کا لینے کو ذاکرات کو بلا تے ہیں وہ باپردہ اور تسلیت کے احکام کو سر پر رکھ کر حاضر ہوتی ہیں اور مفتی ان پر عدم جواز لگا دیں اس صورت میں فیض حقیقت محمدی کو روکنا ہے اس کا نام دوستی حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں۔ ہم آپسے چھوٹے اور آپ کے اقدام کو اپنے سروں پر رکھنے والے ہیں مگر آپ کا قدم صراط مستقیم سے پھیس گیا تو عرض کرنا چاہئے۔ ہر ہر دو پیسے کی چیر یا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کرنا ہے۔ اخطت بما لم یخطبنا وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنْتٍ یَقِینِ اُولِیٰ تَوَایکِ دَت سے آنکھیں آپ کی رہی ہیں مبتلا ہیں اور ہاتھ بڑے بڑوں سے ملایا ہے۔ طبیعت پر نشان ہے یہ قلم اس وقت میرا نہ سمجھے آپ کے ہم غلام ہیں تو دست لیتے ہم عرض کرتے ہیں اس کو آپ بغاوت نہ سمجھیں حضرت عائشہ صدیقہ کو زیارت قبور کے وقت سلام کرنا حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا مشکوٰۃ شریف مسلم شریف نسائی ج ۱ ص ۲۳۵ میں ہے۔ این دلالت دارد بر جواز زیارت مرئسار را۔ امام نووی شرح مسلم کی ج ۱ ص ۳۳ میں فرماتے ہیں فیہ دلیل لمن جوز للنساء زیارة القبور الخ فتح الباری پارہ ۵ مطبع الضاری دہلی ص ۶۲ میں ہے اختلاف فی النساء فقیل خلین فی عموم الاذن و هو قول الاکثر و محلہ اذا امنت لفتنة اب تطین صحیح لکھے کہ گرنے کا بیوا لیا

قالی سننے والی عورتوں کیلئے زیارت قبور اولیاء کو جانا حرام اور فیض الہی لینے والی عورتوں کو یا پردہ شریعت کے احکام کی بجا لانا جائز نہیں ہے مسئلہ اس طرح مشرح بیان کیا ہے اس کو آپ صحیح سمجھتے ہیں یا میری سمجھ میں کوئی غلطی ہے مجھے سمجھائیے آپ میرے مرنے اور قبیلہ و کعبہ خاہات ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کلیہ عاجلہ عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ رقمیہ حکیم عبدالرحیم عفی عنہ مدرس اول مدرسہ قادریہ احمد آباد کھرات دکن جمال پور مسجد کا بیچ مورخہ ۱۵ ربیع الاول شریف اور مصطفیٰ میاں کو پاس بٹھا کر اس کا جواب ان سے لکھوا کر میری لتی کر دیجئے میں غلط سمجھا ہوں تو صحیح سمجھائیے اور وہ فتویٰ جو تحفہ حنفیہ میں عدم جواز زیارت قبور نسا کے بارے میں اس کی نقل بھی کر دیا کروانہ فرما دیجئے اس کے دلائل سے بھی واقف ہونا بندہ چاہتا ہے۔

حضرت مولانا مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب مدظلہ کی اس تحریر کا شانی جواب بیدی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے مبارک قلم سے ملاحظہ فرمائیے۔

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مولانا المکرم اکرم و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی رجسٹری ۱۵ ربیع الآخر شریف کو آئی میں ۱۲ ربیع الاول شریف کی مجلس پڑھ کر شام ہی سے ایسا علیل ہوا کہ سمجھی ہوا تھا۔ میں نے وصیت نامہ بھی لکھوا دیا تھا آج تک یہ حالت ہے کہ دروازہ سے متصل مسجد سے چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد لیجاتے اور لاتے ہیں۔ میرے نزدیک وہی دو حرف کہ اول گزارش ہوئے کافی تھے اب قدرے تفصیل کروں (را) پہلے گزارش کر چکا کہ عبارات ^{خصوص} میری نظر میں ہیں مگر نظر بھال زمانہ میرے نہ میرے بلکہ اکابر متقدمین کے نزدیک ^{مست} ہی ہے اور اسی کو اہل اختیار نے اختیار فرمایا آپ خود فرماتے ہیں کہ منافقین کے باعث

عورتوں کو مسجد کریم میں حاضری سے اللہ جل و علی و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے نہ فرمائی بلکہ منافقوں کو تنہدید و ترہیب اور مردوں کو تقدم عورتوں کو تاخر کی ترہیب فرمائی اور میں اتنا اور نہ لکھتا ہوں کہ صرف یہی نہیں بلکہ نسائے کو حضور نے عیدین کی سبھی تاکید فرمائی یہاں تک حکم فرمایا کہ برکت جماعت و عمارت مسلمین لینے کو حیض و ایوان لکھیں مصلے سے الگ سمجھیں۔ پردہ نشین کنواریاں بھی جائیں جس کے پاس پیادہ نہ ہو ساکنہ والی اسے اپنی پیادہ میں لے لے سمجھیں میں ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے امرنان نخرج الحيض يوم العيد بين و زرات الحد و خبثتهدن جماعة المسلمين و دعوتهم و تعزل الحيض عن مصلاتها و امرأة يارسول الله احد ثماليس لها جلاب قال لتبسيها صاحبها من جلابها اور یہ صرف عیدین میں امر ہی نہیں بلکہ مساجد عورتوں کو روکنے سے مطلقاً بھی ارشاد ہوئی کہ اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو مسند امام احمد و صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ۔ یہ حدیث صحیح بخاری کتاب الحجہ میں بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امر و جواب کیلئے ہے اور یہی تحریم کے لئے اور فیض و برکت لینے کا قافیہ خود حدیث میں ارشاد ہوا یا میں ہمہ آپ ہی لکھتے ہیں کہ مسجد میں عورتوں کی نماز تہید ہوئی اس کو بندہ مانتا ہے۔ در مختار کی عبارت آپ سے مخفی نہ ہوگی کہ بیکرہ حضور ہن الجماعة و الجمعة و عید و وعظ مطلقاً و لو عجز الابلان علی المذہب المقتی بہ لفساد التران اسی طرح اور کتب معتبرہ میں ہے ائمہ دین نے جماعت و جمعہ و عید و کنار و عطی کی حاضری سے بھی مطلقاً منع فرما دیا اگرچہ بڑھیا ہو اگرچہ رات ہو و وعظ سے مقصود تو صرف اخذ فیض و سماع امر بالمعروف

وہی عن المنکر و تصحیح عقائد و اعمال ہے کہ توجہ مشیخت سے ہزار درجہ اہم و اعظم اور
اس کی اہل مقدم ہے اس کا فیض بے توجہ مشیخت بھی عظیم مفید و واقع ہر ضرر شدید ہے
اور یہ نہ ہو تو توجہ مشیخت کچھ مفید نہیں بلکہ ضرر سے قریب نفع سے بعید ہے کیا امام
اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد و سائر ائمہ بالعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فیض حقیقت
اقدس سے روکنے والا اور معاذ اللہ معاذ اللہ یسیر و نون ان یطفئوا النور
اللہ یا فواہدہم میں داخل مانا جائے گا۔ حاشا یہ اطمینانے قلوب ہیں مصباح
مشریح جانتے ہیں (۱۲) صحیح بخاری و مسلم و سنن ابوداؤد میں ام المؤمنین صدیقہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد اپنے زمانے میں تھا لو اذسرت رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ و سلم ما احدث النساء لمنہن اطمینان مسجد مکہ صنعت
نساء بنی اسرائیل اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے
جو باتیں عورتوں نے اب پیدا کی ہیں تو ضرور انھیں مسجد سے منع فرما دیتے جیسے
بنی اسرائیل کی عورتیں منع کر دی گئیں۔ پھر تابعین ہی کے زمانے سے ائمہ نے جماعت
شروع فرمادی پہلے جوان عورتوں کو پھر بڑھئیوں کو بھی پہلے دن میں پھر رات کو
بھی یہاں تک کہ حکم جماعت عام ہو گیا۔ کیا اس زمانے کی عورتیں گریے گالیوں
کی طرح گانے ناچنے والیاں یا فاحشہ دلالہ تھیں اب زائد ہیں حاشا بلکہ قطعاً یقیناً
معاملہ بالعکس ہے اب اگر ایک صا کہ ہے تو جب ہزار تھیں جب اگر ایک فاسقہ
تھنی اب ہزار ہیں اب اگر ایک حصہ فیض ہے جب ہزار حصے تھا۔ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یأتی عام الا والذی بعدا شرمنا
بلکہ عنایہ امام اکمل الدین یا برقی میں ہے کہ امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ
عنه نے عورتوں کو مسجد سے منع فرمایا وہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے
پاس شکایت لے گئیں فرمایا اگر زمانہ اقدس میں حالت یہ ہوتی حضور عورتوں کو مسجد

قبور کو جانے کی جو شرعاً مذکور نہیں اور خصوصاً ان میلوں پھیلوں میں جو خدا نافرمانوں نے
 مزارات کرام پر نکال رکھے ہیں یہ کس قدر شریعت مطہرہ سے منافقت ہے بشرح
 مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ حلب مصلحت پر سلب مفسد کو مقدم رکھتی ہے۔ دس ۶
 المفسد اھم من جلب المصلح جب کہ مفسد اب سے بہت کم تھا۔ اس
 مصلحت عظیم سے ائمہ دین امام اعظم و صاحبین و من بعدہم نے روکے یا اور عورتوں
 کی قسمیں نہ بنائیں کہ صالحات جائیں فاسقات نہ آئیں بلکہ ایک حکم عام دیا جسے
 آپ بھی لسنی میں لٹکا تا فرما رہے ہیں کیا انھوں نے یہ آیتیں نہ سنی تھیں اَلْمَن كَانَ
 مُؤْمِنًا كُنَّ كَانٍ فَاسِقًا۔ اَمْ يَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْجِبَارِ تَوَابُ كَمَا مَفْسِدُ
 جبکہ بہت اشد ہے اس مصلحت قلیل سے روکنا کیوں نہ لازم ہوگا اور عورتوں
 کی قسمیں کیونکر چھپانی جائیں گی اس صلاح و فساد قلب امر مضمر ہے اور دعویٰ کیلئے
 سب کی زبان کشادہ اور محقق و مبطل نامعلوم معہذا اصلاح سے فساد کی طرف
 انقلاب کچھ دشوار نہیں خصوصاً ہوا لگ کر خصوصاً عورتوں کے دل کہ قلب کیلئے
 بہت آواز لھنار ویدک انجمنہ رفقا بالقواسیر ارشاد ہوا مرد
 کہ اپنے نفس پر اعتماد کرے احمق ہے نہ کہ عورت بنفس تمام جہان سے بڑھ کر
 بھوٹا ہے۔ جب قسم کھائے حلف اٹھائے نہ کہ جب خالی وعدوں پر امید لائے
 وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا بِالْخُصُوفِ اب کہ قطعاً فساد غالب اور
 اور صلاح نادر ہے اس صورت میں مفتی کو تفصیل کیونکر جائز یہ تفصیل نہ ہوگی بلکہ
 شیطان کو ڈھیل اور اسی کی رسی کی تطویل امام محقق علی الاطلاق فتح القدر میں
 فرماتے ہیں۔ الْفَائِزِيهْتِ اَمَعَ السَّلَامَةِ اَقْلُ قَلِيلٍ فَلَا يَدْنِي الْفَقْهَ
 بِاعْتِبَارِهِمْ وَلَا يَدْنِي كَرِحَالِهِمْ قَيْدًا فِي الْجَوَازِ لِانْ شَانَ الْمَنُفُوسِ
 الدَّعْوَى الْكَاذِبَةَ وَ اَنْهَا لَكِنْ بَمَا يَكُونُ اِذَا حَلَفْتَ فَكَيْفَ

اذا ادعت سادات ثلاثہ علامہ علی و علامہ طحاوی و علامہ شامی فرماتے ہیں وَ
 هُوَ وَجِيهٌ فَيَنْصُ عَلَى الْكِرَاهَةِ وَيَتْرِكُ التَّقْيِدَ بِالتَّوْفِيقِ مُتَّفِقِي تَرْجُحِ
 لِمُتَّفِقِي يَسْ اَمَّا مَنْ كَانَ بِجَلَا قَهْمٍ فَنَادَى فِي هَذَا الزَّمَانِ فَلَا يَقْوَدُ
 بِحُكْمِ خُرُجِ التَّمْيِيزِ بَيْنِ الْمَصْلُحِ وَالْمُفْسِدِ تَرْجُحِ لِبَابِ يَسْ هُوَ لَوْ
 كَانَتْ الْاُمَّةُ فِي زَمَانِنَا وَتَحَقَّقَ لَهُمْ شَتَانَا الصَّرْحُ بِالْحَرَمَةِ
 (۴) زیارت قبور پہلے مطلقاً ممنوع تھی پھر اجازت فرمائی علمائے کرام کو اختلاف ہوا کہ
 عورتیں بھی اس رخصت میں داخل ہوئیں یا نہیں۔ عورتوں کو خاص ممانعت
 میں حدیث لَعْنِ اللّٰهِ زَا سِرَاتِ الْقُبُورِ سے قطع نظر کر کے تسلیم کر لیجئے
 کہ ہاں عورتوں کو بھی شامل ہونی چاہئے مگر جس قدر اول کی عورتوں کو جن میں حضور صلی اللہ
 وجمہ و عیدین کی اجازت بلکہ حکم تھا جب زیادہ فساد آیا ان ضروری تاکید کا
 ماہرین سے عورتوں کو مخالفت ہوگئی تو اس سے یقیناً بدرجہ اولیٰ۔ اسی غلبہ
 کے اسی صفحہ ۵۴۵ میں اسی آپ کی عبارت منقولہ سے پہلے اس کے متصل ہے
 بِنَعْيِ اَنْ يَكُونَ التَّنْزِيهِ، فَخْتَصَّ بِرَمْتِهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ كَانَ يَبَاحُ لَهِنَّ الْخُرُوجَ لِلْمَسَاجِدِ وَالْاَعْيَانِ
 وَغَيْرِ ذَلِكَ وَانْ يَكُونَ فِي زَمَانِنَا لِلتَّخْرِيمِ اِلَّا اِسْمِي عَلِيٍّ جَلِدِ جِهَارَمِ
 میں آپ کی عبارت منقولہ سے کچھ سطر پہلے نام ابو عمر سے ہے وَ لَقَدْ
 كَرِهَ اَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ خُرُوجَهُنَّ اِلَى الصَّلَاةِ فَكَيْفَ اِلَى الْمَقَابِرِ
 وَ قَا اِظْنَ سَقُوطِ فَرْضِ الْجُمُعَةِ عَنْهُنَّ اِلَّا لِذَلِيلَةٍ عَلَيَّ مَسَاكِنَهُنَّ
 عَنْ الْخُرُوجِ فِيمَا عَدَا هَا۔ (۵) حکم کتب میں توفیق بہت واضح ہے جو ان
 نفس مسئلہ کافی ذاتہ حکم ہے اور ممانعت بوجہ عارضین غالب تو فتویٰ نہ ہوگا
 مگر منع مطلق پر فقہ میں اس کے نظائر بکثرت ہیں کہ بر عایت قبور حکم جو ان

اور اس کی تصحیح تک کتب میں منصرح اور نظر بحال زمانہ حکم علما منع مطلقاً جیسے جو
 حرم و دخول زناں بہ حمام و نفقہ طالب علم و لعب شطرنج و غیرہ اول و سوم
 کی عبارات گزریں در مختار میں دربارہ دوم ہے فی زماننا لا شک فی الکوا
 کافی و جامع الرموز و رد المختار میں دربارہ اخیر ہے ہو حرام و کبیرہ
 عندنا و فی اباحتہ اعانتہ الشیطان علی الاسلام و المسلمین
 (۶) اس تقریر سے اس کا جواب واضح ہو گیا کہ اگرچہ ایسی عورت ہزاروں میں ایک
 ہو۔ جیسی ہزاروں میں ہزار ہوں۔ جب بھی معتبر نہیں کہ حکم فقہ یا اعتبار غالب
 ہوتا ہے نہ کہ ہزاروں میں ایک ہیں۔ سے یر یا بیوں کا حال کھل گیا دس ہزار ہزار
 مردار غیڈھے دتے بکرے کی ہوں اور ان میں دس ہزار ان مذبح جانوروں
 کی تختلط ہوں۔ بیس ہزار حرام ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں تھری کر کے جس کی
 طرف علت کا خیال ہے اسے کھانا بھی حرام نہ کہ دس ہزار میں ایک در مختار میں
 تعذیر الغلبۃ فی اوفان طاہرۃ و نجسۃ و میتۃ و ذکیۃ فان
 الا قلب طاہراً تحری و بالعکس و السواء لا ہاں ایک حلال
 بعد امتیاز معلوم ہو تو کثرت حرام ہے اس پر کیا اثر لگے یہاں سن چکے کہ فساد و
 صلاح قلب مضمرا و تمیز متخذ و نامیسرا و منتقی کی عبارت ابھی گزری پھر غلبۃ
 فساد متیقن تو قطعاً مطلقاً حکم مالمعت متیقن جیسے وہ بیسوں ہزار ہزار
 سب حرام ہوئیں حالانکہ ان میں یقیناً دس ہزار حلال تھیں۔ یہی مسلک علما
 کرام کا ہے (۷) یعنی شرح تجاری جلد سوم کی عبارت آپ نے نقل کی اس میں
 نہ زناں مصر سے حکم خاص ہے نہ مغنیہ و دلالتہ کی تخصیص اس میں سوا صنف
 فساد زناں تو بیان کریں جن میں دو یہ ہیں اور فرمایا اور اس کے سوا اور بہت اصناف
 قواعد شریعت کے خلاف اور تباہی کہ ام المؤمنین اپنے ہی زمانہ کی عورتوں کو

فرماتی ہیں کہ ان میں بعض امور حادث ہوئے کاش ان حادثات کو دیکھتیں کہ جیسا انکا ہزاروں نہ تھے اپنی عبارت منقولہ سے ایک ہی ورق پہلے دیکھئے جہاں انھوں نے اپنے ائمہ حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب نقل فرمایا ہے کہ حکم مطلق رکھا ہے نہ کہ زنان فتنہ گر سے خاص اور اس کی علت خوف فتنہ بتائی ہے نہ کہ خاص وقوع۔ یہی بعینہ نص ہدایہ ہے کہ بیکرہ لہن حضور الجماعات یعنی الشواب منتهی لما فیہ من خوف الفتنۃ بان جن سے وقوع ہوا ہے جن سے زنان مصران کے لئے حرام بدرجہ اولیٰ بتایا ہے کہ جب خوف فتنہ پر ہمارے ائمہ مطلقاً حکم حرمت فرما چکے تو جہاں فتنے پورے ہیں وہاں کا کیا ذکر عبارت یعنی یہ ہے قال صاحب الہدایۃ بیکرہ لہن حضور الجماعات قالت وشرور یعنی الشواب فیہن وقولہما الجماعات یتناول الجمع والاعیاد والکسوف والاستسقاء وعن الشافعی یباح لہن الخروج قال اصحابنا لان فی خروجہن خوف الفتنۃ وهو سبب للحرام وما یقضى الی الحرام حرام فعلى هذا قولہم بیکرہ مراد ہمہم لجزیم لاسیما فی ہذا الزمان شیوع الفساد فی اہلہ بچراسی صفیہ پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جمعہ کے دن عجزوں کو کتکریاں مار کر مسجد سے نکالنا اور امام اجل ابراہیم نخعی تابعی کا اپنے یہاں کی مستورات کو جمعہ وجماعت میں نہ جانے دینا۔ ذکر کیا کہما تقدیر عنایہ سے گزرا کہ امیر المؤمنین فاروق اعظم نے عورتوں کو حضور مسجد سے منع فرمایا کیا مدینہ طیبہ کی وہ بیبیاں کہ صحابیات و تابعیات تھیں اور ان امام اجل تابعی کی مستورات معاذ اللہ فتنہ گرداہل فساد تھیں حاشا ہرگز نہیں یا للحبیب اگر صحابہ و تابعین کرام کو بھی کہا جائے کہ سب کو ایک لکڑی ہانکا اور متفقین و فجار کافرق نہ کیا حاشا تم

حاشا ہم تو ثابت ہوا کہ منع عام ہے صرف فاسقات سے خاص نہیں اور ان کا خصوصاً
قرآن زنان مصر کے خصائل گنانا اس لئے ہے کہ ان پر بدرجہ اولیٰ حرام ہے نہ یہ
کہ فقط فتنے اٹھانے والیوں کو ممانعت ہے یا وہ بھی صرف مغنیہ و دلالہ کو (۸)
اسی لئے آپ کی منقولہ عبارت عینی جلد چہارم کا مطلب واضح کر دیا کہ حکم کیا بیان
فرمایا کہ اب زیارت قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں بلکہ حرام ہے یہ نہ فرمایا کہ ویسی
کو حرام ہے ایسی کو حلال ہے۔ ویسی کو تو پہلے بھی حرام تھا اس زمانہ کی کیا تخصیص
آگے فرمایا خصوصاً زنان مصر اور اس کی تعلیل کی کہ انکا خروج بروجہ فتنہ ہے یہ
وہی تحریم کی وجہ ہے نہ کہ حکم وقوع فتنہ سے خاص اور فتنہ گر عورتوں کے مخصوص
ہاں یہ مسلک شافعیہ کا ہے ابھی امام عینی سے سن چکے عن الشافعی بیاج لہن
الخروج ولہذا کرمانی پھر مستقلانی پھر قسطلانی کہ سب شافعیہ ہیں شرح
بخاری میں اس طرف گئے کرمانی نے قول امام تیمی کہ اس حدیث میں فساد بعض
زنان کے سبب سب عورتوں کو ممانعت پر دلیل ہے نقل کر کے کہا قلت الذی
يقول عليه ما قلنا ولحمجد ث الفساد في الكل ان کے اس خیال کے
دو شافی جواب ابھی گزے اور تیسرے اعلیٰ باذنہ تعالیٰ اعتریب آتا ہے امام
عینی نے یہاں اس سے تعرض نہ فرمایا کہ اسی حدیث کے نیچے ڈیڑھ ہی ورق پہلے پیر
ندہب اور اپنے ائمہ کا ارشاد بتا چکے تھے (۹) عبارت غنیہ کہ اپنے نقل کی
اس سے اوپر کی سطر دیکھیے کہ اجازت اس وقت تھی جب انھیں مسجدوں میں
جانا مباح تھا اب مسجدوں کی ممانعت دیکھیے سب کو ہے یا صرف زنان فتنہ گر
کو اس کے ساتھ سطر بعد کی عبارت دیکھیے يعصدها المعتد بالمحادث باختلاف
الزمان الذی بسببہ کرا لہن حضور الجمع والجماعات الذی
اشارت الیہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یقول لہا لو ان رسول اللہ

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى مَا حَدَّثَ ابْنُ سَاءٍ بَعْدَ مَنَعِهِ
 كَمَا مَنَعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَإِذَا قَالَتْ عَالِمَةٌ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى
 عَنْهَا هَذَا عَنِ نِسَاءٍ نَزَّاهَاتٍ مَا ظَنَنْتُكِ بِنِسَاءٍ زَمَانَنَا وَكَيْفَ سَيُ
 مَنَعُ مَسَاجِدَ سُنْدِ حَسْبِ كَالْحَكْمِ عَامٍ هُوَ تَوْلَمَا فِي خُرُوجِهِنَّ فِي الْفَسَادِ
 سَعَى فَسَادٍ لِبَعْضِ هِيَ مُرَادٌ أَوْ رَأْسِي سَعَى مَنَعُ كُلِّ مَسْتَفَادَةٍ كَهْرَفِ فَسَادِ وَالْيُؤُوسِ
 قَضَرِ شَادِرِ (۱) غَنِيهِ لَمْ أَنْ دَوْلُونَ عِبَارَتُونَ كَمَا فِي بَعْضِ مِثْلِ فِي عِبَارَتِ مَنَقُولِ
 كَرْدِ مَتَّصِلِ بِجَوَالِهِ تَارِخَانِيهِ فَمَا يَدْرُ شَعْبِي سَعَى جَوْ كَرْدِ نَقْلِ فَرِيَا وَهِيَ بِلَا خَطْمِ
 سَأَلَ الْقَاضِي عَنِ جَوَازِ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمُقَابِرِ قَالَ لَا يَسْتَلِ عَنِ
 الْجَوَازِ وَالْفَسَادِ فِي مِثْلِ هَذَا وَإِنَّمَا يَسْأَلُ عَنِ مَقْدَارِ مَا
 يَلْحَقُهَا مِنَ اللَّعْنِ فِيهَا وَأَعْلَمَ أَنَّهَا كَمَا قَصَدَتْ الْخُرُوجَ كَانَتْ
 فِي لَعْنَةِ اللهِ تَعَالَى وَفَلَا تُكْتَبُ وَإِذَا خَرَجَتْ تَحْفَا الشَّيَاطِينُ
 مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَإِذَا اتَّتِ الْقُبُورَ يَلْعَنُهَا رُوحُ الْمَيِّتِ وَإِذَا حَرَجَتْ
 كَانَتْ فِي لَعْنَةِ اللهِ يَعْنِي أَنَّ مَقَاضِي سَعَى اسْتِفْقَارِ هُوَ أَنَّ عَوْرَتُونَ كَمَا مَقَابِرِ كَو
 يَانَا جَانِبِ هِيَ بَا نَهِيں۔ فَرِيَا بِلِسِي هِيَ جَوَازِ وَعَدَمِ جَوَازِ نَهِيں پُوچھتے یہ پُوچھو کہ
 اس میں عورت پر کتنی لعنت پڑتی ہے۔ جب گھر سے قبور کی طرف چلنے کا ارادہ
 کرتی ہے اللہ اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے جب گھر سے باہر نکلتی ہے
 طرفوں سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں۔ جب قبر تک پہنچتی ہے میت کی روح اس پر
 لعنت کرتی ہے جب واپس آتی ہے اللہ کی لعنت میں ہوتی ہے۔ بلا خطم ہوا
 استفقار کیا خاص فاسقات کے بارے میں تھا مطلق عورتوں کے قبروں کو
 جانے سے سوال تھا اس کا یہ جواب بلا اس جواب میں کہیں فاسقات کی تخصیص
 غرض یہ کہ تمام عبارات جن سے آپ نے استدلال فرمایا آپ کی لقیض مدعا میں

لفظ نہیں (۱۱) یہاں ایک نکتہ اور ہے جس سے عورتوں کو مسلمین بنانے ان کی اصلاح و نفاذ پر نظر کرنے کے کوئی معنی ہی نہیں رہتے اور قطعاً حکم سب کو عام ہو جاتا ہے اگرچہ کیسی ہی صناحہ پارسا ہو فتنہ وہی نہیں کہ عورت کے دل سے پیدا ہو وہ بھی ہے اور سخت تر ہے جس کا فساق سے عورت پر اندیشہ ہو یہاں عورت کی اصلاح کیا کام ہے گی۔ حضرت سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ مقدسہ صاکنہ عابدہ زاہرہ ثقیہ ثقیہ حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسی معنی پر عملی طور سے متنبہ کر کے حاضری مسجد کریم مدینہ طیبہ سے بازرگھا ان پاک بی بی کو مسجد کریم سے عشق تھا پہلے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نکاح میں آئیں قبل نکاح امیر المؤمنین سے شرط کرائی کہ مجھے مسجد سے نہ روکیں اس زمانہ خیر میں محض عورتوں کو ممانعت قطع جرمی نہ تھی جس کے سبب بیبیوں سے حاضری مسجد اور گاہ گاہ زیارت بعض فریاد بھی منقول صحیحین میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے تھیتا عن اتباع الجنائز ولم یجزا علیہا ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے منع فرمایا گیا مگر قطعی ممانعت نہ تھی اس پر غنیہ کی اس عبارت میں فرمایا کہ یہ اس وقت تھا کہ جب حاضری مسجد انھیں جائز تھی اب حرام اور قطعی ممنوع ہے فرض اس وجہ سے امیر المؤمنین نے انکی شرط قبول فرمائی۔ پھر بھی چاہتے ہی تھے کہ یہ مسجد نہ جائیں یہ کہتیں آپ منع فرمادیں۔ میں نہ جاؤں گی امیر المؤمنین بہ پابندی شرط منع نہ فرماتے۔ امیر المؤمنین کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح ہوا منع فرماتے وہ نہ مانتیں ایک روز انھوں نے یہ تدبیر کی کہ عشا کے وقت اندھیری رات میں ان کے جانے سے پہلے راہ میں کسی واڑ میں چھپ رہے جب یہ آئیں اس دروازے سے آگے بڑھی تھیں کہ انھوں نے نکل کر پیچھے سے ان کے مبارک پر ہاتھ مارا اور چھپک رہے حضرت عاتکہ نے کہا

انا لله فسد الناس بهم الشرکے لئے ہیں لوگوں میں فساد آگیا یہ فرما کر مکان کو
آئیں اور پھر حنازہ ہی تکلا تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں یہ تنبیہ فرمائی
کہ عورت کیسی ہی صالحہ ہو اس کی طرف سے اندیشہ نہ سہی فاسق مردوں کی طرف
سے اس پر خوف کا کیا علاج۔ اب یہ سب کو ایک پھانسی لٹکانا ہوا یا مقدس پاک
دامنوں کی عزت کو شریروں کے شر سے بچانا۔ ہمارے ائمہ نے دونوں علتیں
ارشاد فرمائیں۔ ارشاد۔ ہدایہ لما فیہ من خوف لفتنة دونوں کو شامل ہے
عورت سے خوف ہو یا عورت پر خوف ہو اور آگے علت دوم کی تصریح فرمائی کہ
لَا يَأْسُ لِلْعَجُوزَاتِ تَخْرُجَ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَقَالَ
يَخْرُجْنَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا لِأَنَّ لَافْتِنَةَ لِقَلَّةِ الرَّغْبَةِ إِلَيْهَا وَ
لَهُ انْ فَرطاً بشق حامل فوقم الفتنة غير ان الفساق انتشار
في الظهور والعصر والجمعة محقق على الاطلاق نفتح القدير میں فرمایا۔
بالنظر الى التعليل المذكور منعت غير المترتبة ايضا الغلبة
الفساق ولبلا وان كان النص بيحة لان الفساق في زماننا
اكثر انتشارهم وتعرضهم بالليل وعم المتأخرون المتع
للجائز والشواب في الصلوة كلها الغلبة الفساد في سائر
الاقوات اس مضمون کی عبارات جمع کی جائیں تو ایک کتاب ہو خود اسی عمدۃ
القاری جلد سوم میں اپنی عبارت منقولہ سے سوا صفحہ پہلے دیکھیے فیہ راى
فی الحدیث انہ یبغی راى للزوج ان یاذن لہا ولا یمنعہم
ہما فیہ منفعتم ہا وذلک اذالم یخف الفتنة علیہا ولا بہا وقد
كان هو الغلب فی ذلک الزمان بخلاف زماننا ہذا فان
الفساد فیہ فاش والمفسدون کثیرون و حدیث عائشة

رضی اللہ تعالیٰ عنہا یدل علیٰ ہذا اسی کی جلد چہارم کا مطلب واضح
 کر دیا کہ حکم کا بیان فرمایا یہ کہ اب زیارت قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں بلکہ حرام ہے
 یہ نہ فرمایا کہ ویسی کو حرام ہے ایسی کو حلال ہے۔ ویسی کو تو پہلے بھی حرام تھا۔
 اس زمانہ کی کیا تخصیص آگے فرمایا خصوصاً زنان مصر اور اسکی تعلیل کی کہ انکا
 خروج پر وہ فتنہ ہے یہ وہی اولویت تحریم کی وجہ ہے نہ کہ حکم وقوع فتنہ
 سے خاص اور فتنہ گری عورتوں سے مخصوص۔ ہاں یہ مسلک شافعیہ کا ہے ابھی
 امام عینی سے سن چکے کہ عن الشافعی یباح لهن الخروج والہذا کرانی
 پھر عقلائی پھر قسطلانی کہ سب شافعیہ ہیں شروع بخاری میں اس طرف
 گئے۔ کرانی نے قول امام تمیمی کہ فساد بعض زناں کے سبب سب عورتوں کو حرام
 پر دلیل ہے نقل کر کے کہا قلت الذی یعول علیہ ما قلنا ولم یجد
 الفساد فی الكل جلد چہارم میں ابو عمر ابن عبدالبر سے دیکھے اما الشواہد
 فلا تؤمن من الفتنة علیہن وبعن حدیث خرجن ولا شیئ
 للہن اذ احسن من لزوم قصر بیتہا الحمد للہ اب تو وضوح حق
 میں کچھ کمی نہ رہی۔ ذرا یہ بھی دیکھ لیجئے کہ ہمارے علماء کرام نے خروج زن
 کے چند مواضع گنائے جن کا بیان ہمارے رسالہ صروج النجا الخروج
 النساء میں ہے اور صفات فرمادیا کہ ان کے سوا میں اجازت نہیں۔ اور اگر
 شوہر اذن دلیگا تو دونوں گنہگار ہوں گے۔ در مختار میں ہے لا تخرج لآ
 حق لہا وعلیہا اول زیارة ابو یحیا کل جمعة مرة او المھارم
 کل سنة و لکونہا قایلة او غاسلة لا فیما عد اذک وان
 اذن کان عاصینین لوازل امام فقیہ ابواللیث وقتاوی خلاصۃ فتح القدر
 وغیر ہا میں ہے۔ یجوز للزوج ان یأذن لہا بالخروج الی سبعة

مواضع زیارۃ الابوین و عیادتہما و تعزیتہما و احدهما
 و زیارۃ المحارم فان كانت قابلة او غاسلة او كان لها علی
 اخر حق او كان الاخر علیها حق تخرج بالاذن والغير الاذن
 والحج علی هذا و فيما عدا ذلك من زیارۃ الاجانب عیادتهم
 والولیمة لا یاذن لها لو اذن و خرجت كانا عاصبین بلا
 ہوان میں کہیں زیارت قبور کا بھی سنتنا کیا کیا یہ سنتنا کسی کتاب معتمد میں مل
 سکتا ہے (۱۳) اقول و بباللہ التوفیق و بہ الوصول الی ذوی
 التحقیق ان تمام مباحث جلیلہ سے سجدہ تعالیٰ ایک علیل و دقیق توفیق انبیا ظاہر
 ہوئی عامہ مجوزین نفس زیارت لکھتے ہیں کہ اس کی اجازت عورتوں کو بھی
 ہوئی زیارت قبور کے لئے خروج نساء نہیں کہتے۔ عام کتب میں اسی قدر ہے
 اور مانعین زیارت قبر کے لئے عورتوں کو جانے سے منع فرماتے ہیں وہاں
 خروج الی المساجد کی جماعت سے استدلال فرماتے ہیں اور ان کے خروج میں جو
 فتنہ سے استدلال فرماتے ہیں تمام نصوص کہ ہم نے ذکر کئے اسی طرف جاتے ہیں
 تو اگر قبر گھر میں ہو یا عورت مثل حج یا کسی سفر جائز کو گئی راہ میں کوئی قبر ملی اسکی
 زیارت کر لی بشرطیکہ جزع و فزع و تجرد حزن و بکا و توجہ و انفراد و تفریط
 ادب و غیرہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو کشف بزودی میں جن روایات
 سے صحت رخصت پر اسناد فرمایا ان کا مفاد اسی قدر ہے حیث قال والاصح
 ان الرخصة ثابتة للرجال والنساء جميعا فقد راى ان عائشة
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا كانت تزور قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم فی کل وقت وانہا لما خرجت حاجت زیارت قبر
 اخیہا عبد الرحمن بصر الرائق وعالمگیری و جامع الرموز و مختار الفتاوی و کشف

القطار و سراجیہ و در مختار و فتح المنان کی عبارتیں جن سے تفصیح المسائل میں استناد کیا
ہمارے خلاف نہیں ہاں ماۓ مسائل پر رد میں جس میں مطلق کہا تھا زنا
رازیارت قبور بقول اصح نکر وہ تحریر بھی ست لاجرم۔ وہی در مختار میں تھا
لاباس بزیارة القبور للنساء اسی میں ہے ویکرہ خزو جن
مخزیمًا وہی بحر الرائق میں تھا الاصح ان لبرخصة ثابتہ لہما
اسی میں ہے لا یبغی للنساء ان ینخرجن فی الجنازة لان لشی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہاھن عن ذلک وقال نصرت
ماز و اسرات غیر ما جورا ت۔ اتباع جنازہ کہ فرض کفایہ ہے جب
اس کے لئے ان کا خروج ناجائز ہو تو زیارت قبور کہ صرف مستحب ہے
اس کے لئے کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ پھر نفس زیارت قبر جس کیلئے عورت
کا خروج نہ ہو اس کا جواز بھی عند التحقیق فی نفسہ ہے کہ جن شرط مذکورہ
سے مشروط ان کا اجتماع نظر بغاوت زناں نادر ہے اور نادر پر حکم نہیں
ہوتا تو سبیل اسلم سے بھی روکتا ہے۔ رد المختار و منحة الخالق میں ہے۔
ان کان ذلک لتجدید الحزن والبكاء والندب علی ما جرت
بما عادھن فلا یجوزہ علی حمل حدیث لعن اللہ زائرات
القبور وان کان للاعتبار والترحم من غیر بکاء والتبرک
بزیارت قبور الصالحین فلا یأس اذا کن عجائز ویکرہ
اذا کن شواب المحضور الجماعۃ فی المسجد اھ زاد فی رد
المختار و هو توفیق حسن اھ و کتبت علیہ اقول قد علم
ان الفتویٰ علی متم مطلقا ولو عجوزا و لولیلہ فکن الک فی
زیارت القبور بل اولی (۱۲) آپ نے ایک صورت شیخ ثانی بر تعش

سے پردے کے اندر توجہ لینے کی ذکر کی ہے اس میں کیا حرج ہے جب کہ خالیج سے
کوئی فتنہ نہ ہو۔ اسے یہاں سے علاقہ (۱۵) نگر وہ جو عورت کا خلیفہ ہونا
لکھا صحیح نہیں ائمہ باطن کا اجماع ہے کہ عورت داعی الی اللہ نہیں ہو سکتی
ہاں تدابیر ارشاد کردہ مرشد بتاتے ہیں سفیر محض ہو تو حرج نہیں امام شہرانی
میران الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں۔ قد اجمع اهل الکشف علی
اشترط الزکورة فی کل داعی الی اللہ ولم یبلغنا ان حد
من نساء السلف الصالح لصدارت لتزییة المریدین یا بد
لنقص النساء فی الدرجه وان ورد الکمال فی بعضهن
کمربیت عمرآن و اسیتہ امرأة فرعون فلذلک کمال
بالنسبة للتقوی والذین لا بالنسبة للحکم بین الناس
وتسلیکهم فی مقامات الولاية امر المرأة ان تكون عبدة
زاهدة کرا بعة العدوین رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ واللہ
سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و حکم

تتمت

سواخ کر بلا

مع تذکرہ خلائقے راشدین

شہادت امامین کریمین شہید امام حسن امام حسین شہید کر بلا رضی اللہ عنہما کے ذکر کے بارے میں اکثر کتابوں
میں طب یا لیس و آیات مندرج ہیں۔ ضرورت تھی کہ ایک ایسی کتاب صحیح روایات درج ہو
شائع کی جائے حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے قلم اٹھا کر ایک ایسی کتاب صحیح روایات
درج ہیں تصنیف فرمائی۔
قیمت: روپے دو بیس

فضیلت صدیق و فاروق کے متعلق ناقابل انکار دلائل!

نہایتہ تحقیق فی امامت علی الصدیق ^{رضی اللہ عنہما}

از امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ

سوال :- خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے آیا حضرت

علی کریم اللہ وجہ الفضل محقق یا کلم

الجواب اہل سنت و جماعت نصرہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ مرسلین

ملکہ و رسل و انبیائے بشر صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفائے

اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تمام مخلوق الہی سے افضل ہیں تمام عالم اولین

و آخرین میں کوئی شخص ان کی بزرگی و عظمت و عزت و وجاہت و قبول و

کرامت و قرب و ولایت کو نہیں پہنچتا ان الفضل بید اللہ یؤتہ

من یشاء واللہ ذوالفضل لعظیم پھر ان میں باہم ترتیب یوں ہے

کہ سب سے افضل صدیق اکبر پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی صلی اللہ

تعالیٰ علی سیدہم و مولاہم و آلہ و علیہم و بارک و سلم اس مذہب ہندت آیات

قرآن عظیم و احادیث کثیرہ حضور پر نور نبی کریم علیہ و علی آلہ و صحبہ الصلوٰۃ و

التسلیم و ارشادات جلیلہ و اصحہ امیر المؤمنین مولیٰ علی مرتضیٰ و دیگر ائمہ اہل بیت

طہارت و ارتضا و اجماع صحابہ کرام و تابعین عظام و تصریحات اولیائے

امت و علمائے ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین سے وہ دلائل باہرہ و حجج

قاہرہ ہیں جن کا استیعاب نہیں ہو سکتا فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس مسئلہ میں

ایک کتاب عظیم بیط و ضخیم دو مجلد پر منقسم نام تاریخی مطلع القسین فی

ایانہ سبقتہ العسین سے منقسم تصنیف کی اور خاص تفسیر آئینہ کریمہ

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اور اس سے افضلیت مطلقہ صدیق اکبر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اثبات و احقاق اور اوہام خلاف کے ابطال و اذہاق
 میں ایک جلیل رسالہ مسمیٰ بنام تاریخی الزلال الا تقی من بحر سبقت
 الا تقی تالیف کیا اس محبت کی تفصیل ان کتب پر ہو گویں۔ یہاں صرف چند
 ارشادات ائمہ اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اقتصار ہوتا ہے اللہ عز و
 جل کی بے شمار رحمت و رضوان و برکت امیر المؤمنین اسد حیدر حق گو حق نواں
 حق پرور کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبغی پر کہ اس جناب نے مسئلہ تفصیل کو
 بغایت مفصل فرمایا اپنی کبریٰ تعلق و عرش زمامت پر پرہیز منبر مسجد جامع
 و مشاہد و مجامع و جلوات عامہ و خلوات خاصہ میں بطرق عدیدہ تامہ عدیدہ
 سپید و صاف ظاہر و واضح حکم و منفسر لے احتمال دیگر حضرات شیخین
 کریمین وزیرین جلیلین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنی ذات پاک اور تمام امت
 مرحومہ بیدر لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل و بہتر ہونا ایسے روشن
 و ابین طور پر ارشاد کیا جس میں کسی طرح شائبہ شک و تردد نہ رہا مخالف
 مسئلہ کو منفرد بنایا انہی کوڑے کا مستحق ٹھہرایا۔ حضرت سے ابن اقول کریمہ
 کے راویں انہی سے زیادہ صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صدیق
 امام حجتی ہیں ہے قال الذہبی وقد تواتر ذاک عنہ فی خلافتہ
 و کرسی مملکتہ و بین الغفیر من شیعۃ ثم سبط الاسانید
 الصیحة فی ذاک قال و یقال رواہ عنہ تیف و ثمانون نفساً
 و عدد منہم جماعۃ ثم قال فقیہ الرافضۃ ما جہلہم انتہی
 یہاں تک کہ بعض منصفان شیعہ مثل عبد الرزاق محدث صاحب مصنف نے
 باوصف تشیع تفصیل شیخین اختیار کی اور کہا جب خود حضرت مولیٰ کرم اللہ

تعالیٰ وجہہ الاستی انھیں اپنے نفس کریم پر تفصیل دیتے تو مجھے اس کے اعتقاد سے کب مفر ہے۔ مجھے یہ گناہ کیا تقویر ہے کہ علی سے محبت رکھوں اور علی کا خلاف کر دوں۔ صواعق میں ہے ما احسن ما سلك بعضا لشیعة المصنفین کعبدا الزراق فانہ قال افضل الثنین بتفصیل علی ایماہما علی نفسہ والایما فضلتمہما کفی بی وزراک احیہ ثم اختلفہ اب چند احادیث مرتضوی سننے حدیث اول صحیح بخاری شریف میں سیدنا وا بن سیدنا امام محمد بن حنیفہ صاحبزادہ حضرت مولیٰ کریم اللہ تعالیٰ وجہما سے مروی قلت لابی احمی الناس خیر بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ابویکر قال قلت تیز من قال عمن میں نے اپنے والد ماجد کریم اللہ تعالیٰ وجہہ سے عرض کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں میں بہتر کون ہے فرمایا ابویکر میں نے عرض کی کہ پھر کون فرمایا عمر رضی اللہ عنہم اجمعین۔ حدیث دوم امام بخاری اپنی صحیح اور ابن ماجہ سنن میں بطریق عبد اللہ بن سلمہ امیر المؤمنین کریم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی کہ فرماتے تھے خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابویکر وخیر الناس بعد ابی بکر عس بہترین مردم بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابویکر میں اور بہترین مردم بعد ابویکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہذا حدیث ابن ماجہ حدیث سوم امام ابن القاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل بلخی کتاب السنۃ میں راوی اخبارنا ابویکر بن مردویہ ثنا سلیمان بن احمد ثنا الحسن بن المنصور الرمانی ثنا داود بن معاذ ثنا ابوسلمۃ العتکی عبد اللہ بن عبد الرحمن عن سعید بن ابی عروبۃ عن منصور بن المعتمر عن ابراہیم

عن علقمۃ قال بلغ علیا ان اقواماً یفضلونہ علی ابی بکر وعمر
 فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال یا ایہا الناس انہ
 یلغتی ان اقواماً یفضلوا علی ابی بکر وعمر ولو کنت تقدمت
 فیہ لعاقبت فیہ من سمعتہ بعد ہذا الیوم یقول ہذا فهو
 مفتر علیہ حد المقتزی ثم قال ان خیر ہذا الامامۃ بعد
 نبیہا ابو بکر ثم عمر ثم اللہ اعلم یا خیر بعد قال و فی المجلس
 الحسن بن علی فقال واللہ لو سئی الثالث لیسئی عثمان یعنی حضرت علقمہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں امیر المؤمنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو خیر پہنچی کہ
 کچھ لوگ انھیں حضرات صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتاتے
 ہیں یہ سنکر منبر پر جلوہ فرما ہوئے۔ حمد و ثنائے الہی بجالائے پھر فرمایا اے لوگو
 مجھے خیر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہتے ہیں۔ اس بارہ میں اگر میں
 نے پہلے سے حکم سنا دیا ہوتا تو بے شک سزا دیتا آج سے جسے ایسا کہتے سنوں گا
 وہ مفتری ہے اس پر مفسزی کی حد یعنی اسی کوڑے لازم ہیں پھر فرمایا بیشک نبی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد افضل امت ابو بکر ہیں پھر عمر پھر خدا خوب
 جانتا ہے کہ ان کے بعد کون سے بہتر ہے علقمہ فرماتے ہیں مجلس میں سیدانا
 حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرمائے تھے انھوں نے فرمایا خدا کی قسم
 اگر تنبیہ کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔
 حدیث چہارم امام دارقطنی سنن میں اور ابو عمر بن عبد البر استیعاب
 میں حکم بن حنبل سے راوی حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں کہ
 احد احد افضل علی ابی بکر و عمر الا جلدتہما حد المقتزی
 میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہتا ہے اسے مفسزی کی حد لگاؤں گا

امام ذہبی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے حدیث پنجم سنن دارقطنی میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی ابو امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ کے مقرب بارگاہ تھے جناب امیر انھیں وہب یا یخ فرمایا کرتے تھے مروی انہ کانیری ان علیا افضل لامة فسمع اقواما یخالفونہ فحزن جزنا شدیداً فقال لہ علی بعد ان اخذیدہ وادخلہ بیتہ ما اخذتک یا ابا جحیفۃ فذکر لہ الخیر فقال لہ الا جزک بخیر الامۃ خیرھا ابو بکر ثم قال ابو جحیفۃ فاعطیت اللہ عہدا ان لا اکتہم هذا الحدیث بعد ان شافہنی یہ علی ہا بقیت یعنی ان کے خیال میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تمام امت سے افضل تھے۔ انھوں نے کچھ لوگوں کو اس کے خلاف کہتے سنا سخت لہجہ ہوا حضرت مولیٰ ان کا ہاتھ پکڑ کر کا شانہ ولایت میں لے گئے غم کی وجہ پوچھی گزارش کی فرمایا کہ میں تمہیں نہ بتا دوں کہ امت میں سب سے بہتر کون ہے ابو بکر یا پھر حضرت عمر حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اللہ عزوجل سے عہد کیا کہ جیت تک جو لوگ اس حدیث کو نہ چھپاؤں گا بعد اس کے کہ حضرت مولیٰ نے خود یا المشافہہ مجھ سے ایسا فرمایا۔ حدیث ششم امام احمد مسند ذی البیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ابو ہازم سے راوی قال جاء رجل الی علی بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فقال ما کان منزلة ابی بکر وعمر من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال منزلة ہما الساعة و ہما صحیحہا یعنی ایک شخص نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ابو بکر و عمر کا مرتبہ کیا تھا فرمایا جو مرتبہ ان کا اب ہے کہ حضور کے پہلے

میں آرام کر رہے ہیں۔ **حدیث منقہ** دارقطنی حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 راوی کہ ارشاد فرماتے ہیں اجمع بنو فاطمة فاطمة رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 علی ان یقولوا فی الشحین احسن ما یکون من القول یعنی اجماع حضرت
 بتول زہرا صلی اللہ تعالیٰ علیہا وعلیہم وبارک وسلم کا اجماع و
 اتفاق ہے کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں وہ بات کہیں جو سب سے بہتر ہو
 ظاہر ہے کہ سب سے بہتر بات اسی کے حق میں کہی جائے گی جو سب سے بہتر ہو۔
حدیث منقہ امام ابن عساکر وغیرہ سالم بن ابی الجعد سے راوی قلت لمحند
 بن الحنفیة هل کان ابو بکر اول القوم اسلاماً قال لا قلت فبم
 علا ابو بکر وسبق حتی لا ینذکر احد بخیر ابی بکر قال لانہ کان
 افضلہما اسلاماً ما حین اسلم حتی لحتی یاللہ یعنی میں نے امام محمد بن
 حنیفہ سے عرض کی کیا ابو بکر سب سے پہلے اسلام لائے تھے فرمایا نہ میں نے کہا پھر کیا
 بات ہے کہ ابو بکر سب سے پہلے اسے اور پیشی لے گئے یہاں تک کہ لوگ ان کے سوا
 کسی کا ذکر ہی نہیں کرتے فرمایا یہ اس لئے کہ وہ اسلام میں سب سے افضل تھے جب
 اسلام لائے یہاں تک کہ اپنے رب عزوجل سے ملے۔ **حدیث منقہ** امام ابو الحسن
 دارقطنی جناب اسدی سے راوی کہ امام محمد بن عبداللہ محض بن حسن مثنی بن حسن مجتبیٰ
 ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کچھ اہل کوفہ وجزیرہ نے حاضر ہو کر ابو بکر
 و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں سوال کیا امام محمد نے میری طرف ملتفت ہو کر
 فرمایا انظر الی اهل بلادک یسألونی عن ابی بکر و عن لہما افضل
 عندی من علی اپنے شہر والوں کو دیکھو مجھ سے ابو بکر و عمر کے بارے میں سوال
 کرتے ہیں وہ دونوں میرے نزدیک بلاشبہ مولیٰ علی سے افضل ہیں رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم اجمعین۔ یہ امام اجل حضرت امام حسن مجتبیٰ کے پوتے اور حضرت امام حسین

شہید کر بلا کے نواسے ہیں ان کا لقب مبارک نفس زکیہ ہے ان کے والد حضرت عبداللہ
 محض کہ سب میں پہلے حسنی حسینی دونوں شرف کے جامع ہوئے لہذا محض کہلائے
 اپنے زمانہ میں سردار بنی ہاشم تھے ان کے والد ماجد امام حسن مثنیٰ اور والدہ ماجدہ حضرت
 فاطمہ صغریٰ بنت امام حسین صلی اللہ تعالیٰ علیہم وعلیہم وبارک وسلم حدیث روایت
 امام حافظ عمر بن شبہ حضرت امام اجل سید زید شہید ابن امام علی سجاد زین العابدین
 ابن امام حسین سعید شہید صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہم الکریم وعلیہم سے
 روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کوئیوں سے فرمایا انطلقت الخواصر ج فبرکت
 ص من دون اخی بکر و عمر لم یستطیعوا ان یقولوا فیہما شیئاً
 واطلقتم انتم فظنتم فبرکتتم منہما من بقی فواللہ ما یقی
 احد الا یرئیتم منہ یعنی خارجیوں نے اٹھ کر ان سے تیری کی جو ابو بکر و عمر سے
 کم تھے یعنی عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم مگر ابو بکر و عمر کی شان میں کچھ کہنے کی
 گنجائش نہ پائی اور تم نے اسے کوئیوں اور حسیت کی کہ ابو بکر و عمر سے تیری کی تو
 اب کون رہ گیا خدا کی قسم اب کوئی نہ رہا جس پر تم نے ترانہ کہا ہو والعیاذ باللہ رب
 العالمین اللہ اکبر امام زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد مجید ہم غلامان خاندان
 زید کو محمد اللہ کافی و دانی ہے سید سادات بلگرام حضرت مرجع الفریقین جمع
 الطریقین جبر شریعت بحر طریقت بقیۃ السلف حجۃ الخلف سیدنا و مولانا امیر
 عبدالواہد حسینی زیدی واسطی بلگرامی قدس سرہ اللہ تعالیٰ سرہ السامی نے کتاب مستطاب
 سبع سنابل شریف تصنیف فرمائی کہ بارگاہ عالم پناہ حضور سید المرسلین صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم میں موقع قبول عظیم بر واقع ہوئی حضرت مستفتی دامت برکاتہم کے
 جد ماجد جد اور اس فقیر کے آقائے نعمت و مولائے اجد حضرت اسد الواصلین
 محبوب العاشقین سیدنا و مولانا حضرت سید شاہ حمزہ حسینی زیدی مارہروی

قدس سرہ القوی کتاب مستطاب کاشف الاستار شریف کی ابتدا میں فرماتے ہیں۔
 باید دانست کہ درخاندان ما حضرت سید محققین سید عبد الواحد بلگرامی
 بسیار صاحب کمال برخواستہ اند قطب فلک ہدایت و مرکز دائرہ ولایت اور
 در علم صوری و معنوی فائق و از مشارب اہل تحقیق ذائق صاحب تصنیف و تالیف
 ست و نسب این فقیر بچہار واسطہ بذات مبارکش می پیوند۔ پھر حیدرآباد کے
 فرماتے ہیں۔ اشہر تصانیف او کتاب سناہل سنت در سلوک و عقائد حاجی اکبر
 سید غلام علی آزاد سلمہ در ماثر الکرام می تولید وقتے در شہر رمضان المبارک
 سنہ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ و ۱۲۵۲ و ۱۲۵۳ و ۱۲۵۴ و ۱۲۵۵ و ۱۲۵۶ و ۱۲۵۷ و ۱۲۵۸ و ۱۲۵۹ و ۱۲۶۰
 خدمت شاہ کلیم اللہ چشتی قدس سرہ راز یارت کرد و ذکر منیر عبد الواحد قدس سرہ
 در میان آمد شرح مناقب و ماثر میر تادیر بیان کرد فرمود فیہ در مدیۃ منورہ پہلو
 بر بستہ خواب گزارا شتم در واقعہ می بینم کہ من و سید صیغۃ اللہ بروحی معاد مجلس
 اقدس رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باریاب شریک جمع از صحابہ کرام
 اولیائے امت حاضر اند در یہاں شخصے است کہ حضرت با اولیاء بہ تبسم شیرین کردہ
 خرفہا میزند و التفات تمام دارند چوں مجلس آخر شد از سید صیغۃ اللہ استفسار
 کردم کہ این شخص کیست کہ حضرت با او التفات باین مرتبہ دارند گفت میر
 عبد الواحد بلگرامی و باعث مزید احترام او این ست کہ سناہل تصنیف او در
 جناب رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقبول افتادہ انتہی کلامہ انتہی
 مقالہ الشریف بلقطہ المنیق قدس سرہ اللہ مطہف۔ حضرت میر قدس سرہ
 المنیر نے اس کتاب مقبول و مبارک میں مسئلہ تفضیل یکمال تفضیل و تاکید
 جمیل و تہدید جمیل ارشاد فرمایا لفظ مبارک سے چند حرفت کی نقل سے شرف
 حاصل کروں اولیائے کرام و محدثین و فقہا جملہ اہل حق کے اجماعی کے عقائد ہیں

بیان فرماتے۔ و اجماع دارند کہ افضل از جملہ بشر بعد انبیاء و ابوبکر صدیق است
 و بعد از او عمر فاروق است و بعد از او عثمان ذی النورین است و بعد
 از او علی مرتضیٰ است رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ پھر فرمایا۔ فضل عتبتین
 از فضل شیخین کمتر است بے نقصان و تصور پھر فرمایا اجماع اصحاب
 و تابعین و تبع تابعین و سائر علمائے امت ہم برین عقیدہ واقع شدہ است
 پھر فرمایا۔ مخدوم قاضی شہاب الدین در تفسیر الحکام نوشتہ کہ پیچ و لی
 بدرختہ پیچ پیچ میرے نزدیک ہے کہ امیر المؤمنین ابوبکر حکیم حدیث بعد پیچ
 از ہمہ اولیا برتر است و از بدرختہ پیچ پیچ میرے نزدیک ہے۔ و بعد از امیر المؤمنین
 عمر بن الخطاب است و بعد از امیر المؤمنین عثمان بن عفان است و بعد از
 امیر المؤمنین علی بن ابی طالب است۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔
 کسیکہ امیر المؤمنین علی را خلیفہ نداند از خوارج است و کسیکہ او را بر
 امیر المؤمنین ابوبکر و عمر تفصیل کند از ردافض است۔ پھر فرمایا از نیجا با
 دانست کہ در جہان نہ ہجو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیرے پیدا شد
 و نہ ہجو ابوبکر مریدے ہویدا گشت۔ اے عزیز اگر چہ کما لیت فضائل
 شیخین بر ہشتین مقرر طرقات اعتقاد باید کرد اما نہ بر وجہیکہ در کما لیت
 فضائل عتبتین تصورے و نقصانے بخاطر نورسدنیکہ فضائل الشبان و
 فضائل جملہ اصحاب از عقول بشریہ و افکار انسانیہ بسے بالاتر است
 پھر فرمایا۔ پس چون اجماع صحابہ کہ انبیاء صفت اند بر تفصیل شیخین واقع
 شد و مرتضیٰ نیز دریں اجماع متفق و شریک بود مفسندہ در اعتقاد خود ما
 غلط کردہ است اسے فادمان نہ فدائے نام مرتضیٰ یاد و اسے دل و جان
 تار اقدام مرتضیٰ با دکلام بدیجت ازل کہ محبت مرتضیٰ در ویش نباشد و کلام

رانڈہ درگاہ مولیٰ کہ اہانت اور واردارد مفضلہ گمان بردہ است کہ نتیجہ محبت
 یا مرتضیٰ تفضیل اوست بر شیخین و نمیدانند کہ نثرہ محبت موافقت است
 با ادب مخالفت کہ چون مرتضیٰ فضل شیخین و ذی النورین را بر خود رواد است
 و اقتدا با ایشان کرد و حکمہائے عہد خلافت ایشان را امتثال فرمود و شرط
 محبت با ادا آن باشد کہ در راہ درویش یا او موافق باشد نہ مخالفت حضرت
 میر قدس سرہ المیر نے یہ بحث پانچ ورق سے زاید میں افادہ فرمائی ہے۔
 من طلب الزیادۃ فلیرجع الیہا۔ الحمد للہ۔ یہ عقیدہ ہے
 اہل سنت و جماعت اور ہم فلاںانِ دزدان زید شہید کا
 وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

(سوال ۱۷) رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ و عترتہ وسلم تے وقت رحلت
 یا کسی اور وقت اپنے بعد اپنا جانشین کس کو مقرر کیا۔

الجواب

جانشینی و نیابت دو قسم ہے۔ اول جزئی مقید کہ امام کسی خاص کا یا خاص
 مقام پر عارضی طور پر کسی خاص وقت کے لئے دوسرے کو اپنا نائب کرے جیسے
 بادشاہ کا لڑائی میں کسی کو سردار بنا کر بھیجنا یا کسی ضلع کی حکومت دینا یا تحصیل
 خراج پر مامور کرنا یا کہیں جاتے ہوئے انتظام شہر سپرد کر جانا اس قسم کا
 استخلاف مزج حضور پر نور سید لوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و عترتہ
 و ازواجہ و صحابہ اجمعین و بارک و سلم سے بارہا واقع ہوا جیسے بعض غزوات
 میں امیر المؤمنین صدیق اکبر بعض میں حضرت اسامہ بن زید غزوہ ذات السلاسل
 میں حضرت عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سب سے سالار بنا کر بھیجا تحصیل
 زکوٰۃ امیر المؤمنین فاروق اعظم و حضرت خالد بن ولید و غیر ہمار رضی اللہ تعالیٰ

عنہم کو مقرر فرمایا یہ بھی یقیناً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت تھی کہ ان
 صدقات اصل کام حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ کا ہے قال
 تعالیٰ خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم ویزککہم بہا واصل
 علیہم ان صلواتک سکن لہم تعلیم قرآن و دین کے لئے قرآن کرام
 شہدائے عظام کو مقرر فرمایا حضرت عتاب بن اسید کہ معظمت حضرت معاذ بن
 جبل کو ولایت جند حضرت ابو موسیٰ اشعری کو زبیر و عدن حضرت ابوسفیان
 والد امیر معاویہ یا حضرت عمرو بن حزم کو شہر بخران حضرت زیاد بن لبید کو حضرت
 حضرت خالد سعید اموی کو صنعا حضرت عمرو بن العاص کو عمان کا ناظم صوبہ
 کیا یا ذان بن سبسان کیانی مغل کو صوبہ داری یمن پر مقرر رکھا۔ امیر المؤمنین علی
 علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو ملک یمن کا عہدہ قضا بخشا۔ ۸۸۰ میں حضرت عتاب
 ۸۹۰ میں حضرت صدیق اکبر کو امیر الحاج بنایا۔ بعض وقائع میں امیر المؤمنین
 فاروق اعظم بعض میں حضرت معقل بن یسار بعض میں حضرت عقیقہ کو حکم قضا
 دیا۔ غزوہ تبوک کو تشریف لیجا وقت امیر المؤمنین مرتضیٰ علی کو اہل بیت کرام اور
 غزوہ بدر میں حضرت ابوالبابہ اور تیرہ غزوات و اسفار کو نہضت فرماتے حضرت
 عمر و ابن ام مکتوم کو مدنیہ طیبہ کا امیر و والی فرمایا۔ از انجملہ غزوات ابواء کہ حضور
 اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پہلا غزوہ تھا و غزوہ بواط و غزوہ ذی الجبرہ
 و غزوہ طلب کرزین جابر و غزوہ سویل و غزوہ غطفان و غزوہ احد و غزوہ
 حمران الاسد و غزوہ بخران و غزوہ ذات الرقاع و سفر حجنۃ الوداع کہ حضور
 پرورد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پچھلا سفر تھا رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین لخصنا
 کل ذلک من صحیح البخاری و تفسیرہ و المواہب اللدنیۃ و
 واملح المحمدیۃ و تشریحہم للزرقانی و الاصابہ فی تمیز الصحابۃ

للامام الحافظ العسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
 و وہم کلی مطلق کہ حیات مستحلف سے جمع نہیں ہو سکتی یعنی امام کا اپنے بعد کسی کیلئے
 امامت کبریٰ کی وصیت فرمانا اس کا لفظ صریح علی الاعلان بتصریح تمام حضور
 علی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کے واسطے نہ فرمایا ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم ضرور پیش کرتے اور قریش و انصار میں دربارہ خلافت مباختہ مشاورت
 نہ ہوتے امیر المؤمنین امام الاشجعین اسد اللہ الغالب علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ
 وجہہ الکریم سے یا سائید صحیحہ قویہ ثابت کہ جب ان سے عرض کی گئی استخلف
 علیتنا ہم پر کسی کو خلیفہ کر دیجئے فرمایا لا و لکن اترککم لککم رسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کسی کو خلیفہ نہ کروں گا بلکہ یوں ہی
 چھوڑ دوں گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چھوڑ گئے تھے آخر جب الامام
 احمد لبند حسن و البزار لبند قوی و الدارقطنی و غیر ہم ہزار کی روایت میں لبند
 صحیح ہے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا۔ ما استخلف رسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاستخلف علیکم رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہ کیا کہ میں کروں۔ دارقطنی
 کی روایت میں ارشاد فرمایا دخلنا علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم فقلنا یا رسول استخلف علینا قال لا ان یعلم اللہ
 فیکم خیر ابول علیکم خیرکم قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 فحلہم اللہ فینا خیرا فولی علینا ابابکر ہم نے خدمت اقدس میں حضور
 سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ
 ہم پر کسی کو خلیفہ فرما دیجئے۔ ارشاد ہوا نہ۔ اگر اللہ تعالیٰ تم میں بھلائی جانے گا
 تو جو تم میں سب سے بہتر ہے اسے تم پر والی فرما دے گا۔ حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ

وجہ نے فرمایا رب العزت جل و علا نے ہم میں بھلائی جاتی ہیں ابو بکر کو ہمارا
 والی فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین امام اسحق بن راہویہ و دارقطنی و ابن
 عساکر و غیر ہم بطریق عدیدہ و اسباب کثیرہ راوی و شخصوں نے امیر المؤمنین
 مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ان کے زمانہ خلافت میں دربارہ خلافت
 استفسار کیا اعہد عہدہ الیک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 امر سرائی رایتہ کیا یہ کوئی عہد و قرار و حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
 سلم کی طرف سے ہے یا آپ کی رائے ہے فرمایا بل سرائی رایتہ بلکہ ہماری
 رائے ہے اما ان یکون عندی عہد من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم عہدہ الی فی ذالک فلا واللہ لئن کذت اول من صدقہ
 بہ فلا اکون اول من کذب علیہ رہا یہ کہ اسباب میں میرے لئے حضور
 پر تو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی عہد و قرار دیا ہو سو خدا کی قسم
 ایسا نہیں اگر سب سے پہلے میں نے حضور کی تصدیق کی تو میں سب سے پہلے حضور
 پر اقرار کرتے والا نہ ہوں گا۔ ولو کان عندی منہ عہد فی ذالک
 ما ترکت اخابتی تیم بن مرثد و عمر بن الخطاب یثوبان علی
 متیرہ و لقاتلتھما بیدی و لو لم اجد الا بردتی ہذا۔ اور اگر
 اسباب میں حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے میرے پاس کوئی
 عہد ہوتا تو میں ابو بکر و عمر کو منبر اطہر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر
 جست نہ کرتے دیتا اور بیشک اپنے ہاتھ سے ان کے قتل کرتا اگرچہ اپنی اس
 چادر کے سوا کوئی ساکتی نہ پاتا و لکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم لم یقتل قتلا ولم یت فجا عة مکث فی مرضہ ایاماً
 ولیالی یاتیه المؤذن یؤذنه بالصلوات فیما یابکر فیصلی

بالناس و هو یبری مکانی بات یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم معاذ اللہ کچھ تپتی نہ ہوئے نہ یکایک انتقال فرمایا بلکہ کئی دن رات
حضور کو مرض میں گزرے مؤذن آتا نماز کی اطلاع دیتا حضور ابوبکر کو امامت
کا حکم فرماتے۔ حالانکہ میں حضور کے پیش نظر موجود تھا پھر مؤذن آتا اطلاع
دیتا حضور ابوبکر کو یہی حکم امامت دیتے حالانکہ میں کہیں غائب نہ تھا۔ و
لقد ارادت امرأة من نساء تصرفہ عن ابی بکر فابی و غضب
وقال انتن ہوا حب یوسف مروا ابی بکر فلیصل بالناس
اور خدا کی قسم ازواج مطہرات سے ایک بی بی نے اس معاملہ کو ابوبکر سے
پھیرنا چاہا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ مانا اور غضب کیا
تم وہی یوسف والیاں ہو ابوبکر کو حکم دو کہ امامت کرے فلما قبض رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نظرنا فی امورنا فاخترنا
من رضیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لدیننا
کانت الصلوۃ عظیمہ الاسلام و قوام الدین فبايعنا
ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکان لنا اهلکم مختلف
علیہ منا اثنان پس جب کہ حضور پیر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال
فرمایا ہم نے ان کے کاموں میں نظر کی تو اپنی دنیا یعنی خلافت کے لئے اسے
پسند کر لیا جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین یعنی
نماز کے لئے پسند فرمایا تھا کہ نماز تو اسلام کی بزرگی اور دین کی درستگی
لہذا ہم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی اور وہ اس کے لائق تھے
ہم میں کسی نے اس بارہ میں اس کا خلاف نہ کیا یہ سب کچھ ارشاد کر کے حضرت
سولی کریم اللہ تعالیٰ وجہہ الامنی نے فرمایا قادیت الی ابی بکر حفصہ

و عرفت له طاعته و عزوت معه فی جنودہ و کنت اخذاً
 اذا عطانی و اعزوا اذا عزانی و اضرب بین یدینہ و لحد و
 لم یسوطی لیس میں نے ابو بکر کو ان کا حق دیا اور ان کی اطاعت لازم جانی
 اور ان کے ساتھ ہو کر ان کے لشکروں میں جہاد کیا جب وہ مجھے بیت المال
 سے کچھ دینے میں لے لیتا اور جب مجھے لڑائی پر بھیجتے ہیں جاتا اور ان کے
 سامنے اپنے تازیانے سے حملگاتا۔ پھر بعینہ ہی مضمون امیر المؤمنین فاروق
 اعظم و امیر المؤمنین عثمان غنی کی نسبت ارشاد فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 اجمعین۔ ہاں العینہ اشارت جلیلیہ و اصحہ بارہا فرمائے۔۔۔۔۔
 مثلاً ایک بار ارشاد ہوا میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک کتوں پر ہوں
 اس پر ایک ڈول ہے میں اس سے پانی بھرتا رہا جب تک اللہ نے چاہا
 پھر ابو بکر نے ڈول لیا و ایک بار کھینچا پھر وہ ڈول ایک پل ہو گیا جسے
 چرسہ کہتے ہیں اسے عمر نے لیا تو میں نے کسی سردار زبردست کو اس کام
 میں ان کے مثل نہ دیکھا۔ یہاں تک کہ تمام لوگوں کو سیراب کر دیا کہ پانی
 پی کر اپنی فرودگاہ کو واپس ہوئے رواہ الشیخان عن ابی ہریرۃ
 و عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما امیر المؤمنین مولیٰ علی کریم اللہ تعالیٰ
 وجہ فرماتے ہیں۔ میں نے بارہا بکثرت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
 فرماتے سنا کہ ہوا میں ابو بکر و عمر کیا ہیں نے اور ابو بکر و عمر نے چلا میں اور ابو بکر
 و عمر رواہ الشیخان عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ایک بار
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آج کی رات ایک مرد صالح
 یعنی خود حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ ابو بکر و
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ہیں اور عمر ابو بکر سے اور عثمان عمر سے

جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جب ہم خدمت اقدس حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اٹھے آپس میں تذکرہ کیا کہ وہ مرد صالح تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور بعض لوگوں سے تعلق وہ اس امر کا واپس ہونا جس کے ساتھ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں۔ رواہ عنہ ابو داؤد و حاکم۔ الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے نبی المصطلق نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بھیجا کہ حضور سے دریافت کروں حضور کے بعد ہم اپنے اموال زکوٰۃ کس کے پاس بھیجیں فرمایا ابو بکر کے پاس عرض کی اگر اٹھیں کوئی حادثہ پیش آئے تو کسے دیں فرمایا عمر کو عرض کی جب ان کا بھی واقعہ ہو تو فرمایا عثمان کو رواہ عنہ فی المستدرک وقال صحیحہ ایک بی بی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور کچھ سوال کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ پھر حاضر ہوا کھولنے عرض کی آؤں اور حضور کو تہ پاد فرمایا مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس آنا رواہ الشیخان عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یوہیں ایک مرد ارشاد فرمایا مروی کہ میں نہ ہوں تو ابو بکر کے پاس آنا عرض کی جب اٹھیں نہ پاؤں فرمایا تو عمر کے پاس عرض کی جب وہ بھی نہ ملیں فرمایا عثمان کے پاس اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ والطبرانی عن سہل بن ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایک شخص سے کچھ اونٹ قرصوں پر خریدے یہ واپس جاتا تھا کہ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ لے حال پوچھا اس نے بیان کیا فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پھر حاضر ہوا اور عرض کیا اگر حضور کو کچھ حادثہ پیش آئے تو میری قیمت کون ادا کرے گا فرمایا ابو بکر پھر

ریاست کیا اور جو ابو بکر کو کچھ حادثہ پیش آئے تو کون دیکھا فرمایا عمر بھیر دریا
 فرمایا انھیں بھی کچھ حادثہ درپیش ہو فرمایا و یحک اذا فات عمر فان
 استطعت ان تموت مت ہائے نادان جب عمر مر جائے تو اگر مر
 سکے مر جانا۔ **سواء الطیراتی فی الکید عن عصی بن مالک رضی**
لله تعالیٰ عنہ و حسنہ الامام جلال الدین سیوطی انھیں
 نارات جلیلہ سے ہے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایام مرض و وفات
 میں میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ امامت مسلمین پر قائم
 ناورد و سرے کی امامت پر راضی نہ ہونا غضب فرمانا جس سے امیر المؤمنین
 ابی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے استناد فرمایا کہ رضیہ رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لدا یدتا افلا نرضاه لدا ینا رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں چن لیا ہمارے دین کی پیشوائی کو کیا
 ہیں ہم پسند نہ کریں اپنی دنیا کی امامت کو۔ اور نہایت روشن و صریح
 یہ نص و تفریح وہ ارشاد اقدس ہے کہ امام احمد و ترمذی نے بافادہ
 سین اور ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم نے بافادہ تصحیح، اور ابوالمجاہد
 دیانی نے حضرت خذیفہ بن الیمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ترمذی و حاکم
 حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور طبرانی نے حضرت ابودرداء رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن عدی نے کامل میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے روایت کیا کہ حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ
 اک و سلم نے فرمایا انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین
 بعدی ابی بکر و فی لفظاقتدوا بالذین من بعدی من
 صحابی ابی بکر و عمر میں نہیں جانتا میرا نہاتم میں کب تک ہو لہذا تمہیں

فرماتا ہوں کہ میرے ان دو صحابہوں کی پیروی کرو جو میرے بعد ہوں ابو بکر و
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ایک بار آخر حیات اقدس میں نص صریح بھی فرمایا
دیتا چاہا تھا۔ پھر خدا اور مسلمانوں پر چھوڑ کر حاجت نہ سمجھی امام احمد و امام
بخاری امام مسلم ام المؤمنین صدیقہ محبوبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
علیہم و علیہم وسلم سے راوی کہ وہ ارشاد فرماتی ہیں قال لی رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ ادعی لہ
ایاک و اخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمنی لفظوں
قائل انا ولی و یابی اللہ و المؤمنون الا ابابکر حضور اقدس
عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس مرض میں انتقال فرماتے کو ہیں اس میں
مجھ سے فرمایا اپنے باپ اور بھائی کو بلا لے کہ میں ایک نوشتہ تحریر فرما دوں
کہ مجھے خوف ہے کوئی تمنا کرتے والا تمنا کرے اور کہنے والا کہہ اٹھے کہ میں
زیادہ مستحق ہوں اور اللہ نے مانے گا اور مسلمان نہ مانیں گے مگر ابو بکر کو امام
احمد کے ایک لفظ یہ ہیں کہ فرمایا ادعی لی عبد الرحمن بن ابی بکر
اکتب لابی بکر کتابا لا یختلف علیہ احد ثم قال دعی
معاذ اللہ ان یختلف المؤمنون فی ابی بکر عبد الرحمن بن ابی بکر
بلا لہ کہ میں ابو بکر کے لئے نوشتہ لکھ دوں کہ ان پر کوئی اختلاف نہ کرے پھر
فرمایا رہتے دو خدا کی پناہ کہ مسلمان اختلاف کریں ابو بکر کے بارے میں
صلی اللہ تعالیٰ علی الحبيب و آلہ و صحبہ و یارک و سلم
واللہ سبحة و تعالیٰ اعلم و علمہ احکم

تمت

Marfat.com

خدا چاہتا ہے رضا کے محمد

اذا حضرت قدس سرہ

کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد
ملک خادمان سرانے محمد
خدا چاہتا ہے رضا کے محمد
خدا نے محمد برائے محمد
جناب الہی برائے محمد
عبائے محمد قبائے محمد
رضائے خدا و رضائے محمد
محمد محمد خدائے محمد
گردن کا سہارا عصائے محمد
یہ آن خدا وہ خدائے محمد
سوا سے محمد برائے محمد
جو آنکھیں میں جو نقائے محمد
بڑھی کس تزنگ سے دعائے محمد
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد

نہ ہے عزت و اعتلائے محمد
مکان عرش اوں کا ملک فرش اوں کا
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر!
محمد برائے جناب الہی!
بسی عطر محبوبی کبریا سے
ہم عہد باندھے ہیں وصل ابد کا
دم نزع جاری ہو میری زبان پہ
عصائے کلیم اثر دوائے غضب تھا
میں قربان کیا پیاری پیاری نسبت
محمد کا دم خاص بہر خدا ہے
خدا اوں کو کس پیار سے دیکھتا ہے
جلو میں اجابت خواہی میں رحمت
اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا

رہنمائی سے اب جب کرتے گزریے
کہ ہے ریتِ سبیلِ صدائے محمد

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

توسے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

صبح طیبہ میں ہوتی بلتا ہے باران نور کا
 باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
 پارہوں کے چاند کا مچر ہے سجدہ نور کا
 آنکے قصر قد سے خلد ایک کرہ نور کا
 عرش بھی فردوس بھی اوس شاہ والا نور کا
 تیرے ہی ہاتھ رہا ہے جان سہرا نور کا
 میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالا نور کا
 تیرے ہی جانب ہے پانچوں وقت سجدہ نور کا
 تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
 شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاہ نور کا
 تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
 کیا بنا نام خدا اسرا کا دولھا نور کا
 نرم وحدت میں مزا ہوگا دو بالانور کا
 و صنف رخ میں گاتی ہیں حوریں ترانہ نور کا
 دیکھنے والوں نے کچھ کھانا بھالا نور کا
 تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
 انبیا جزا ہیں تو باسکل ہے جملہ نور کا
 یہ جو ہر دم پہ ہے اطلاق آتا نور کا

اے رضیاء احمد نوری کا فیض نور ہے
 ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

صدقہ لینے نور کا آیا ہے ہمارا نور کا
 مست بوہن بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا
 بارہ برجوں سے جھکا ایک اک ستارہ نور کا
 سیدہ یائین باغ میں ننھا سا پودا نور کا
 یہ مٹمن برج و مشکوٰۃ اعلیٰ نور کا
 بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا
 نور دن دو نانا ترافے ڈال صدقہ نور کا
 رخ ہے قبلہ نور کا ابرو ہے کعبہ نور کا
 سر جھکاتے ہیں الہی بول بالا نور کا
 تیری صورت کے لیے ایسے سورہ نور کا
 سایہ کا سایہ نہوتائے سایا نور کا
 سر پہ سہرا نور کا بریں شہنائی نور کا
 ملنے شمع طور سے جاتا ہے اکہ نور کا
 قدرۃ بلیوں کیا بجاتا ہے لہرا نور کا
 منق راہی کیا بہ آئینہ دیکھایا نور کا
 توسے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا
 اس علاقے سے ہے اونیز نام سچا نور کا
 بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

حکیم غلام حسین الدین یحییٰ طابع و ناشر اور مدیر نے یحییٰ پرنٹنگ پریس پٹیوہ ڈو خانہ لال کپورہ وجیکٹ لاہور شیش لکھا

بِعَوْنِهِمْ وَكَرَمِهِ تَعَالَى جَلَّ سَمِيحٌ

دین و ایمان کو متور اور محبت و ایقان کو افزوں کرنے والے

نادر و اہم
24
رسائل سنیہ ضروریہ

حضرت محمد بن عبد بناتہ عاقرہ مولانا الشاہ مفتی احمد رضا خاں صاحب قس

- صلاة الصفا فی نور المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- نطق الہلال فی ولاد الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم والوصول
- الہدایۃ المبارکہ فی خلق الملائکہ علیہم السلام
- الصمصام علی مشکک فی الارحام
- حمل النور فی بنی المنسار عن زیارت القیور
- غایبہ التحقیق فی امامتہ العلی و الصدیق (رضی اللہ عنہما)

یکے از مطبوعات
ادارہ تعلیمیہ ضویہ سواد اعظم لال کھوہ موجی گیٹ لاہور

قیمت - ایک روپیہ
مطبوعہ تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور